میرا پروردگار اللہ ہے

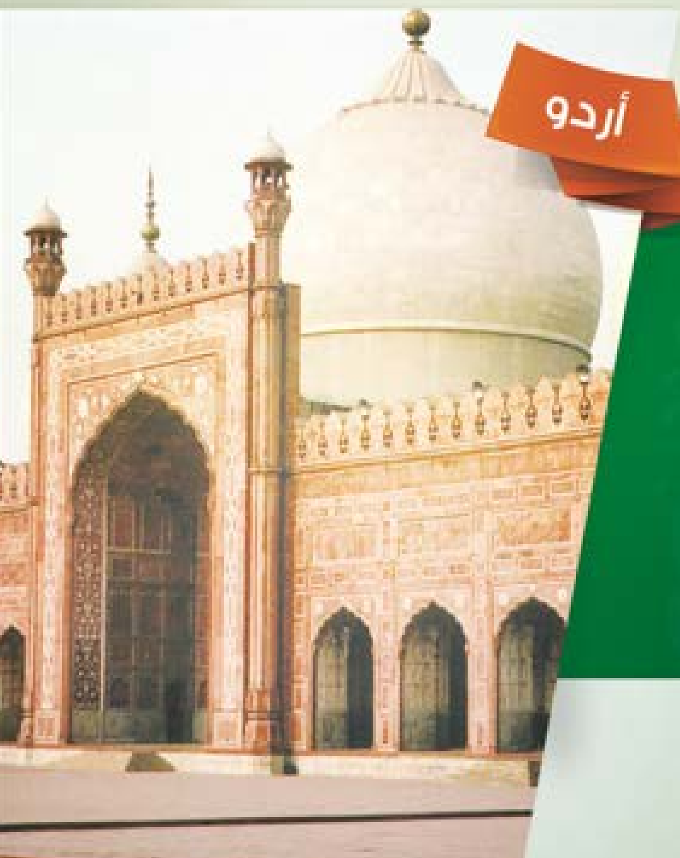

أردو

ڈاکٹر محمد بن سرار الیامی
ڈاکٹر عبداللہ بن سالم باہمام

ڈاکٹر محمد بن سرار الیامی
میرا پروردگار اللہ ہے
ڈاکٹر عبداللہ بن سالم باہمام

https://www.with-allah.com/ur

میرا پروردگار اللہ ہے

ڈاکٹر محمد بن سرّار الیامی
ڈاکٹر عبداللہ بن سالم باھمام

https://www.with-allah.com/ur

بسم الله الرحمن الرحيم

ح عبد الله سالم عمر باهمام، ١٤٣٥هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

باهمام، عبد الله سالم عمر

ربي الله باللغة الاردية / عبد الله سالم عمر باهمام، الرياض، ١٤٣٥هـ

...ص؛ ... سم

ردمك: ٧-٦٣٦٨-٠١-٦٠٣-٩٧٨

١- الإيمان (الإسلام) أ. العنوان

ديوي ٢٤٠ ١٤٣٥/٨٧٩٣

رقم الإيداع: ١٤٣٥/٨٧٩٣

ردمك: ٧-٦٣٦٨-٠١-٦٠٣-٩٧٨

https://www.with-allah.com/ur

فہرستِ مضامین

میرا پروردگار اللہ ہے

جب اللہ کی ذات پر ایمان نہ رہے ۷
محتاج بندوں کو بے نیاز اللہ کی حاجت ۸
اے میرے بندو۔۔ ۸
تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا: ۹
اللہ جل و علا ۱۰
اللہ جل جلالہ ۱۰
بندوں کو اللہ کی ضرورت ۱۰
اللہ کی معرفت کا مقام ۱۱
ہر چیز میں اللہ کی نشانیاں پنہاں ہیں: ۱۱

اللہ تعالی پر ایمان لانا

اللہ تعالی پر ایمان لانے کا مفہوم اور اس کی حقیقت: ۱۵
ایمان کی اہمیت و فضیلت ۱۶
ایمان کے نتائج ۱۷
ایمان کے اثرات: ۱۹
خدا کی پہچان کروانے والے رسولوں پر ایمان لانا: ۲۴
اللہ تعالی سے ملاقات ہونے پر ایمان رکھنا ۲۸
آخرت پر ایمان رکھنے میں شامل ہونے والی چیزیں: ۲۹
اول: موت کے بعد والی زندگی پر ایمان رکھنا ۲۹
دوم: موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان رکھنا: ۳۱
چہارم: قیامت کی ہولناکی اور اس دن رونما ہونے والی مصیبتوں پر ایمان رکھنا: ۳۳
پنجم: حساب و کتاب اور بدلہ ملنے پر ایمان رکھنا: ۳۶
ششم: جنت و جہنم پر ایمان رکھنا۔ ۳۷

اپنے پروردگار و پالنہار کو پہچانو

اول: میرا پروردگار اللہ ہے: ۴۵
۱- رب (پالنہار) کا مطلب ۴۵
۲-رب کے موجود ہونے کے ثبوت: ۴۶
فطری ثبوت: ۴۷
عقلی دلیل: ۴۸
شرعی دلیل: ۴۹
حسّی دلیل ۵۰
۳-ایک اللہ کو ماننے والے بندے پر توحید کا اثر: ۵۱
۴-الحاد اور اس کے خطرات: ۵۵

فہرستِ مضامین

اس اللہ تعالی کو پہچانو جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

دوم: اس اللہ تعالی کو پہچانو جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ ۵۹
معبود کا مطلب: ۵۹
"لا الہ الا اللہ" کا مطلب ۵۹
"لا الہ الا اللہ" کی فضیلت ۵۹
"لا الہ الا اللہ" کے شرائط: ۶۰
"لا الہ الا اللہ" کے مخالف امور: ۶۲
"لا الہ الا اللہ" کا توحید پرست انسان پر پڑنے والا اثر: ۶۸
پہلی قسم: دلوں پر پڑنے والے بندگی کے اثرات: ۶۸
ا) محبت: ۶۸
۲- آس و امید: ۷۹
۳-خوف: ۸۳
دوسری قسم: اعمال و اخلاقیات پر پڑنے والے بندگی کے اثرات: ۹۳
اول: فرد پر پڑنے والے خصوصی اثرات: ۹۳
دوم: لوگوں پر پڑنے والے عام اثرات: ۱۰۱

اللہ تعالی کی ذات کو اس کے اسماء و صفات کے ساتھ پہچانو۔

سوم: اللہ تعالی کی اس کے اسماء و صفات کے ساتھ معرفت حاصل کرو: ۱۰۷
الف: (وَلِلَّهِ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰ): کا مفہوم: ۱۰۷
ب: (فَٱدۡعُوهُ بِهَا) کا مفہوم: ۱۰۸
ج: (وَذَرُواْ ٱلَّذِينَ يُلۡحِدُونَ) کا مفہوم: ۱۰۸
اللہ تعالی کے اسماء و صفات جاننے کی اہمیت و فضیلت: ۱۰۸
اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے باب میں کچھ قواعد و ہدایات: ۱۱۴
اسماء و صفات پر ایمان رکھنے سے بندے پر پڑنے والے اثرات: ۱۱۶
اللہ تعالی کی ذات اور اس کے اسماء و صفات کی معیت میں گذرنے والی زندگی: ۱۲۰
الف: یقیناً وہ "اللہ" ہے: ۱۲۰
ب: کائنات میں اللہ تعالی کے اسماء سے پڑنے والے اثرات: ۱۴۸

خاتمہ: خالص و سچے ایمان کی دعوت

اخلاص کا مفہوم: ۱۵۵
اخلاص کا مقام: ۱۵۶
آپ کیسے مخلص بن سکتے ہیں؟ ۱۵۶
اخلاص کے نتائج: ۱۵۸

جب اللہ کی ذات پر ایمان نہ رہے

اللہ تعالی پر ایمان لانا مختلف چیزوں کی عبادت سے ہٹا کر ایک مستحق ذات کی عبادت کی طرف انسانی زندگی کو پھیرنے کا اہم موڑ ہے۔

مخلوقات میں سے اکثر لوگوں کی زندگی سے جب ایمان کی چابی گم ہوجائے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تنگی و حیرانی پیدا ہوتی ہے، جس سے بعض معاشروں میں خودکشی کے نئے نئے اسباب ایجاد کرنے کا رجحان پیدا ہورہا ہے، تاکہ اس تنگ و حیران بھری زندگی سے چھٹکارہ پایا جاسکے۔ اللہ تعالی کا نعمتِ اسلام پر لاکھ لاکھ شکر ہے، اور اس سے بڑی کوئی اور نعمت نہیں ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ ہے:

دنیا سے رخصتی کے نئے انداز

آسٹرلیا میں مشفقانہ قتل کی تائید کرنے والے "فلپ نیچکیہ" نے کہا کہ: خودکشی کے لئے استعمال کیا جانے والا آلہ، جس کا نام: "Exit Bag" رکھا گیا ہے، کینیڈا سے بذریعہ پوسٹ منگوایا جاتا ہے، اور ملک میں اس کی مانگ بڑھ گئی ہے۔

اس آلے کی قیمت ۳۰ امریکی ڈالر ہے۔ اس کے ساتھ ایک خصوصی پلاسٹک کی تھیلی ملتی ہے، جس کو دم گھٹنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔

"نیچکہ" نے آسٹریلیائی ٹی وی چینل "اے۔ بی۔ سی" سے بات کرتے ہوئے یہ وضاحت کی کہ یہ آلہ بڑی حد تک ناقابلِ برداشت ہے، لیکن روح نکالنے میں بہت کارگر ہے۔

مزید اس کا کہنا تھا کہ: اس کا استعمال آج کل بہت عام ہوچکا ہے، اور وہ اس آلے اور اس کے اوصاف سے متعلق بہت سے لوگوں سے روزانہ بات کرتا ہے۔

دوسری طرف لندن کی ایک خاتون، جو اعصابی مرض میں مبتلا تھی، [اس مرض سے انسان میں حرکت کرنے کی قوت باقی نہیں رہتی ہے] نے لندن کی سپریم کورٹ سے یہ اپیل کی کہ خودکشی کرنے کے لئے شوہر کو اس کا تعاون کرنے کی اجازت دی جائے۔

ریڈیو لندن نے ذکر کیا کہ "دایان بیریتی" عمر ۴۲ سال، دو سال پہلے اس مرض کا شکار ہوئی۔ ریڈیو نے وضاحت کی کہ سرکاری محکموں نے خودکشی میں تعاون کرنے پر اس کے شوہر کا مواخذہ کرنے کی دھمکی دی، تو اس خاتون نے سپریم کورٹ کا رخ کیا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ طٰہٰ: ۱۲۴

محتاج بندوں کو بے نیاز اللہ کی حاجت

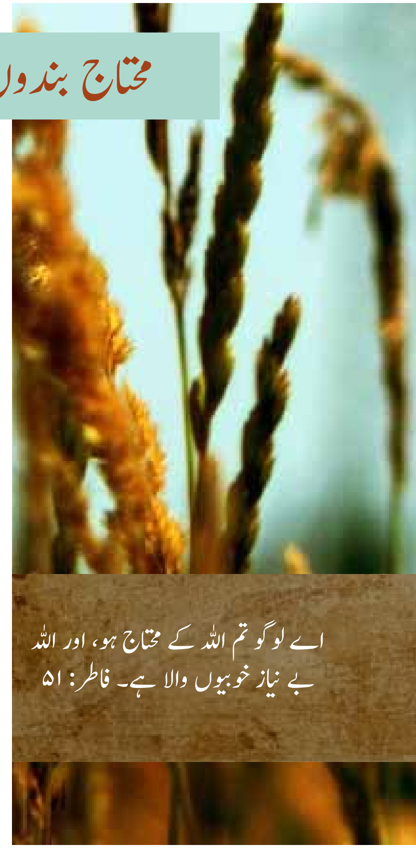

اے میرے بندو۔۔۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم حدیثِ قدسی میں یہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی نے کہا ہے: " اے میرے بندو میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کرلیا ہے، اور اس کو تمہارے بیچ بھی حرام کیا ہے، لہذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو، سوائے اس شخص کے جس کو میں ہدایت دوں، لہذا تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت سے نوازوں گا۔ اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو، سوائے اس شخص کے جس کو میں کھانا کھلاؤں، لہذا تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو تم سب ننگے ہو، سوائے اس کے جسے میں کپڑا پہناؤں، لہذا تم مجھ سے کپڑے طلب کرو، میں تمہیں کپڑا پہناؤں گا۔ اے میرے بندو تم سب دن و رات گناہ کرتے ہو، اور میں تمہارے سارے گناہ معاف کرتا ہوں، لہذا تم مجھ سے ہی معافی طلب کرو، میں تمہیں معاف کروں گا۔ اے میرے بندو تم سب نہ مجھے نقصان پہنچاسکتے ہو، اور نہ نفع۔ اے میرے بندو اگر تم میں سے اول و آخر، اور انسان وجنات میں سے ہر ایک انسان سب سے زیادہ پاکباز دل بن جائے، تو اس

سے میری سلطنت میں کوئی اضافہ ہونے والا نہیں ہے۔ اے میرے بندو اگر تم میں سے اول و آخر، اور انسان وجنات میں سے ہر ایک انسان سب سے زیادہ فاسق و فاجر بن جائے، تو اس سے میری ملک میں کوئی کمی ہونے والی نہیں ہے۔ اے میرے بندو اگر تم میں سے اول و آخر، اور انسان وجنات میں سے ہر ایک انسان ایک پلیٹ فارم پر کھڑا ہوجائے، اور ہر ایک اپنی اپنی حاجت مجھ سے مانگے، اور میں ان سب کی حاجتیں پوری کردوں، تو اس سے میرے خزانے میں بالکل اسی طرح کی کمی ہوتی ہے، جس طرح سمندر کے پانی میں میں سوئی ڈالکر نکالنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو، یہ تمہارے اعمال ہیں، میں ان اعمال کا حساب کتاب رکھتا ہوں، اور پھر اس کا تمہیں پورا پورا بدلہ دیتا ہوں۔ اب جو انسان بھلائی دیکھے، تو وہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور جو برائی دیکھے، تو وہ اپنے آپ پر ملامت بھیجے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ اے میرے بندو، یہ تمہارے اعمال ہیں، میں ان اعمال کا حساب کتاب رکھتا ہوں، اور پھر اس کا تمہیں پورا پورا بدلہ دیتا ہوں۔ اب جو انسان بھلائی دیکھے، تو وہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور جو برائی دیکھے، تو وہ اپنے آپ پر ملامت بھیجے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: " اے میرے بچے میں تمہیں چند باتیں سکھارہا ہوں: تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرلو، تو اللہ کو تم ہمیشہ اپنا معاون پاؤگے۔ جب بھی تم مدد مانگنا چاہو، تو اللہ سے مدد مانگو۔ یاد رکھو کہ اگر ساری امت اکٹھا ہوکر تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے، تو وہ سب تمہیں وہی فائدہ پہنچاسکیں گے، جو اللہ نے تمہارے لئے پہلے ہی لکھ دیا ہے، اور اگر ساری امت اکٹھا ہوکر تمہیں نقصان پہنچانا چاہے، تو وہ سب تمہیں وہی نقصان پہنچاسکیں گے، جو اللہ نے تمہارے لئے پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ یقیناً قلم اٹھالیا گیا ہے، اور دفاتر سوکھ گئے ہیں، یعنی لکھت مٹنے والی نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.with-allah.com/ur

اللہ جل و علا

جس کو اللہ کی زیادہ معرفت ہو، وہ اللہ سے زیادہ خوف رکھتا ہے

اللہ جل جلالہ

اللہ جل شانہ ۔ ۔ قابلِ تعریف و لائقِ عبادت ہے

آسمان اور زمین اور ان میں موجود ساری چیزیں اس کی تسبیح و پاکی بیان کرتی ہیں۔

رات اور اس میں موجود ساری پوشیدہ چیزیں، دن اور اس میں موجود ساری ظاہری چیزیں ۔ ۔ خشکی و سمندر ۔ ۔ ۔ یہ سب اللہ کی تعریف اور اس کی پاکی کرتے ہیں

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو، ہاں یہ صحیح ہے کہ تم ان کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ الإسراء: ٤٤

"اللہ" کی ذات ساری معلومات میں سے زیادہ واضح چیز ہے ۔ ۔ ۔ دل اس کو جانتے ہیں اور روح اس کی معرفت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتی ہے۔

> اللہ تعالی کا یہ فضل و کرم ہوا کہ اس نے بندے کے لئے اپنی معرفت کے راستے آسان بنادئے۔

"اللہ" کی ذات کو دل پروردگار مانتے ہیں، اس کی معافی کی امید رکھتے ہیں، اور اس کے ذکر سے ساری مخلوقات مانوس ہے۔

"اللہ" نے اپنے مکلف بندوں کے دلوں میں خوف و امید اور ایک فطری حاجت پیدا کردی ہے، جس کی برآری اسی وقت ممکن ہے، جب بندہ اللہ کے دربار کی طرف رجوع ہوجائے

لفظِ "اللہ" ساری اچھی اچھی صفات رکھنے والی الہی ذات کا نام ہے۔

بندوں کو اللہ کی ضرورت

بندہ اپنی پریشانیوں اور مسائل کے وقت کسی پناہ گاہ کا محتاج ہوتا ہے، اور بندے کی فطرت میں یہ چیز داخل ہے، اسی لئے وہ ہر حال میں اپنے پروردگار کا محتاج ہوتا ہے، اور اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کی کوشش میں لگا رہتا ہے، کیونکہ وہ عنقریب اس سے جا ملنے والا ہے۔

جب بندہ اللہ کا محتاج بن جائے، اپنے تمام فرائض کی ادائیگی پوری کرلے، اللہ کے پاس خود کو ملنے والے بدلے پر یقین کرلے، اور صبر سے کام لے، تو اللہ تعالی اُس کو ساری مخلوق کا امام بنادیتا ہے، اور وہ صاحبِ اقتداء پیشوا بن جاتا ہے:

اور جب ان لوگوں نے صبر کیا، تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے، جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔ سجدہ: ٢٤

اسی لئے اللہ تعالی نے صبر اور یقین کو دینِ اسلام میں امامت کا سبب مانا ہے۔

فطری طور پر مخلوق اپنے خالق سے مربوط رہنے پر مجبور ہے، نیز اپنے محسن و کرم فرما سے محبت کرنا بھی مخلوق کا فطری شیوہ ہے، اور وہ محسن و کرم فرما اللہ تعالی کی ذاتِ گرامی ہے۔

> ایمان کے علاوہ تیار کئے جانے والا ہر توشہ ختم ہوجائے گا، اور اللہ کے علاوہ اختیار کیا جانے والا ہر سہارا ڈھیر ہوجائے گا۔

اللہ کی معرفت کا مقام

کسی بھی علم کا مقام اس کے ذریعے حاصل ہونے والی معلومات کے مقام سے مربوط ہوتا ہے، اور اللہ تعالی کی ذات، اس کے اسماء و صفات کی معرفت، اس کی حکمت و دانائی اور مخلوق پر اس کے حقوق کی معرفت سے بڑھ کر کسی اور چیز کا مقام نہیں ہے، اسی لئے عقیدہ توحید دین کا خلاصہ ہے، اور تقریبا قرآن کریم کا دو تہائی حصہ عقیدہ توحید کی صاف الفاظ میں وضاحت کرتا ہے۔

ہر چیز میں اللہ کی نشانیاں پنہاں ہیں:

اللہ تعالی نے اپنی مخلوقات میں سے ہر چیز میں اپنے وجود، وحدانیت، عزت و کمال اور اپنی عظمت و جلال کی نشانی رکھی ہے، بلکہ اس نے تو ان نشانیوں میں غور کرنے اور سوچنے کا حکم بھی دیا، اور ہمیں اس بات سے آگاہ کیا کہ غور و فکر کرنے والوں، علم و معرفت رکھنے والوں اور اپنے عقلوں کو کام میں لانے والوں کے لئے یہ ساری چیزیں نشانیاں ہیں۔

اللہ کی کتاب قرآن کریم میں عقلمندوں کے لئے جن نشانیوں کا ذکر کیا ہے، اور جو انہیں ایک بے نیاز اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتی ہیں، ان نشانیوں پر ہم ایک تیزی سے نظر پھیرلیتے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

اور یقین والوں کے لئے تو زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ الذاریات: ٢٠-٢١

اللہ تعالی فرماتے ہیں: آپ کہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ یونس: ١٠١

اللہ تعالی فرماتے ہیں: بلا شبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کردیا، پھر عرش پر قائم ہوا، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس سفارش کرنے والا

نہیں۔ ایسا اللہ تمہارا رب ہے، سو تم اس کی عبادت کرو، کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے۔ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے، اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے۔ بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ جزاء دے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے کھَولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے کفر کی وجہ سے۔ وہ اللہ تعالی ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلیا کرو۔ اللہ تعالی نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں۔ وہ یہ دلائل ان کو صاف صاف بتلارہا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔ بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ تعالی نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے، ان میں ان لوگوں کے واسطے دلائل ہیں جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں۔ یونس: ۳-۶

اللہ تعالی فرماتے ہیں: آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقینا عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ تعالی کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے، پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔

آل عمران: ۱۹۰ - ۱۹۱

اللہ تعالی یہ بھی فرماتے ہیں: اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان جانوروں کی پیدائش میں جنہیں وہ پھیلاتا ہے یقین رکھنے والی قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

جاثیۃ: ۴

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی جو ان کے دل ان باتوں کے سمجھنے والے ہوتے یا کانوں سے ہی ان (واقعات) کو سن لیتے۔

الحج: ۴۶

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: کیا انہوں نے آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے، اور زینت دی ہے، اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔ ق: ٦

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: یہ ہے صنعت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے۔ النمل: ۸۸

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ طٰہٰ: ۵۴

مراجعۃ / سوالات

۱۔ اگر لوگوں کی زندگی سے ایمان ختم ہوجائے، تو کیا ہوگا؟

۲۔ کیا اللہ تعالی کو اپنے بندوں کی عبادت یا ان کی توبہ کی ضرورت ہے؟

۳۔ بندے کن چیزوں میں اللہ تعالی کے محتاج ہیں؟ اور ان کے دلائل کیا کیا ہیں؟

۴۔ ان نشانیوں کو ذکر کریں جن کا مشاہدہ آپ نے زندگی میں کیا ہو، اور جو آپ پر زیادہ اثرانداز ہوئی ہوں۔

https://www.with-allah.com/ur

الله تعالی پر ایمان لانے کا مفہوم اور اس کی حقیقت:

سچا ایمان روح کی غذاء اور خوشی کا ساماں ہے

دلی سکون صرف الله تعالی پر ایمان لانے سے میسر ہوتا ہے، اور ایمان نہ رکھنے والا دل سدا ڈر و خوف میں مبتلا رہتا ہے، کمزوری اس کی زندگی کا حصہ بن جاتی ہے، اور کبھی اس کو قرار نہیں ملتا ہے۔ وہ ایمان جس سے انسان کو نجات ملتی ہے وہ الله کی ذات پر یقین ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ سچے دل کے ساتھ یہ یقین رکھیں کہ الله تعالی ہر چیز کا پروردگار ہے، وہی اس کا مالک و خالق ہے، وہی تنہا اس بات کا مستحق ہے کہ اسی کے لئے نماز و روزہ رکھا جائے، دعاء و دواء کے لئے اسی کو پکارا جائے، امید و بیم اور خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت کی جائے۔ وہی ساری باکمال صفات سے متصف ہے، اور ہر کمی و عیب سے پاک ہے۔

الله تعالی پر ایمان لانے میں اس کے فرشتوں پر ایمان لانا، اس کی کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن، اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔ یہی ایمان انسان کی سعادت و خوش نصیبی کا اہم محور ہے، بلکہ مومن کے لئے یہ دنیا میں ملنے والی جنت ہے، اور اس کا انجام ان شاء الله تعالی آخرت میں ملنے والی جنت پر ہوگا۔

اسلامی شریعت میں ایمان: "ایک ساتھ دل سے یقین رکھنے اور زبان سے اقرار کرنے" کو کہتے ہیں۔

جب یہ بات معلوم ہوگئ، تو اب یہ جاننا ضروری ہے کہ الله کے دربار میں عمل کے قبولیت کی بنیاد ایمان ہے؛ اس لئے کہ الله تعالی نے فرمایا: پھر جو بھی نیک عمل کرے، اور وہ مومن (بھی) ہو الانبیاء: ۹۴

الله تعالی پر ایمان لانا

سچا ایمان روح کی غذاء اور خوشی کا ساماں ہے

الله تعالی کی ذات پر ایمان: انصاف، آزادی، علم و معرفت، ہدایت، راحت و سکون اور روحانی اطمینان کی طرف لیجانے والا نور ہے

ایمان کی اہمیت و فضیلت

اللہ کے ہاں سب سے افضل و پاک عمل ایمان ہے، چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا: "اے اللہ کے رسول: کونسا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے کہا: اللہ تعالی کی ذات پر ایمان رکھنا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا"

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ایمان دنیوی و اخروی سعادت و ہدایت کا ذریعہ ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: سو جس شخص کو اللہ تعالی راستے پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتا ہے الانعام: ۱۲۵

ایمان مومن کو گناہوں سے دور رکھتا ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: یقینا جو لوگ ایمان ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں، سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

الاعراف: ۲۰۱

ایمان عمل کے قبولیت کی شرط ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: یقینا تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہوجائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا۔ الزمر: ۶۵

سچے ایمان سے اللہ تعالی عمل میں برکت پیدا کرتے ہیں اور دعاؤں کو قبولیت سے نوازتے ہیں۔

یقینا تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہوجائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا۔ الزمر: ۶۵

سچے ایمان سے اللہ تعالی عمل میں برکت پیدا کرتے ہیں اور دعاؤں کو قبولیت سے نوازتے ہیں۔

ایمان کے نتائج

اللہ تعالی فرماتے ہیں: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی، مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں۔ جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اپنے پھل لاتا ہے۔ ابراھیم: ۲۴ - ۲۵

ایمان سے حاصل ہونے والے کچھ درجِ ذیل ثمرات:

۱. سچا ایمان نفسیاتی راحت و سکون اور انشراحِ صدر کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالی کے درجِ ذیل قول کا مصداق یہی ہے: یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں یونس: ۶۲

۲. مومنوں کو اللہ تعالی کی خصوصی معیت نصیب ہوتی ہے، یعنی ایمان مومنوں کو کفر و شرک کی تباہ کاریوں سے ایمان و ثواب کے نور کی طرف لے جاتا ہے۔

۳. اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی اور وہ جنت ملتی ہے، جس کا سچا ایمان رکھنے والوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ان ایمان دار مردوں اور عورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں، اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے۔ التوبۃ: ۷۲۔

۴. اللہ تعالی اپنے دوستوں، اپنی جماعت اور اپنے محبوب مومن بندوں کا دفاع کرتا ہے: سن رکھو یقینا سچے مومنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالی ہٹادیتا ہے۔ الحج: ۳۸

اسی کا ایک پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ ہجرت کے اوقات میں دفاع کیا، اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کا اس وقت دفاع کیا، جبکہ وہ آگ میں ڈالے جاچکے تھے۔

۵. اللہ تعالی پر ایمان رکھنا کمزور انسان اور اس کے پروردگار کے درمیان ایک رشتہ ہے، اور اسی طرح طاقتور انسان اسی ایمان سے اپنے آپ کو تقویت پہنچاتا ہے۔ اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے۔ السجدۃ: ۲۴

اللہ تعالی پر ایمان رکھنا کمزور انسان اور اس کے پروردگار کے درمیان ایک رشتہ ہے، اور اسی طرح طاقتور انسان اسی ایمان سے اپنے آپ کو تقویت پہنچاتا ہے۔

دیندار اور اللہ پر یقین رکھنے والوں کی امامت کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے ذکر کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھ دیا، اور ان کے کارناموں کو زندہ جاوید بنادیا، جبکہ وہ لوگ مٹی میں سوئے ہیں اور ان کے جسم ناپید ہوچکے ہیں، لیکن ان کی باتیں اور ان کی زندگی کے حالات آج تک باقی ہیں۔

٦. مومنوں کو ملنے والی اللہ تعالی کی محبت، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: جو اللہ کی محبوب ہوں گے اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتے ہوں گے۔ المائدة: ٥٤

اور اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا کہ: بیشک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کئے ہیں ان کے لئے اللہ رحمٰن محبت پیدا کردے گا۔ مریم: ٩٦

ایمان کے بناء زندگی یقینی موت ہے۔۔
ایمان کے بناء آنکھ اندھی ہے۔۔
ایمان کے بناء زبان گونگی ہے۔۔
ایمان کے بناء ہاتھ مفلوج ہیں۔۔

٧. دنیا و آخرت میں خوشگوار زندگی، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے۔ اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔ النحل: ٩٧

بہتر زندگی اور خوش نصیبی کی تلاش کرنے والے کہاں ہیں؟

٨. مومن اور اللہ تعالی کے درمیان پیدا ہونے والی دو طرفہ محبت، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: جو اللہ کی محبوب ہوں گے اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتے ہوں گے۔ المائدة: ٥٤

یعنی اللہ تعالی ان سے محبت کرتا ہے، اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کرتا ہے۔

٩. ایمان والوں کو اللہ تعالی کی طرف سے ملنے والی عزت کی خوشخبری، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔ التوبة: ١١٢

خوشخبری صرف بڑی بڑی چیزوں کی ہوتی ہے، جس کا اثر واضح طور پر چہرے پر نظر آتا ہے، اسی لئے اس کا نام بشارت یعنی خوشخبری رکھا گیا ہے، اور اللہ تعالی کی رحمت و خوشنودی اور جنت سے بڑھ کر کوئی اور چیز بڑی نہیں ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو ان جنتوں کی خوشخبریاں دو، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ البقرة: ٢٥

١٠. ایمان ثابت قدمی کا اہم وسیلہ ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابل پر لشکر جمع کرلئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھادیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ آل عمران: ١٧٣

ثابت قدمی کی سب سے واضح دلیل انبیاء، صحابہ، تابعین اور ان کے پیروکاروں کے وہ کارنامے ہیں، جن کو تاریخ نے محفوظ رکھا ہے۔

١١. نصیحتوں سے سبق حاصل کرنا، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور نصیحت کرتے رہیں یقینا یہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دے گی۔ الذاریات: ٥٥

چنانچہ نصیحت صرف اور صرف مومن ہی حاصل کرتے ہیں۔

١٢. ہر حال میں مومن کے لئے خیر کا فیصلہ کیا گیا ہے، چنانچہ تنگی اور خوشحالی دونوں حالتوں میں خیر مومن کا ساتھی و مددگار ہوتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، کہ اس کی ہر چیز میں خیر رکھا گیا ہے، اور مومن کے علاوہ کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ اگر مومن کو کوئی خوشی پہنچے، اور وہ شکر ادا کرے، تو یہ اس کے لئے خیر ہے، اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ اس تکلیف پر صبر کرلے، تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہی کا ضامن ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ایمان بندے کو مصیبتوں میں صبر اور راحتوں میں شکر کا عادی بناتا ہے۔

١٣. مومن کبیرہ گناہوں سے دور رہتا ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مروی ہے کہ: "کوئی زانی وقتِ زنا حالتِ ایمان میں نہیں ہوتا ہے۔۔" اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

یہ ایمان کے بیش بہا اور عظیم نتائج ہیں، تو خوش بختی، دلی سکون اور راحت کی متلاشی کہاں ہیں؟

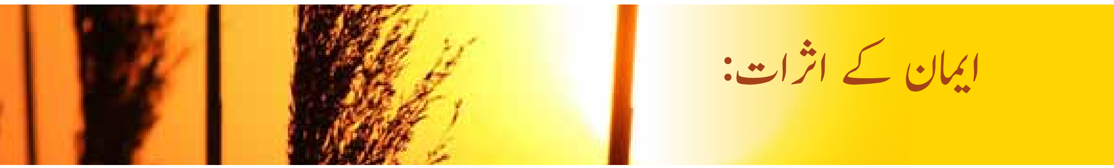

ایمان کے اثرات:

مومن کی زندگی پر پڑنے والے ایمان کے اثرات:

١. مومن کے دل میں یہ جذبہ ہوتا ہے کہ وہ زیادہ شریعتِ مطہرہ کی پیروی کرے، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ان میں فیصلہ کردے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ النور: ٥١

ایمان بندے کو اللہ تعالی کے احکامات پر عمل کرنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے میں پہل کرنے کا عادی بناتا ہے۔

اللہ تعالی پر ایمان رکھنا یقینی زندگی ہے۔۔ اور اللہ تعالی کے ساتھ زندگی گذارنا یقینی طور پر ایمان ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: سو قسم ہے تیرے پروردگار کی، یہ مومن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں، ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔ النساء: ٦٥

بلکہ ایمان تو بندے کو اللہ تعالی کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے اور اس سے راضی رہنے پر ابھارتا ہے۔

٢. اللہ تعالی بندے کو شرکِ جلی اور شرکِ خفی سے محفوظ رکھتے ہیں، اسی کی ایک شکل یہ ہوتی ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو اپنا مددگار نہیں بناتا ہے، اور نہ اس کے علاوہ کسی سے کچھ مانگتا ہے؛ کیونکہ نفع و نقصان کا مالک صرف اور صرف اللہ عز و جل کی ذات گرامی ہے: اور اگر تجھ کو اللہ تعالی کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوائے اللہ تعالی کے اور کوئی نہیں ہے۔ الانعام: ١٧

٣. اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے نفرت رکھنا: یہ ایمان کی سب سے مضبوط رسّی ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ الحجرات: ١٠

اس بھائی چارگی کی سب سے زیادہ واضح دلیل انصاری صحابہ اور مہاجرین کے درمیان پیدا ہونے والی بھائی چارگی، اور انصاری صحابہ کا اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے اپنا جان و مال خرچ کرنے کا جذبہ ہے۔ یقینا رسولِ معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اُس وقت تک کوئی شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ سب کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے" اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

٤. اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے کے درمیان صبر و تحمل سے کام لینا، اور اس کو راضی کرنے کے لئے اپنی ہر عمدہ و قیمتی چیزوں کو خرچ کرنا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر - پکا - ایمان لائیں پھر شک و شبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، - اپنے دعوائے ایمان میں - یہی سچے اور راست گو ہیں۔ الحجرات: ١٥

اے ایمان والو ایمان لے آؤ، اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو ایمان کی دعوت دی، اور اس پر ابھارا، کیونکہ ایمان کا مقام و مرتبہ بہت اونچا ہے۔

٥. اللہ کی ذات، اس کی طرف سے کئے ہوئے وعدے، اللہ کے پاس ملنے والی نعمتوں اور سعادتوں سے دل کا مربوط ہونا: چنانچہ مومن بندے کے لئے دنیا میں ملنے والی جنت، ایمان اور خدائے رحمان کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ وہ تو اللہ آخرت کی اُس جنت کا متمنی ہوتا ہے، جس کا اللہ تعالی نے اس سے وعدہ کیا ہے، بلکہ وہ تو خود کو پہنچنے والی ہر مصیبت و تکلیف اور مشقت پر اللہ تعالی کی طرف سے ثواب کی امید رکھتا ہے، اور اس کا یقین ہوتا ہے کہ ان مصیبتوں پر صبر کرنے پر ملنے والا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش ہیں ان کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں، اور نہ یہ کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں، یہ اس سبب سے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو تکان پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو کسی ایسی جگہ چلے جو کفار کے لئے موجبِ غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی، ان سب پر ان کے نام - ایک ایک - نیک کام لکھا گیا۔ یقینا اللہ تعالی مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ التوبۃ: ١٢٠-١٢١

یہ سارا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے، جو اللہ تعالی کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں ، اور صدقِ دل سے اس کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں۔

٦. اللہ تعالی اور اس کے رسول کی دوستی مقدر ہوتی ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: (مسلمانو!) تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور وہ رکوع (خشوع و خضوع) کرنے والے ہیں۔ المائدۃ: ٥٥

اور اللہ تعالی کی دوستی کا مطلب اس کی محبت، اپنے دین کی نصرت، اپنے دوستوں سے محبت اور مخالفین یعنی اللہ کے دشمنوں سے براءت ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے (قبیلے) کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا، جن کی نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ خدائی لشکر ہے، آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔ المجادلۃ: ٢٢

بلکہ مومن تو اللہ تعالی، اس کے رسول اور دیگر مومنوں کا ہی دوست ہوتا ہے، اور کبھی کسی کافر کو ہرگز اپنا دوست نہیں بناتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: مومنوں کو چاہئے کہ ایمان والوں کو چھوڑکر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ آل عمران: ۲۸

۷. مومن کا اعلی معیاری اخلاق والا ہونا۔ یقینا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: حیاء اور ایمان دونوں ایک ساتھ ملے ہوئے ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک چیز ختم ہوجاتی ہے، تو دوسری چیز بھی خود بخود ختم ہوجاتی ہے"

اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حسنِ اخلاق کا سب سے بڑا مظہر حیاء ہے۔ چنانچہ مومن بندہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آتا ہے، تاکہ وہ مسائل و مشاکل اور لڑائی جھگڑوں سے خالی دنیوی زندگی گزارے ۔ ۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ مومن ہے، اور یہ صرف مومن ہی کی شان ہے۔

۸. حقیقی خوش بختی اور دلی سکون؛ جس سے کہ مومن بندے میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ سعادت و راحت کی دنیوی جنت میں جی رہا ہے؛ کیونکہ اس کا پروردگار ایک اللہ ہے، اس کا نبی ایک محمد بن عبداللہ ہے، اس کے لئے ایک ہی راستہ یعنی اللہ کی خوشنودی کی جستجو ہے، اور اس کا واحد مقصد آسمان و زمین کی چوڑائی رکھنے والی جنت کا حصول ہے۔

آپ اپنے دائیں بائیں نفسیاتی مریضوں کے کئی ہسپتال دیکھتے ہیں، جن میں مریضوں کی تعداد بھری پڑی ہوتی ہے۔ آپ لوگوں سے ان کی دکھ بھری داستان، تکالیف، پریشانیاں، نیند کی کمی، اوہام و خیالات کے واقعات جب بھی سنتے ہیں، تو آپ یہ یقین کرلیں کہ ان سب کی وجہ صرف اور صرف اللہ تعالی سے

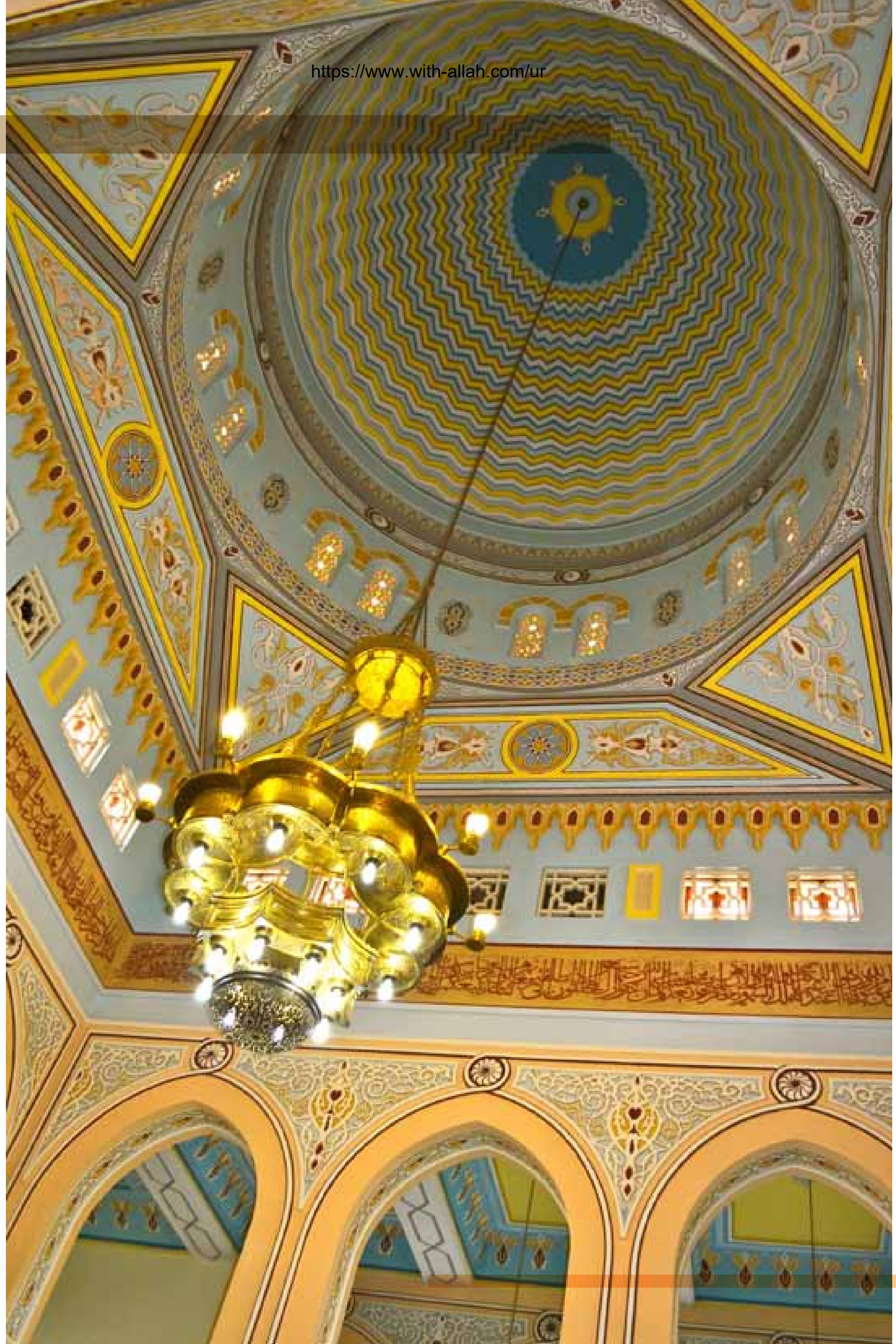

دوری، دنیا سے لگاؤ اور اس کے پیچھے بھاگنا ہے، کیونکہ مادہ پرستی روحانیت پر غالب آچکی ہے، اور انسان کو روحانی غذاء کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ روحانی غذاء صرف اللہ سے لَو لگانے، اس کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرنے، ہمیشہ اس کی یاد میں غرق رہنے، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اچھی و بری اور میٹھی و کڑوی تقدیر پر ایمان رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دل کے علاج سے، قلبی راحت سے، اور دنیا میں ملنے والی جنت سے غافل رہتے ہوئے فانی دنیا کے ساز و سامان کے پیچھے بھاگے چلے جارہے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ نہ اپنی مراد کو پاتے ہیں، اور نہ وہ دنیوی راہ میں سِرے سے سکون حاصل کرپاتے ہیں۔

روحانیت کو صرف ایمان سے سیراب کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ روح اللہ تعالی کے پاس سے ملی ہوئی نعمت ہے، اور جسم کو تو اللہ تعالی نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ جب بھی آپ اپنی روحانیت کو سیراب کرلیں گے، تو آپ اپنے آپ کو بلندی کی طرف گامزن پائیں گے، آپ کو سکون و اطمینان نصیب ہوگا، اور گندی و گھٹیا چیزوں سے آپ کے دل میں کراہت پیدا ہوجائے گی۔ اور جب بھی آپ روحانیت سے کنارہ کشی کریں گے، تو آپ مادہ پرستی و حیوانیت کی طرف بڑھنے لگیں گے، آپ تنگئ نفس اور پریشانیوں کے شکار رہیں گے، اور ان پریشانیوں کے سامنے آپ کی دنیا تاریک ہوجائے گی۔

خدا کی پہچان کروانے والے رسولوں پر ایمان لانا:

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو یونہی بلامقصد نہیں پیدا کیا ہے، اور نہ انہیں یونہی بیکار چھوڑا ہے، چنانچہ اللہ نے بندوں کے پاس اپنے رسول بھیجے، جو اُن کو اپنے رب کی عزت و عظمت اور اس کی شریعت سے روشناس کرواتے ہیں۔ اللہ تعالی نے انسانوں میں سے ہی کئی رسول بندوں کے پاس بھیجے ۔ ۔ ۔ حضرت نوح، ابراھیم، موسی اور عیسی علیھم السلام کو بھیجا، اور رسالت کے سلسلے کو افضل الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مہر بند کیا۔ ان رسولوں کے ساتھ ان کی سچے ہونے کی ساری نشانیاں بھی نازل کیں۔ رسولوں نے خود کو دی ہوئی امانت کا حق ادا کیا، اپنا پیغام پہنچایا، اور بندوں کو ان کے پروردگار و خالق سے روشناس کروایا۔ اب جو ان رسولوں کی رسالت اور ان کے سچے ہونے پر ایمان نہیں لاتا ہے، وہ یقینی طور پر اللہ تعالی پر بھی ایمان رکھنے والا نہیں ہے؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالی کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالی اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ البقرۃ: ۲۸۵

چونکہ یہ انبیاء اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے مبلغ ہیں، اس لئے ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔ البقرۃ: ۲۸۵

اللہ تعالی نے رسولوں کے ساتھ کتابیں بھی نازل کیں، تاکہ انسانوں کے لئے یہ کتابیں نور و ہدایت ہوں، چنانچہ اللہ تعالی نے ابراہیم کے ساتھ صحیفے نازل کئے، داؤد کے ساتھ زبور، موسی کے ساتھ تورات، عیسی کے ساتھ انجیل، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنا معجزانہ کلام قرآن کریم نازل کیا؛ اللہ تعالی نے فرمایا کہ:

یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔ ھود: ۱

اللہ تعالی نے قرآن کریم کو نور و ہدایت، برکت اور برہان بناکر نازل کیا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی، سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔ الانعام: ۱۵۵

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے سند اور دلیل آ پہنچی اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتاردیا ہے۔ النساء: ۱۷۴

اللہ تعالی نے خاتم الانبیاء و افضل البشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اور آپ کی رسالت پر ایمان لانے کو کلمہ شہادت "اشھد ان لا إلہ إلا اللہ وأشھد أن محمداً رسول اللہ" میں اپنی وحدانیت پر ایمان لانے کے ساتھ جوڑدیا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے، اور اسی رحمت کا نتیجہ ہے کہ آپ انسانوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف، جہالت سے علم کی طرف، اور گمراہی سے ہدایت و ایمان کی طرف لے آئے، آپ نے امانتِ نبوت کا پورا پورا حق ادا کیا، اور امت کی خیر خواہی کی۔ آپ صلی اللہ

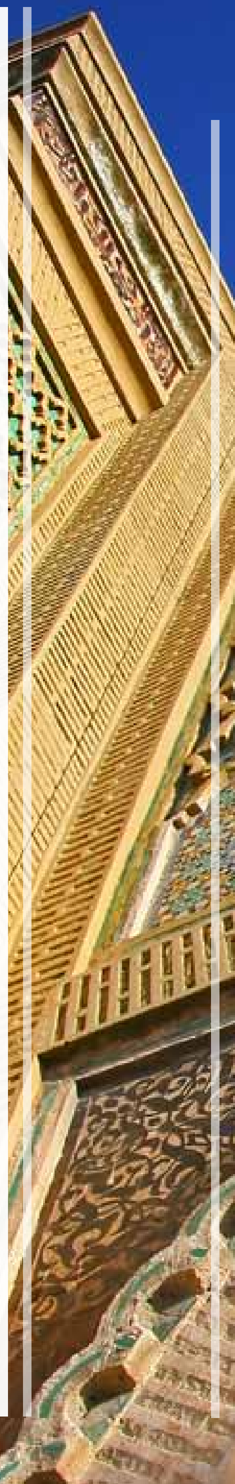

علیہ وسلم اپنی امت کی منفعت کے بڑے خواہشمند تھے، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ التوبۃ: ۱۲۸

اللہ تعالی نے اپنے نبی و رسول کو ان کے شایانِ شان حقوق دیئے، کیونکہ آپ سارے انسانوں میں سب سے افضل اور ان کے سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: " آدم کی ساری اولاد کا سردار ہوں اور مجھے اس پے کوئی فخر نہیں" اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حقوق یہ ہیں:

۱. یہ یقین رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالی نے آپ کو ساری دنیا کے لئے رحمت بناکر بھیجا ہے، اور آپ نے امانتِ نبوت کا پورا پورا حق ادا کیا، اور اپنے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ ۔ التغابن: ۸

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، اس امت کا کوئی بھی شخص، یہودی ہو یا نصرانی، جو بھی میری نبوت کے بارے میں سنے، پھر اس کی موت ہوجائے، اور وہ میرے لائے ہوئے پیغام پر ایمان نہ لایا ہو، تو وہ ضرور جہنم رسید ہوگا" اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۲. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اللہ تعالی کی طرف سے ہمارے سامنے پیش کیا ہے، اس کی تصدیق کرنا اور اس کو قبول کرنا، نیز یہ یقین رکھنا کہ آپ نے بلا شک و شبہ اللہ تعالی کی طرف سے حق کا پیغام پہنچایا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر پکا ایمان لائیں اور پھر شک و شبہ نہ کریں الحجرات: ۱۵

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔ النساء: ۶۵

۳. آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا؛ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: آپ کہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالی اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالی فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ التوبۃ: ۲۴

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس وقت تک کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کی نظر میں اپنی اولاد، والدین اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے

۴. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تقدس؛ اللہ تعالی نے فرمایا: تاکہ (مسلمانو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو۔ الفتح: ۹

نیز اللہ تعالی نے فرمایا: سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجاگیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ الاعراف: ۱۵۷

۵. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے یعنی اُن اہلِ بیت کی تعظیم اور ان سے محبت رکھنا، جنہوں نے اسلام قبول کیا، آپ کی سنتوں پر عمل کیا، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو صحیح طور پر سمجھا، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "میں اپنے گھر والوں کے بارے میں تمہیں اللہ کا خوف یاد دلاتا ہوں،"میں اپنے گھر والوں کے بارے میں تمہیں اللہ کا خوف یاد دلاتا ہوں،"میں اپنے گھر والوں کے بارے میں تمہیں اللہ کا خوف یاد دلاتا ہوں" اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اہلِ بیت لوگوں میں سب سے زیادہ معزز و مکرم مخلوق ہیں، جیسے آپ کی ازواجِ مطہرات، آپ کی اولاد، اور آپ کے وہ رشتے دار جن کے لئے صدقہ کھانا حرام ہے۔ اہلِ بیت کی شان میں گستاخی کرنا، یا انہیں گالی دینا جائز نہیں ہے، نیز اسی طرح ان لوگوں کو معصوم یا گناہوں سے پاک سمجھنا، یا اللہ کو چھوڑکر ان سے دعائیں مانگنا بھی جائز نہیں ہے۔

۶. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابہ سے محبت کرنا، جنہوں نے آپ پر ایمان لایا، اور آپ کو سچا مانا اور ان صحابہ کرام کے بارے میں غلط بیانی میں نہ پڑنا، کیونکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی مدح سرائی سے نوازا ہے۔

۷. جن صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، اور آپ کو سچا مانا ہے، ان کے بارے میں غلط بیانی میں نہ پڑنا، کیونکہ اللہ تعالی نے انہیں اپنی مدح سرائی سے نوازا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کررہے ہیں اللہ تعالی کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔ الفتح: ۲۹

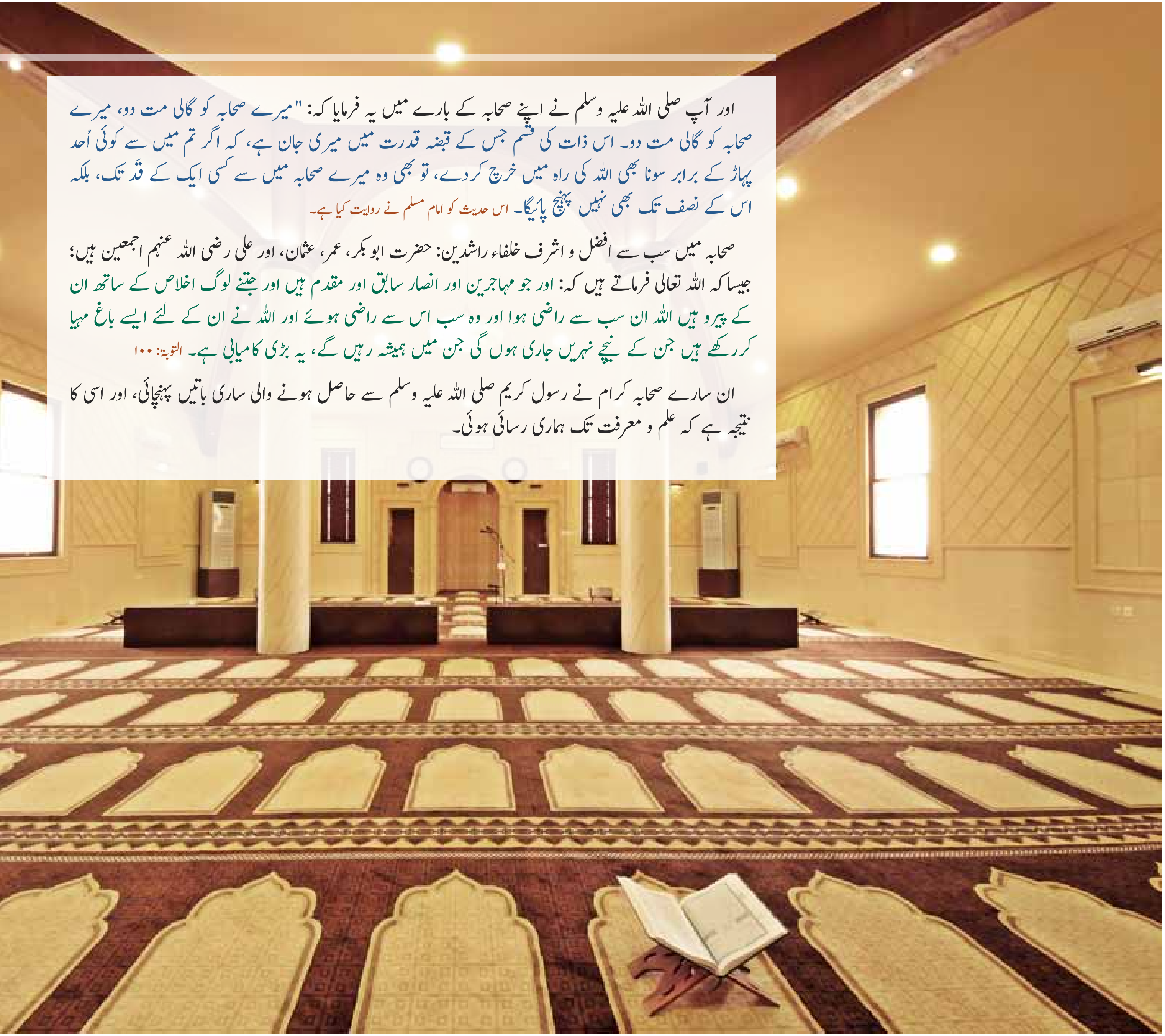

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے بارے میں یہ فرمایا کہ: "میرے صحابہ کو گالی مت دو، میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کہ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کردے، تو بھی وہ میرے صحابہ میں سے کسی ایک کے مُد تک، بلکہ اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچ پائیگا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

صحابہ میں سب سے افضل و اشرف خلفاء راشدین: حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں؛ جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کررکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔ التوبۃ: ۱۰۰

ان سارے صحابہ کرام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہونے والی ساری باتیں پہنچائی، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ علم و معرفت تک ہماری رسائی ہوئی۔

https://www.with-allah.com/ur

اللہ تعالی سے ملاقات ہونے پر ایمان رکھنا

ساری مخلوقات اللہ تعالی ہی کی طرف لوٹنے والی ہے، اور یہی ان کا آخری ٹھکانہ و ملجا ہے۔ اس بات پر ایمان رکھنا اللہ تعالی کی ذات پر ایمان رکھنے کا اہم و بنیادی جزو، بلکہ یہ تو ایمان کا ایک رکن ہے، چنانچہ ایمان کے ارکان میں یہ ہے کہ آخرت کے دن پر ایمان رکھا جائے۔ حدیث میں یہ ثابت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے درمیان ان کو تعلیم دینے کی غرض سے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ایمان کے ارکان کے بارے میں سوال کیا، تو جبرئیل نے آپ سے کہا: "ایمان کے ارکان یہ ہیں کہ آپ اللہ تعالی پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھیں"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

آخرت کو آخری دن اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد کوئی دن آنے والا نہیں ہے، چنانچہ اس دن کے بعد جنت والے جنت میں، اور جہنم والے جہنم میں اپنے اپنے ٹھکانوں تک پہنچ جائیں گے۔ آخرت کے دن کے قرآن کریم میں کئی اور نام بھی ہیں، جس سے اس دن کی عظمت و اہمیت اور اس دن رونما ہونے والے واقعات کی ہولناکی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس دن کا ایک نام: "واقعة" بھی ہے، اس لئے کہ اس دن کا واقع ہونا یقینی ہے۔ اس کا ایک نام: پست کرنے والی اور بلند کرنے والی" ہے؛ اس لئے کہ اس دن کسی قوم کے مقدر میں بلندی ہوگی، تو کسی دوسری قوم کے حق میں پستی و ذلت کے ساتھ جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس دن کا ایک نام: حساب، بدلہ اور جزاء کا دن بھی ہے۔ ایک اور نام "حاقة" ہے، کیونکہ اس دن اللہ کی طرف سے بتائی ہوئی ساری خبریں درست ثابت ہوجائیں گی۔ اس کا ایک نام: "طامة" یعنی وہ دن جو ہر چیز پر غالب ہے۔ ایک اور نام "صاخة" ہے، اس لئے کہ جب صور پھونک دیا جائے گا، تو اس کی وجہ سے سارے کان بہرے ہوجائیں گے۔ اس کا ایک نام "یومِ وعید" بھی ہے، کیونکہ اس دن کافروں کے حق میں اللہ تعالی کی طرف سے ملی ہوئی ساری وعیدیں سچ ثابت ہوجائیں گی۔ اس کا ایک نام "ملنے کا دن" ہے، اس لئے کہ اس دن سارے لوگ ایک ہی جگہ پر اکٹھا ہوں گے۔ اس دن کا ایک نام قریب والا دن ہے، کیونکہ وہ لوگوں سے بہت زیادہ قریب ہے۔ ایک اور نام بلاوے کا دن ہے، کیونکہ اس دن لوگ آپس میں ایک دوسرے

کو آوازیں دیتے رہیں گے، چنانچہ جنت والے جنت والوں کو، اور جہنم والے جہنم والوں کو آواز دیں گے۔ اس دن کا ایک نام: "بانجھ دن" ہے، کیونکہ اس دن کے بعد کوئی اور دن آنے والا نہیں ہے۔ "دار الآخرة"، "دار القرار" بھی اس کا نام ہے۔ اور ایک اور نام "ڈھانپنے والا دن" ہے، اس لئے کہ یہ دن سارے لوگوں کو اپنے دامن سے ڈھانپ لے گا۔ اس کے علاوہ اس دن کے اور بھی کئی نام ہیں۔

آخرت پر ایمان رکھنے میں شامل ہونے والی چیزیں:

اول: موت کے بعد والی زندگی پر ایمان رکھنا

قبر کی آزمائش:

قبر کی آزمائش یہ ہے کہ میت کو دفن کئے جانے کے بعد میت سے اس کے رب، اس کے دین، اور اس کے نبی کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور اس وقت اللہ تعالی ایمان والوں کو سچی بات پر ثابت قدمی عطا فرمائے گا، چنانچہ بندہ کہے گا: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے، اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس وقت اللہ تعالی ظلم کرنے والے کافروں کو گمراہ کردے گا، چنانچہ کافر کہے گا: "افسوس، ہائے افسوس، میں کچھ نہیں جانتا"۔ اور اس وقت منافق یا شک میں پڑے رہنے والا شخص یہ کہے گا: "میں کچھ نہیں جانتا ہوں، بس میں نے لوگوں کو اس طرح کی کچھ باتیں کہتے سنا تھا، اس لئے میں نے بھی وہی کہا تھا"۔

قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں:

قبر کا عذاب کافروں، منافقوں، اپنے آپ پر شرک کرتے ہوئے ظلم کرنے والوں، اور بعض مومن گنہگاروں پر ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالی پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کبھی کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے، تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہوجاتی۔ راوی کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت عثمان سے یہ کہا کہ: آپ کے سامنے جنت وجہنم کا تذکرہ کیا جاتا ہے، تو آپ نہیں روتے، اور قبر کے سامنے کھڑے ہوکر آپ رونے لگتے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ: یقینا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "بیشک قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے۔ جب انسان اس منزل میں نجات پالے، تو اس کے بعد کی ساری منزلیں اس کے لئے بہت ہی زیادہ آسان ہوجائیں گی، اور جب اس منزل ہی پر انسان کے حق میں نجات مقدر نہ ہوئی، تو پھر اس کے بعد کی ساری منزلیں اس سے کہیں زیادہ سخت ہوں گی"۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے یہ بھی کہا کہ: "میں نے قبر سے زیادہ خطرناک یا خوفناک کوئی اور منظر نہیں دیکھا ہے"۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

https://www.with-allah.com/ur

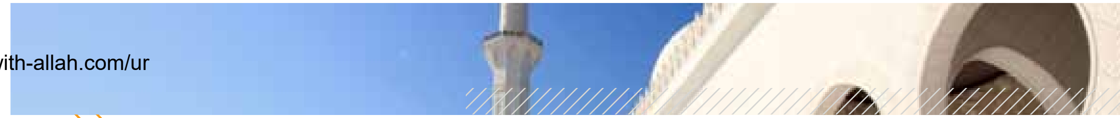

کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔ الانعام: ۹۳

اللہ تعالیٰ نے آلِ فرعون کے بارے میں یہ فرمایا کہ:

آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔ غافر: ۴۶

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر لوگوں کے درمیان دفن کرنے کا رواج نہ پایا جاتا، تو ضرور میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا وہ عذاب سنائے، جو میں سنتا ہوں"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف پوری طرح متوجہ ہوئے، اور فرمایا: "تم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو"، تو ہم سب نے کہا: ہم عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، پھر آپ نے کہا: "تم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو"، تو ہم سب نے کہا: ہم عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تم ظاہری و باطنی فتنوں و برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو، ہم سب نے کہا: ہم ظاہری و باطنی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تم دجّال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور جہاں تک قبر کی نعمتوں کا سوال ہے، تو وہ صرف سچے مومنوں کا مقدر ہیں، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو۔ فصلت: ۳۰

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: پس جبکہ روح نرخرے تک پہنچ جائے۔ اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے رہو۔ ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں۔ اور اس قول میں سچے ہو تو (ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ۔ پس جو کوئی بارگاہ الٰہی سے قریب کیا ہوا ہوگا، اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے۔ اور جو شخص داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے۔ تو بھی سلامتی ہے تیرے لئے کہ تو داہنے والوں میں سے ہے۔ لیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہے، تو کھولتے ہوئے گرم پانی کی مہمانی ہے۔ اور دوزخ میں جانا ہے۔ یہ خبر سراسر حق اور قطعاً یقینی ہے۔ پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر۔ الواقعۃ: ۸۳-۹۶

اور اللہ تعالیٰ نے قبر میں منکر نکیر کے سوالات کا صحیح جواب دینے والے بندہ مومن کے بارے میں یہ فرمایا ہے: آسمان سے ایک منادی آواز دے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے، لہٰذا تم اس کے لئے جنت کا فرش بچھاؤ، اس کو جنت کا لباس پہناؤ، اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو۔ فرمایا کہ: جنت کی پُر نم ہوائیں، اور خوشبو اس مومن بندے کی قبر میں پھیل جاتی ہیں، اور حدّ نگاہ تک اس کی قبر کو کشادہ کردیا جاتا ہے"۔ اس حدیث کو امام احمد، اور امام ابوداؤد نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے۔

دوم: موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان رکھنا:

یعنی دوبارہ صور پھونکے جانے کے بعد مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان رکھنا۔ اُس وقت سارے مُردے اپنی اپنی قبروں سے ساری دنیا کے پالنہار کے سامنے اٹھ کھڑے ہوں گے، وہ ننگے پیر اور ننگے جسم ہوں گے، اور بے ختنہ ہوں گے، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: جیسے کہ ہم نے اول دفعہ پیدائش کی تھی اسی طرح دوبارہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور کرکے (ہی) رہیں گے۔ الانبیاء: ۱۰۴

موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ایک یقینی حقیقت ہے، جس کی واضح دلیل قرآن کریم، احادیثِ نبویہ اور اجماعِ امت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مرجانے والے ہو۔ پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤگے۔ المؤمنون: ۱۵-۱۶

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: "قیامت کے دن لوگ ننگے پیر اور بے ختنہ اکٹھا کئے جائیں گے"۔

اس حدیث پر امام بخاری و مسلم متفق ہیں۔

موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر سارے مسلمان متفق ہیں، اور یہی حکمت کا تقاضہ بھی ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لوٹنے کے لئے کوئی ایسا دن متعین کرے، جس دن وہ اپنے رسولوں کی زبانی بھیجے ہوئے احکامات پر عمل کے مطابق انہیں بدلہ دے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤگے۔ المؤمنون:۱۱۵

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: جس اللہ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے وہ آپ کو دوبارہ پہلی جگہ لانے والا ہے۔ القصص: ۸۵

سوم: قیامت کی رونما ہونے والی نشانیوں اور علامتوں پر ایمان رکھنا:

یہ وہ نشانیاں یا علامتیں ہیں جو قیامت کے قائم ہونے سے پہلے پہلے ظاہر ہوں گی، اور قربِ قیامت کی دلیل ہوں گی۔ شرعی اصطلاح میں ان علامتوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے: "صُغریٰ" اور "کُبریٰ"۔

"صُغریٰ" یعنی چھوٹی چھوٹی علامتیں:

یہ وہ علامتیں ہیں جو عمومی طور پر قیامت کے قائم ہونے سے کئی سالوں پہلے رونما ہوں گی۔ ان میں سے کچھ

علامتیں تو ظاہر ہوگئیں اور مٹ بھی گئیں، لیکن ہوسکتا ہے کہ پھر وہ دوبارہ ظاہر ہوں۔ ان میں سے کچھ علامتیں ظاہر ہوئیں، اور پے در پے ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ اور ان میں سے کچھ وہ علامتیں بھی جو اب تک ظاہر ہی نہیں ہوئی ہیں، لیکن وہ عنقریب ظاہر ہوں گی، جیساکہ نبئ صادق و مصدوق نے اس کی خبر دی ہے۔ مثال کے طور پر چھوٹی چھوٹی بعض علامتیں یہ ہیں: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت اور آپ کا اس دنیا سے پردہ فرماجانا۔ بیت المقدس پر مسلمانوں کا فتح یاب ہونا۔ فتنوں اور برائیوں کا پھیلنا۔ امانت کی پاسداری کا خیال نہ رہنا۔ علم کی کمی اور جہالت کا عام ہونا۔ زنا اور سود کا انتشار ہونا۔ موسیقی کا رواج ہونا۔ شراب نوشی بکثرت ہونا۔ چرواہوں کا اونچی اونچی عمارتوں کی تعمیر پر فخر کرنا۔ اولاد کا اپنی ماؤں کی نافرمانی کرنا، یہاں تک کہ ان کے ساتھ باندیوں جیسا سلوک کرنا۔ قتل و غارت گری اور زلزلوں کی کثرت ہونا۔ انسانی خلقت میں تبدیلی، زمین کی گہرائیوں تک پہنچنے اور آپس میں ایک دوسرے پر تہمت لگانے کا رجحان عام ہونا۔ ننگے بدن والی عورتوں کی کثرت ہونا۔ جھوٹی گواہی دینے، اور سچی گواہی چھپانے کا رواج ہونا۔ ۔ ۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی علامتیں ہیں، جن کو قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

قیامت کی بڑی علامتیں:

یہ بہت بڑی بڑی چیزیں ہیں، اور ان کا رونما ہونا قیامت کے قریب ہونے، اور ہولناک دن کے زیادہ دور نہ ہونے کی علامت ہے۔ یہ بڑی علامتیں دس ہیں: دجّال، عیسیٰ بن مریم کا نزول، یاجوج ماجوج، تین چاند گرہن ہونا: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، اور ایک جزیرہ عرب میں۔ دھواں پھیلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، کیڑے مکوڑوں کا عام ہونا، اور اس آگ کا پھیلنا جو لوگوں کو ان کے ٹھکانوں تک لا پہنچائے گی۔ یہ ساری علامتیں پے در پے ظاہر ہوں گی، چنانچہ جب ان میں سے پہلی علامت رونما ہوگئی تو پھر دوسری علامت اس کے فوری بعد رونما ہوگی۔

چہارم: قیامت کی ہولناکی اور اس دن رونما ہونے والی مصیبتوں پر ایمان رکھنا:

۱. اونچے اونچے پہاڑوں کو چکنا چور کرکے اس کو مٹی میں ملادینا، اور ان پہاڑوں کو زمین کے برابر کردینا۔ جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور آپ پہاڑوں کو دیکھ کر اپنی جگہ جمے ہوئے خیال کرتے ہیں لیکن وہ بھی بادل کی طرح اڑتے پھریں گے۔ النمل: ۸۸

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے۔ پھر وہ مثل پراگندہ غبار کے ہوجائیں گے۔ الواقعۃ: ۵-۶

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور پہاڑ مثل رنگین اون کے ہوجائیں گے۔ المعارج: ۹

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: وہ آپ سے پہاڑوں کی نسبت سوال کرتے ہیں، تو آپ کہہ دیجئے کہ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اڑادے گا۔ اور زمین کو بالکل ہموار صاف میدان کرکے چھوڑے گا۔ جس میں تو نہ کہیں موڑ توڑ دیکھے گا نہ اونچ نیچ۔ طٰہٰ: ۱۰۵-۱۰۷

۲. سمندروں کا پھٹ پڑنا، اور ان کا بھڑکنا، چنانچہ ہماری اس زمین کے اکثر حصے کو اپنے گھیرے میں رکھنے والے یہ بڑے بڑے سمندر اس ہولناک دن بھڑک اٹھیں گے۔ جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: اور جب سمندر بَہہ نکلیں گے۔ الانفطار: ۳

اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔ التکویر: ٦

۳. جس زمین پر لوگ آباد ہیں، اور اسی طرح جس آسمان تلے لوگ جی رہے ہیں، ان کو بدل دیا جائیگا، چنانچہ لوگ ایک ایسی زمین پر دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، جن کا انہیں کچھ علم نہیں ہوگا، اور نہ کبھی وہ اس کے بارے میں کچھ سنے ہوں گے: جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: جس دن زمین اس زمین کے سوا اور ہی بدل دی جائے گی اور آسمان بھی، اور سب کے سب اللہ واحد غلبے والے کے روبرو ہوں گے۔ ابراھیم: ۴۸

فرمایا کہ: قیامت کے دن لوگوں کو ایک ایسی زمین پر اکٹھا کیا جائے گا، جو سرخی مائل اور سفید ہوگی، جیساکہ صاف و شفاف ٹھیکری ہوتی ہے، اور اس زمین میں کسی کے لئے کوئی علامت نہیں ہوگی"۔ اس حدیث پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہے

وہ زمین سفید سپاٹ ہوجائے گی، اس میں کوئی علامت جیسے پہاڑ، راستے، سڑکیں اور وادیاں نہیں ہوں گی۔

۴. اُس دن لوگ وہ سب کچھ دیکھیں گے، جو انہوں نے پہلے کبھی نہں دیکھا، جیسے وہ سورج اور چاند کو اکٹھا دیکھیں گے، جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں خوف و دہشت اور بڑھ جائے گی؛ جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: پس جس وقت کہ نگاہ پتھرا جائے گی۔ اور چاند بے نور ہوجائے گا۔ اور سورج اور چاند جمع کردیئے جائیں گے۔ اس دن انسان کہے گا کہ آج بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟ القیامۃ: ۷-۱۰

۵. صور پھونکا جائیگا، اور یہی اس دنیوی زندگی کا خاتمہ ہے۔ جب قیامت کا دن آجائے گا تو صور پھونک دیا جائیگا، اور اس صور کی وجہ سے آسمان و زمین کی زندگی تھم جائے گی۔

اور صور پھونک دیا جائیگا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے ۔ الزمر: ۶۸

یہ بہت خوفناک و خطرناک ہوگا، انسان اس کی آواز سننے کے بعد نہ کسی چیز کے بارے میں کچھ کہنے کی صلاحیت رکھے گا، اور نہ اپنے اہلِ خانہ و دوستوں کے پاس لوٹ پائے گا۔

انہیں صرف ایک سخت چیخ کا انتظار ہے جو انہیں آ پکڑے گی اور یہ باہم لڑائی جھگڑے میں ہی ہوں گے۔ اس وقت نہ تو یہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹ سکیں گے۔ یٰس: ۴۹ - ۵۰

فرمایا کہ: "پھر صور پھونک دیا جائے گا، جس کو سننے والا ہر شخص اپنی گردن اوپر نیچے کرنے لگے گا- فرمایا: صور کو سننے والا پہلا شخص وہ ہوگا جو اپنی اونٹنی کی صفائی میں لگا ہوگا – فرمایا: وہ چیخنے چلانے لگے گا، تو لوگ بھی اس کے ساتھ چیخنے لگیں گے" اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۶. ارضِ محشر پر اللہ کی مخلوقات میں پہلے پیدا ہونے والے شخص سے لیکر آخر میں آنے والے شخص کو اکٹھا کیا جائے گا۔ سارے انسان، جنات، بلکہ حیوانات بھی اس زمین پر اکٹھا کیے جائیں گے، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے نشان عبرت ہے جو قیامت کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ وہ دن جس میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ ، وہ دن ہے جس میں سب حاضر کئے جائیں گے۔ ھود: ۱۰۳

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے ضرور جمع کئے جائیں گے ایک مقرر دن کے وقت۔ الواقعۃ: ۴۹-۵۰

۷. لوگوں کو مادر زاد ننگا اٹھایا جائے گا، جیساکہ اللہ تعالی انہیں پیدا کیا تھا، لیکن قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے لوگوں کو اپنے ننگے پن کا احساس بھی نہیں ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات سے بڑا تعجب بھی ہوا، چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ: "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم لوگ قیامت کے دن ننگے پیر، ننگے بدن اور بے ختنہ اٹھائے جاؤگے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، کیا مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی نگاہوں کے سامنے ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کی ہولناکی کے سامنے ننگے پَن کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی ہے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۸. ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا،یہاں تک کہ جانوروں کے درمیان بھی یہ معاملہ کیا جائے گا، جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن حقداروں کو ان کا حق لوٹادیا جائے گا،یہاں تک کہ بے سینگھ بکری کا بدلہ سینگھ والی بکری سے لیا جائے گا"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: "جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر اس کی عزت و آبرو، یا کسی اور چیز میں ظلم کیا ہو، تو وہ آج ہی اس کو معاف کروالے، قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس دن نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس شخص کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی ہو، تو اس کے ظلم کے بقدر یہ نیکی اس سے چھین لی جائے گی، اور اگر اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہ ہو، تو پھر مظلوم کی برائیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۹. سورج لوگوں سے کچھ اس حد تک قریب ہوگا کہ لوگ اپنے اپنے اعمال کے بقدر پسینوں میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "قیامت کے دن سورج مخلوق سے بے انتہاء قریب ہوگا، یہاں تک کہ بعض لوگوں سے ایک میل کے فاصلے پر ہی ہوگا۔ روائ حدیث سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ: خدا کی قسم مجھے یہ نہیں معلوم کہ اللہ کے رسول نے میل سے کیا مراد لیا ہے: آپ کی مراد ایک میل کی مسافت ہے، یا پھر میل سے وہ لکڑی مراد ہے جس سے سُرمہ لگایا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: چنانچہ لوگ اپنے اپنے اعمال کے بقدر پسینوں میں ڈوبے ہوئے ہوں گے، کوئی اپنے ٹخنوں تک ڈوبا ہوگا۔ کوئی اپنے گھٹنوں تک ڈوبا ہوگا۔ کوئی اپنی کمر تک، اور کسی کو پسینے کی لگام لگائی جائے گی۔ روای کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری جملے میں ہاتھوں سے اپنے دہنِ مبارک کی طرف اشارہ کیا"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۰. کسی کو اپنا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا، تو کسی کو بائیں ہاتھ میں۔ لوگ حیرت وپریشانی اور خوف و دہشت کے عالم میں پڑے رہیں گے،یہاں تک کہ ہر ایک کے ہاتھ میں اپنا اپنا نامہ اعمال پہنچ جائے گا؛ چنانچہ جب مومنوں کے داہنے ہاتھوں میں ان کا نامہ اعمال مل جائے گا، تو انہیں اس بات کی خوشی ہونے لگے گی کہ اب اپنی نجات بہت قریب ہے، دوسری طرف جب کافروں اور منافقوں کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھوں میں دیا جائے گا، تو ان کا غم پر غم بڑھتا جائے گا، اسی بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: سو جسے اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہنے لگے گا کہ لو میرا نامہ اعمال پڑھو۔ مجھے تو کامل یقین تھا کہ مجھے اپنا حساب ملنا ہے۔ پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہوگا۔ بلند و بالا جنت میں۔ جس کے میوے جھکے پڑے ہوں گے۔ (ان سے کہا جائے گا) کہ مزے سے کھاؤ، پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزشتہ زمانے میں کئے۔ لیکن جسے اس (کے اعمال) کی کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی جائے گی، وہ تو کہے گا کہ کاش کہ مجھے میری کتاب دی ہی نہ جاتی۔ اور میں جانتا ہی نہ کہ حساب کیا ہے۔ کاش! کہ موت (میرا) کام ہی تمام کردیتی۔ میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔ میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا۔ الحاقۃ: ۱۹-۲۹

۱۱. لوگوں میں اس قدر خوف و دہشت پیدا ہوجائے گی کہ کوئی کسی کے بارے میں کچھ نہیں جاننے کی

https://www.with-allah.com/ur

کوشش کرے گا، اس کو تو بس اپنی فکر لگی رہے گی، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ الشعراء: ۸۸

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اس دن آدمی اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر (دامن گیر) ہوگی جو اس کے لئے کافی ہوگی۔ عبس: ۳۴

پنجم: حساب وکتاب اور بدلہ ملنے پر ایمان رکھنا:

بندوں کا ان کے اعمال پر حساب کتاب لیا جائے گا، اور انہیں ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: بیشک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے۔ پھر بیشک ہمارے ذمہ ان سے حساب لینا۔ الغاشیۃ: ۲۵-۲۶

نیز فرمایا کہ: جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس گنا ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔ الانعام: ۱۶۰

اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ: قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لا حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔ الانبیاء: ۴۷

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "یقینا اللہ تعالی مومن بندے کو اپنے آپ سے قریب کرتا ہے، پھر اس کے ساتھ پردہ پوشی کا معاملہ کرتا ہے۔ اللہ کہتا ہے: کیا تم نے یہ گناہ نہیں کیا؟ کیا تم نے وہ گناہ نہیں کیا؟ تو بندہ کہے گا: ہاں میرے پروردگار میں نے یہ گناہ کئے ہیں، یہاں تک کہ بندہ اپنے سارے گناہوں کا اقرار کرلے گا، اور یہ خیال کرنے لگا گا، کہ اب تو میں ہلاک و برباد ہوگیا۔ پھر اللہ اس سے کہیں گے کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کی پردہ پوشی کی ہے، اور آج بھی میں تیرے ساتھ پردہ پوشی کا معاملہ کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: پھر اس کے بعد نیکیوں کا رجسٹر اس کو دیا جائیگا۔ اور جہاں تک کافروں اور منافقوں کی بات ہے، تو ساری مخلوقات کے سامنے انہیں بلایا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا، خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

ھود: ۱۸ اس حدیث پر امام بخاری و مسلم متفق ہیں۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے نقل کرتے ہوئے یہ کہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: "یقیناً اللہ تعالی نیکیاں اور برائیاں دونوں لکھتے ہیں، پھر ان کی وضاحت کرتے ہیں۔ جس شخص نے کوئی نیکی کرنے کا ارادہ تو کیا، لیکن اس نے وہ نیکی نہیں کی، تو اللہ تعالی اس کے نامہ اعمال میں ایک مکمل نیکی لکھ دیتا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے نیکی کا ارادہ کیا، اور اس پر عمل بھی کیا، تو اللہ تعالی اس کے بدلے اس کے نامہ اعمال میں دس سے ستّر گنا، بلکہ اس سے بھی کئی گنا بڑھ کر ثواب لکھ دیتا ہے۔ اگر کسی شخص نے برائی کا ارادہ تو کیا، لیکن اس برائی پر عمل نہیں کیا، تو اللہ تعالی اس کے نامہ اعمال میں ایک مکمل نیکی لکھدے گا، اور اگر کسی نے برائی کا ارادہ کیا اور اس کے مطابق عمل بھی کیا، تو اللہ تعالی اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک گناہ لکھیں گے۔ اس حدیث پر امام بخاری و مسلم متفق ہیں۔

امام حسن بصری سے یہ سوال کیا گیا کہ: ہم نے تو تابعین کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ عبادت کرتے دیکھا ہے، تو پھر صحابہ کس بناء پر تابعین سے رتبے میں آگے ہیں؟ تو حسن بصری نے کہا: یہ تابعین عبادت تو کرتے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں دنیا ہوتی ہے۔ جبکہ صحابہ کرام عبادت کرتے تھے، اور انکے دلوں میں آخرت کی فکر ہوتی تھی۔

سارے مسلمان حساب وکتاب اور اعمال پر ملنے والے بدلے کا متفقہ طور پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ حکمت کا تقاضہ بھی ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے کتابیں نازل کیں، رسولوں کو بھیجا، بندوں پر یہ فرض کیا کہ وہ ان رسولوں پر ایمان لائیں، ان کی اطاعت کریں، اور اللہ کی اطاعت سے روگردانی کرنے والے، اس پر ایمان نہ لانے والے، اور رسولوں کی بات نہ ماننے والے شخص کے حق میں سخت عذاب اور دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔ اگر کوئی حساب کتاب نہ ہوتا، اور اعمال پر بدلہ نہ دیا جاتا، تو یہ ایک بیکار کام ہوگا، جس سے کہ اللہ تعالی مکمل طور پر بری ہیں۔ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں یہ فرمایا کہ: پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے۔ پھر ہم چونکہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان کردیں گے۔ اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے۔

الاعراف: ۶-۷

ششم: جنت و جہنم پر ایمان رکھنا۔

جنت و جہنم مخلوق کے لئے ہمیشگی کا ٹھکانہ ہے؛ جنت جو کہ (اُن نعمتوں کا گھر ہے جن کا وعدہ اللہ تعالی نے تقوی رکھنے والے ایمان والوں کے ساتھ کیا ہے، جنہوں نے اللہ کی طرف سے فرض کی ہوئی ساری چیزوں پر ایمان لایا، اور اللہ کے لئے دل میں اخلاص رکھتے ہوئے، اور رسول کی اطاعت کے جذبے سے ان دونوں کی اطاعت کی) اس میں کئی طرح کی نعمتیں ہیں: "جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، اور نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا ہے، اور نہ کسی دل میں ان کا کبھی کوئی خیال پیدا ہوا ہے"۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بَہہ رہی ہیں جن میں

وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اللہ تعالی ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔ البینة: ۷-۸

نیز اللہ تعالی نے فرمایا کہ: کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے۔ جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔ السجدة: ۱۷

جنت کی سب سے بڑی نعمت اللہ کا دیدار ہوگی۔ جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اس روز بہت سے چہرے تر وتازہ اور بارونق ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ القیامة: ۲۲-۲۳

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی۔ یونس: ۲۶

"حُسنیٰ" سے مراد جنت ہے، اور "زیادۃ" سے مراد اللہ تعالی کا دیدار ہے۔ جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب جنت والے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ فرمایا کہ اللہ تعالی فرمائیں گے کہ: کیا تم مزید کسی اور چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ تو جنتی لوگ کہیں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو پُر نور نہیں کردیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کردیا، اور ہمیں جہنم سے نجات نہیں دلوادی؟ فرمایا کہ: اس وقت اللہ تعالی اپنے آپ کو پردے سے باہر کریں گے۔ یقیناً جنتیوں کو ملنے والی ساری نعمتوں میں اللہ کے دیدار سے زیادہ محبوب ان کے لئے کوئی اور چیز نہیں ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی۔ یونس: ۲۶ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

جبکہ جہنم اس عذاب کا گھر ہے، جس کا وعدہ اللہ تعالی نے ان کافروں اور ظالموں سے کیا ہے، جنھوں نے اللہ تعالی کا انکار کیا، اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی۔ جہنم میں کئی طرح کے عذاب اور ایسی ایسی سزائیں ہیں، جو کبھی کسی کے دل میں خیال بھی نہ آیا ہوگا۔ جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ آل عمران: ۱۳۱

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ظالموں کے لئے ہم نے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیر لیں گے۔ اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے بھون دے گا، بڑا ہی برا پانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ (دوزخ) ہے۔ الکھف: ۲۹

مزید اللہ تعالی یہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔ اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ (حسرت و افسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالی اور رسول کی اطاعت کرتے۔ الاحزاب: ۶۴-۶۶

جہنمیوں کو ملنے والے عذاب (اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے) میں سب سے کم درجے کا عذاب یہ ہوگا، جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جہنمیوں میں سب سے کم درجے کے عذاب والا شخص وہ ہوگا، جس کے قدموں کی چھوٹی انگلیوں میں چنگاری رکھی جائے گی، اور اس کی حرارت و شدت سے اس کا دماغ بھی اُبال لے رہا ہوگا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

آخرت کے دن پر ایمان رکھنے سے حاصل ہونے والے نتائج:

۱. ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن کا وجود یقینی ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالی پر ایمان اسی وقت کامل ہوگا، جب آخرت پر بھی ایمان رکھا جائے۔ چنانچہ آخرت پر ایمان لانا ایمان کا ایک رکن ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے ہم پر ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنا فرض کیا ہے، جو آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے التوبة: ۲۹

۲. دنیا و آخرت میں سلامتی، اور اجرِ عظیم کا وعدہ، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یونس: ۶۲

۳. اجرِ عظیم کا وعدہ، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: مسلمان ہوں، یہودی ہوں، نصاری ہوں یا صابی ہوں، جو کوئی بھی اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے اجر ان کے رب کے پاس ہیں اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ اداسی۔ البقرة: ۶۲

۴. نیکیوں کی طرف رغبت، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالی کی اور فرمانبرداری کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔ النساء: ۵۹

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اللہ کی مسجدوں کی رونق آبادی تو ان کے حصے میں ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں۔ التوبة: ۱۸

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالی کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے، اور بکثرت اللہ تعالی کی یاد کرتا ہے۔ الاحزاب: ۲۱

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: یقیناً تمہارے لئے ان میں اچھا نمونہ (اور عمدہ پیروی ہے خاص کر) ہر اس شخص کے لئے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی ملاقات کی امید رکھتا ہو۔ الممتحنة: ۶

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک خاتون سے یہ کہا کہ: تم موت کو بکثرت یاد کرو، کیونکہ اس سے تمہارا دل نرم ہوجائے گا۔

اللہ تعالی یہ بھی فرماتے ہیں کہ: اور اللہ کی رضامندی کے لئے ٹھیک ٹھیک گواہی دو۔ یہی ہے وہ جس کی نصیحت اسے کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ الطلاق: ۲

۵. برائیوں سے دوری: جیسا کہ ہمارے پروردگار نے فرمایا کہ: انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہے اسے چھپائیں، اگر انہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔ البقرۃ: ۲۲۸

نیز فرمایا کہ: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔ یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو۔ البقرۃ: ۲۳۲

فرمایا کہ: اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے تو مالی اور جانی جہاد سے رکے رہنے کی کبھی بھی تجھ سے اجازت طلب نہیں کریں گے، اور اللہ تعالی پرہیز گاروں کو خوب جانتا ہے۔ یہ اجازت تو تجھ سے وہی طلب کرتے ہیں جنہیں نہ اللہ پر ایمان ہے نہ آخرت کے دن کا یقین ہے، جن کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں، اور وہ اپنے شک میں ہی سرگرداں ہیں۔ التوبۃ: ۴۴-۴۵

چنانچہ اسی وجہ سے جو شخص آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ہے، وہ برائیوں کے ارتکاب سے باز نہیں رہتا ہے، اور نہ اس میں حیاء ہوتی ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص موت کی حقیقت پہچان لے، تو دنیا کی ساری مشقتیں اس کے لئے آسان ہوجائیں گی۔

کیا تو نے (اسے بھی) دیکھا جو (روزِ) جزاء کو جھٹلاتا ہے؟ یہی وہ ہے جو یتیم کو دکھ دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ الماعون: ۱-۳

۶. دنیا میں مومن کو میسر نہ ہونے والی چیزوں پر آخرت میں ملنے والی نعمتوں سے دلاسہ دینا، کیونکہ جنت کا حصول ہی تو سب سے بڑی کامیابی ہے، اور یہ دنیا تو ایک دھوکے کا سامان ہے، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤگے، پس جو شخص آگ سے ہٹادیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے بے شک وہ کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔ آل عمران: ۱۸۵

نیز اللہ تعالی نے فرمایا کہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹایاجائے تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے۔ الانعام: ۱۵-۱۶

اللہ تعالی نے یہ بھی فرمایا کہ: اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقاء والی ہے۔ الاعلی: ۱۷

دنیا میں مومن کو میسر نہ ہونے والی چیزوں پر آخرت میں ملنے والی نعمتوں اور ثواب سے دلاسہ دینا، کیونکہ جنت کا حصول ہی تو سب سے بڑی کامیابی ہے، اور یہ دنیا تو ایک دھوکے کا سامان ہے، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤگے، پس جو شخص آگ سے ہٹادیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے بے شک وہ کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔ آل عمران: ۱۸۵

https://www.with-allah.com/ur

اور اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹایاجائے تو اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے۔ الانعام: ۱۵-۱۶

نیز اللہ تعالی نے یہ کہا: اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقاء والی ہے الاعلی: ۱۷

یقیناً دل میں نہ سدھار پیدا ہوتا ہے، نہ کامیابی ملتی ہے، نہ خوشی محسوس ہوتی ہے، نہ لذتیں اچھی لگتی ہیں، نہ سرور وکیف ملتا ہے، اور نہ قرار نصیب ہوتا ہے، مگر ہاں اللہ کی عبادت اور اس کی طرف رجوع کرلینے سے دل کو یہ ساری نعمتیں میسر ہوجاتی ہے۔

شیخ الاسلام

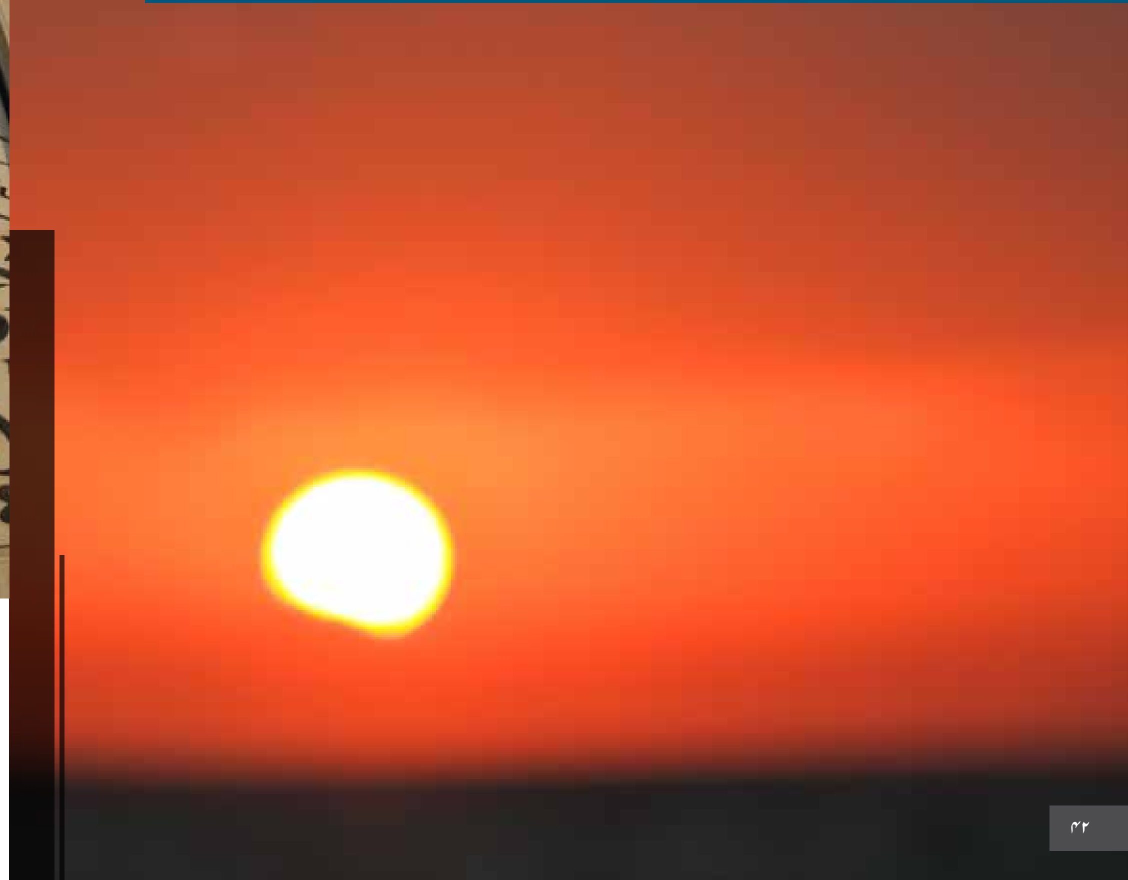

مراجعہ

۱. دین اور ایمان کا راحت و سکون سے کیا تعلق ہے، اس کی وضاحت کیجئے؟

۲. ایمان کی تعریف لکھیں، اور معاشرے پر پڑنے والے ایمان کے اثرات بیان کریں؟

۳. اللہ تعالی کی ذات پر ایمان کے تقاضے اور اس کے لازمی نتائج کیا کیا ہیں؟

۴. اللہ تعالی کے پاس سب سے زیادہ پاکیزہ اور افضل اعمال کون کون سے ہیں؟

۵. آپ اپنے آپ پر، اپنے اہلِ خانہ پر، اور اپنے معاشرے پر جو جو ایمان کے اثرات دیکھ رہے ہو، اس کا شمار کروائیں؟

۶. رسولوں پر ایمان رکھنے کے کیا کیا تقاضے ہیں؟

۷. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھنے کو رسول پر ایمان رکھنے کے ضمن میں کیوں شمار کیا گیا ہے؟

۸. آپ اپنی معلومات کے مطابق قیامت کے دن کے ہولناک مناظر و احوال کا سلسلہ وار چھوٹی چھوٹی علامتوں سے شروع کرتے ہوئے جنتیوں کے جنت میں، اور جہنمیوں کے جہنم میں داخل ہونے تک کا ذکر کریں۔

۹. وہ کون سے اہم اعمال ہیں، جو بندے کو جنت میں داخلہ، اور جہنم سے نجات دلواتے ہیں؟

۱۰. آخرت کے دن پر ایمان رکھنے کی وجہ سے آپ کی عبادتوں، خشوع و خضوع، اور اللہ کی محبت میں پڑنے والے اثرات کی وضاحت کریں؟

۱۱. جنت کی سب سے عظیم نعمت کونسی ہے؟ اور جہنم کا سب سے کمترین عذاب کیا ہے؟

https://www.with-allah.com/ur

اپنے پروردگار و پالنہار کو پہچانو

اپنے پروردگار و پالنہار کو پہچانو

اللہ ۔ ۔ ۔ لفظی اعتبار سے میٹھا، معنوی اعتبار سے جاذب نام ہے، اس کا معنی معبودیت، تعلق و لگاؤ، محبت، یکتا، لائقِ پرستار اور اخلاص ہے ۔ ۔ ۔ کیا ہی بڑا نام ہے اللہ!

اول: میرا پروردگار اللہ ہے:

وہی اللہ ہے پیدا کرنے وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔ الحشر: ۲۴

۱- رب (پالنہار) کا مطلب

رب: بے مثال آقا و سردار کا نام ہے، مخلوق پر اپنی نعمتوں کو نچھاور کرتے ہوئے ان کے معاملات کو سدھارنے والے اس مالک کا نام ہے جس کے قبضہ قدرت میں ساری مخلوقات کی تخلیق و تدبیر ہے۔ لفظِ رب مخلوق پر اضافت کے بغیر نہیں بولا جاسکتا، جیسے گھر کا رب، یا مال کا رب، یعنی گھر کا یا مال کا مالک۔ جہاں تک اضافت کے بغیر استعمال کی بات ہے، تو یہ صرف اللہ تعالی کے لئے ہی بولا جاسکتا ہے۔

لوگوں کو جب اپنے لئے ایک معبود کی ضرورت و حاجت کے علم سے پہلے انہیں اپنے لئے ایک رب کے محتاج ہونے کا علم رکھنا، رب کی الوہیت کو ماننے، اس پر بھروسہ رکھنے، اس سے مدد مانگنے، اور اس سے مناجات کرنے سے پہلے ان کے لئے دیرینہ ضرورتوں سے بڑھ کر عاجلانہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ کی ربوبیت کو ماننا اللہ کی عبادت کرنے اور اس کی طرف رجوع ہونے سے زیادہ ضروری ہے۔

رب اور ربوبیت کے کئی مفہوم ہیں، جیسے کائنات میں

وہ اللہ خالق، پروردگار، اور صورتیں ڈھالنے والا ہے، جس نے ساری کائنات کو وجود بخشا، انہیں بے مثال شکل میں پیدا کیا، اپنی حکمت سے انہیں موزوں شکل عطا کی، اور اپنی دانائی و بزرگی سے انہیں اچھی صورت میں پیدا کیا۔ وہ اللہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے اندر یہ مذکورہ اوصاف رکھتا ہے۔

اللہ رب العالمین وہ ہے جو اپنے سارے بندوں کی حکمت و تدبر اور ہمہ اقسام کی نعمتوں سے پرورش کرتا ہے۔ ان نعمتوں میں سب سے زیادہ خصوصی نعمت اللہ تعالی کا اپنے منتخب بندوں کے دل، روحانیت اور ان کے اخلاق کی تربیت کرنا ہے، اسی لئے اللہ تعالی کے منتخب بندے اسی عظیم نام سے اس سے مناجات کرتے ہیں، کیونکہ وہ لوگ اللہ سے اسی خصوصی تربیت کے طلبگار ہوتے ہیں۔

اللہ ۔ ۔ ۔ لفظی اعتبار سے میٹھا، معنوی اعتبار سے جاذب نام ہے، اس کا معنی معبودیت، تعلق و لگاؤ، محبت، یکتا، لائقِ پرستار اور اخلاص ہے ۔ ۔ ۔ کیا ہی بڑا نام ہے اللہ!

تصرف کا حق، روزی دینے کا اختیار، صحت و تندرستی، اور صلاح و خیر کی توفیق سب کچھ اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار پڑجاؤں تو مجھے شفاء عطا فرماتا ہے۔ الشعراء: ۷۹-۸۱

۲-رب کے موجود ہونے کے ثبوت:

ساری کائنات اللہ تعالی کے موجود ہونے کا اقرار و تصدیق اور یقین رکھتی ہے، اور زبانِ حال سے اس کی گواہی دیتی ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: ان کے رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا حق تعالی کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے، وہ تو تمہیں اس لئے بلا رہا ہے کہ تمہارے تمام گناہ معاف فرمادے۔ اور ایک مقرر وقت تک تمہیں مہلت عطا فرمائے، انہوں نے کہا کہ تم تو ہم جیسے ہی انسان ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان خداؤں کی عبادت سے روک دو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے۔ اچھا تو ہمارے سامنے کوئی کھلی دلیل پیش کرو۔ ابراھیم: ۱۰

اور کیسے اس چیز پر ثبوت کا مطالبہ کیا جائے، جو ہر چیز کے وجود کا ثبوت ہے۔

اگر ہم اس طرف توجہ نہ دیں، اور رب کے موجود ہونے کے ثبوت تلاش کریں، تو ہمیں درجِ ذیل ثبوت مہیا ہوتے ہیں:

مؤمن: وہ شخص ہے جو اللہ تعالی کو اپنا رب اور قادر مطلق مانتا ہے، اور اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ وہی اکیلا معبودِ برحق ہے۔

آپ اللہ تعالی کی تعریف کرتے ہیں، تو بھی یہ اسی کا فضل و انعام ہے۔ آپ ہر حال میں اللہ تعالی کے محتاج ہیں۔

فطری ثبوت:

ساری کائنات کو فطری طور پر پرودگارِ عالم پر ایمان رکھنے والا پیدا کیا گیا ہے، اس فطرت سے وہی شخص روگردانی کرتا ہے، جس کے دل و دماغ کو اللہ تعالی نے بجھادیا ہو۔ اور فطرت و طبعیات کے اللہ تعالی کے موجود ہونے کا ثبوت ہونے پر سب سے بڑی دلیل نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، لیکن والدین اس بچے کو یہودی، عیسائی، اور مجوسی بنادیتے ہیں، جیساکہ جانور صحیح سالم جانور ہی کو جنم دیتا ہے۔ کیا تم لوگ ان جانوروں میں کوئی نشانی یا علامت دیکھتے ہو؟" اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

دنیا کی ہر مخلوق اپنی فطرت میں وحدانیت کا اقرار کرتی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: پس آپ یک سو ہوکر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کردیں۔ اللہ تعالی کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ تعالی کے بنائے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ الروم: ۳۰

رب العالمین کے موجود ہونے پر یہ کچھ فطری ثبوت ہیں۔

اور اللہ تعالی کے موجود ہونے پر فطری ثبوت ہر طرح کے ثبوت سے زیادہ مضبوط و قوی ہے، لیکن صرف اس شخص کے لئے جس کو شیطان نے اپنے شکنجے میں نہ گھیر رکھا ہو، اسی لئے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ الروم: ۳۰

اللہ تعالی کے اس فرمان کے بعد کہ: پس آپ یک سو ہوکر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کردیں۔ الروم: ۳۰

فطرتِ سلیمہ اللہ تعالی کے موجود ہونے کا ثبوت ہے، اور جس شخص کو شیطان نے اپنے شکنجے میں گھیر رکھا ہو، تو وہ اس ثبوت سے کورا رہتا ہے، اور اس کے لئے اس ثبوت کو سمجھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور جب بھی وہ کسی بڑی مصیبت میں پڑجاتا ہے، تو اس کے ہاتھ، آنکھ، اور دل آسمان سے لَو لگانے لگتے ہیں، اور وہ اپنی فطرتِ سلیمہ کی وجہ سے اپنے پروردگار سے براہِ راست مدد کی بھیک مانگتا ہے۔

اللہ ۔۔۔ یہ وہ نام ہے جو فطرت میں منقوش ہے۔ اللہ تعالی کو ماننے کے لئے فطرت سے زیادہ کوئی اور بڑے ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

عقلی دلیل:

خالق و مالک اللہ تعالی کے وجود کے چند ایسے بڑے و مضبوط عقلی دلائل و ثبوت بھی ہیں، جن کا صرف کوئی ہٹ دھرم ہی انکار کرسکتا ہے۔ چند عقلی ثبوت ذیل میں سلسلہ وار ذکر کئے جاتے ہیں:

۱. ہر مخلوق کے لئے خالق –پیدا کرنے والی ذات– کی ضرورت ہے، اس لئے کہ ماضی اور مستقبل میں آنے والی ساری کائنات کے لئے کسی ایسے خالق کا ہونا ضروری ہے، جس نے ان کو وجود بخشا ہو، کیونکہ کائنات کی کسی بھی مخلوق کا خود بخود یا اتفاقی طور پر وجود میں آجانا، ناممکن ہے، ایسا اس لئے محال ہے کہ کوئی بھی مخلوق خود بخود وجود میں نہیں آسکتی، کیونکہ کوئی بھی اپنے آپ کو پیدا نہیں کرسکتا ہے، اور اس لئے بھی کہ مخلوق اپنے وجود میں آنے سے پہلے ایک معدوم چیز تھی، اور جو چیز کبھی معدوم رہی ہو، وہ بعد میں کبھی خالق کیسے ہوسکتی ہے؟، اس لئے بھی کہ ہر فناء ہونے والی چیز کے لئے کسی فناء کرنے والی ذات کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس لئے بھی کہ کائنات کا یہ انوکھا نظام، اس میں پائی جانے والی چیزوں میں یہ ہم آہنگی، اسباب و مسبّبات کے درمیان یہ بے مثال ربط، اور کائنات کی چیزوں کا آپسی تعلق اس چیز سے انکار کرتا ہے کہ اس کائنات کا وجود یونہی اتفاقاً ہوگیا ہو؛ چنانچہ ہر مخلوق کے لئے ایک خالق ہے، اور جب یہ ناممکن ہے کہ یہ مخلوق خود اپنے آپ کو وجود بخشے، یا اتفاقی طور پر اس کا وجود ہوگیا ہو، تو یہ بات طے ہوگئی کہ اس کائنات کو وجود بخشنے والی کوئی ایک ذات ہے، اور وہ اللہ ہے، جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے۔ اللہ تعالی نے اسی عقلی ثبوت کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ: کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خودبخود پیدا ہوگئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ الطور: ۳۵

یعنی یہ لوگ کسی خالق کے بنا پیدا نہیں ہوئے ہیں، اور نہ ان لوگوں نے خود اپنے آپ کو پیدا کرلیا ہے، تو پھر یہ بات طے ہوجاتی ہے کہ ان کا ایک خالق ہے، اور وہ اللہ تعالی ہے، اسی لئے جب حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا، اور جب آپ اس آیت پر پہنچے: کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خودبخود پیدا ہوگئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں۔ الطور: ۳۵-۳۷

(اس وقت حضرت جبیر مشرک تھے) تو آپ نے کہا : "میرا دل اڑھنے لگا"

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

https://www.with-allah.com/ur

۲. اللہ تعالی کی کائنات و مخلوقات میں پائی جانے والی ظاہری نشانیاں؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں: آپ کہہ دیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نشانیاں اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں۔ یونس: ۱۰۱

اس لئے کہ آسمانوں اور زمین میں غور و فکر کرنے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالی ہی خالق (پروردگار) ہے، اور اس بات کا یقین پیدا کرتا ہے کہ وہی رب ہے۔ دیہات کے ایک شخص سے یہ پوچھا گیا کہ تم نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟ تو اس نے جواب دیا کہ پاؤں کے نشان راہرَو کے گذرنے کی دلیل ہے، اور اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے لئے شناخت ہے، تو یہ بُرجوں والا آسمان، یہ پھیلی ہوئی زمین، اور یہ موجیں مارنے والے سمندر کیا سننے اور دیکھنے کی کامل قدرت رکھنے والی ذات کے وجود کی دلیل نہیں ہیں؟

ساری انسانیت چاہے وہ اپنے کمتر و مادیات کے علم کی چوٹی پر پہنچ جائے، پھر بھی وہ غیب و پوشیدہ چیزوں کا پردہ فاش کرنے میں عاجز و قاصر ہے، اور اس عاجزی کو دور کرنے کا واحد وسیلہ صرف اللہ تعالی کی ذات پر ایمان و یقین ہے۔

۳. کائنات کے نظام کا محکم و مضبوط ہونا: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات کے نظام کو سنبھالنے والا ایک اللہ، ایک بادشاہ اور ایک رب ہے۔ مخلوق کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے، اور نہ ان کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور پروردگار ہے۔ جس طرح اس کائنات کے لئے دو ہم پلّہ و متساوی رب اور پروردگار کا ہونا محال ہے، اسی طرح دو معبود یا دو اللہ کا ہونا بھی محال ہے؛ کیونکہ دو متساوی و دو ہم پلّہ پروردگار کے ذریعے اس کائنات کے وجود میں آنے کا علم و یقین خود بخود ناممکن ہے، فطری طور پر محال ہے، اور عقلی طور پر اس علم و یقین کا غلط ہونا بھی واضح امر ہے، اسی طرح دو معبود کے وجود کا علم بھی غلط ہوگا۔

شرعی دلیل:

ساری شریعتیں خالق کے وجود، اس کی کمالِ حکمت و رحمت اور کمالِ علم کا ثبوت ہیں، اس لئے کہ ان شریعتوں کے لئے کسی شریعت بنانے والے کا ہونا ناگزیر ہے، اور وہ اللہ تعالی کی ذات ہے، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کرکے تمہیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو۔ البقرۃ: ۲۱-۲۲

اور ساری آسمانی کتابیں اسی کی گواہی دیتی ہیں۔

حسّی دلیل

اللہ تعالی کے وجود پر سب سے زیادہ واضح اور کھلا ثبوت ہر بصارت و بصیرت رکھنے والے کے احساس سے تعلق رکھنے والے ظاہری و حسّی ثبوت ہیں۔ اس کی کچھ مثالیں یہاں ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

١. دعاؤں کی قبولیت: انسان اللہ تعالی سے دعاء مانگتا ہے، کہتا ہے: "اے میرے پروردگار"، اور اپنی کسی ضرورت کی برآری کے لئے اس سے التجاء کرتا ہے، پھر اس کی وہ ضرورت پوری ہوجاتی ہے۔ یہ قبولیتِ دعاء پروردگار کے وجود کا حسّی ثبوت ہے۔ اور انسان خود اللہ ہی کو پکارتا ہے، اور اللہ تعالی اس کی پکار سن لیتا ہے، تو انسان کے لئے یہ ایک آنکھوں دیکھی حقیقت ہے۔ اسی طرح ہم ماضی و حال کے لوگوں کے بارے میں کئی ایسی باتیں سنتے ہیں، جن سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی دعائیں قبول کی تھیں۔ اور یہ ایک واضح حقیقت ہے، جو خالق و پروردگار کے وجود کا واضح ثبوت ہے۔ قرآن کریم میں اس قسم کے کئی ثبوت مہیا کئے گئے ہیں، جیساکہ: ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ تو ہم نے اس کی سن لی۔ الانبیاء: ٨٣-٨٤

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔

٢. کائنات کی ایسی چیزوں کی طرف رہبری ہونا، جس میں ان کے لئے زندہ رہنے کا راز ہے۔ چنانچہ پیدائش کے بعد بچہ کو کس نے اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ پینے کی طرف رہبری کی؟ اور کس نے ھُدھُد نامی پرندے کو زیر زمین پائے جانے والے پانی کے کنویں دیکھنے کی قوت بخشی، جبکہ دیگر پرندے زیر زمین پائے جانے والے کنویں دیکھنے کی قوت نہیں رکھتے؟ بیشک وہی اللہ ہے، جس نے یہ فرمایا کہ:

الحاد ایک عقلی بیماری و تفکیری بگاڑ کا نام ہے۔

الحاد عقلی بیماری، تفکیری بگاڑ، دل کی تاریکی، اور زندگی میں ناکامی کا نام ہے۔

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو اس کی خاص صورت، شکل عنایت فرمائی پھر راہ سجھادی۔ طٰہٰ: ٥٠

٣. رسول اور نبیوں کے ساتھ آنے والی نشانیاں: یہ وہ معجزے ہیں، جن کے ذریعے اللہ تعالی نے اپنے رسولوں اور نبیوں کو تقویت پہنچائی، اور ان معجزات کے ذریعے بنی نوعِ انسانی میں انہیں اپنا منتخب بنایا۔ اللہ تعالی نے ہر نبی کو اپنی قوم کے پاس ایسے معجزے کے ساتھ بھیجا، جو اس بات کا تیقن دلاتا ہے کہ جو پیغام رسول لیکر آئے ہیں، وہ اس ایک خالق و مالک کا پیغام ہے، جس کے سواء کوئی رب اور کوئی معبود نہیں ہے۔

٣-ایک اللہ کو ماننے والے بندے پر توحید کا اثر:

١. حیرانی و شک و شبہ سے نجات: جو انسان یہ جانتا ہو کہ اس کا ایک رب ہے، جو ہر چیز کا پروردگار و خالق ہے، اسی نے انسان کو پیدا کیا، اچھی صورت میں ڈھالا، عزت و مقام سے نوازا، زمین پر اس کو اپنا خلیفہ بنایا، آسمانوں اور زمین کی ساری چیزوں کو اس کی خدمت میں لگادیا، اور اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں سے اس کو مالا مال کیا۔ تو جس انسان کا یقین اس جیسا ہو، تو کیسے اس کے اندر حیرانی یا شک و شبہ کا مرض پیدا ہوسکتا ہے؟ وہ تو اپنے پروردگار سے لَو لگائے بیٹھا ہے، اس کی آغوش میں پناہ لے لیا ہے، اور اس کو یہ علم ہوگیا کہ دنیوی زندگی تو چند سالہ ہے، اور اس میں بھلائی کے ساتھ برائی، انصاف کے ساتھ ظلم و زیادتی، اور لذت و راحت کے ساتھ مصیبت و مشقت ملے ہوئے ہیں۔

اور جو لوگ اللہ تعالی کی ربوبیت کا انکار کرتے ہیں، اور اللہ تعالی سے ہونے والی ملاقات میں شک کرتے ہیں، تو ان جیسے لوگوں کی زندگی میں نہ کوئی مزہ ہے، اور نہ اس کا کوئی مفہوم، ان کی زندگی تو سر تا پا حیرانی و پریشانی، اور ایسے سوالوں کے کٹھرے میں کھڑی ہے، جو لاجواب ہیں۔ ان کے لئے نہ کوئی ایسی پناہ گاہ ہے، جس میں وہ خود کو محفوظ سمجھ سکیں، اسی لئے ان کی عقلیں – چاہے وہ مہارت و چالاکی کی انتہاء پر ہوں – سدا حیرانی و پریشانی اور بے چینی و بے قراری کا شکار ہیں۔ یہ در اصل ان لوگوں کے لئے دنیوی عذاب اور جہنم ہے، جس میں صبح و شام ان کے دل جل رہے ہیں۔

٢. نفسیاتی راحت و سکون: راحت کا ایک ہی راستہ ہے، اور وہ راستہ اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان ہے۔۔۔ وہ سچا اور گہرا ایمان جس میں نہ شک سے کوئی دراڑ پیدا ہو اور نہ نفاق کی چوٹیں اس پر لگی ہوں۔ حقیقتِ حال اسی کی گواہی دیتی ہے، تاریخ کے اوراق اسی کی تائید کرتے ہیں، اور انصاف پسند و صاحبِ بصیرت انسان اپنے آپ

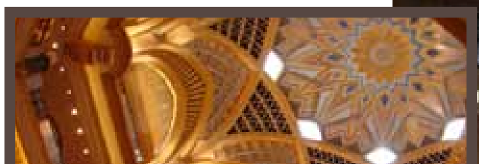

میں اور اپنے آس پاس کے ماحول میں یہی سب کچھ محسوس کرتا ہے۔ یقینی طور پر ہم یہ جانتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ حیران، پریشان، بے قرار اور ناکامی و مایوسی کے احساس کا شکار وہ لوگ ہیں، جو ایمان کی نعمت اور یقین کی مٹھاس سے محروم ہیں۔ یقیناً ان کی زندگی میں نہ کوئی مزہ ہے، اور نہ کوئی لذت، اگرچہ کہ ظاہری طور پر ان کی زندگی میں آسائش و آرائش اور لذتوں کے اسباب کی فراوانی ہے؛ اس لئے کہ انہیں ان لذتوں کا حقیقی مفہوم ہی نہیں معلوم اور نہ انہیں اس کے مقصود کا علم ہے، نیز انہیں اس آرائش و آسائش کے حقیقی راز کا پتہ بھی نہیں ہے، تو اس جیسے لوگ کیسے نفسیاتی راحت و سکون یا انشراحِ صدر کی نعمت سے محظوظ ہوں گے؟ بیشک نفسیاتی راحت و سکون ایمان کا ایک پھل ہے، اور توحید ایک بار آور درخت ہے، جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالی کے حکم سے اپنے پھل دیتا ہے۔ ایمان ایک آسمانی نسیمِ سحر ہے، جس سے اللہ تعالی اپنے مومن بندوں کو نوازتا ہے، تاکہ وہ اس وقت ثابت قدم رہیں، جب لوگ بے قرار و بے چین ہوں گے۔ اس وقت راضی و خوش رہیں، جب لوگ ناراض ہوں۔ اس وقت یقین کا مظاہرہ کریں جب لوگ شک میں پڑے ہوں۔ اس وقت صبر کا دامن تھام لیں، جب لوگ خوف و فزع کے عالم میں ہوں، اور اس وقت حلم و بردباری سے کام لیں، جب لوگ غصے میں آپے سے باہر ہوں۔ یہی وہ نفسیاتی سکون تھا، جس سے ہجرت کی گھڑی میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دل آباد تھا، چنانچہ آپ کسی غم و رنج یا افسوس کا شکار نہیں ہوئے، نہ خوف و ڈر نے آپ کے قدم لرزائے، اور نہ آپ کے دل میں شک و حیرت کا دور دور تک نام و نشان تھا، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ:

اگر تم ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ التوبة: ۴۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی و رفیقِ غار پر افسوس و رنج کا پہاڑ ٹوٹ رہا تھا۔ انہیں اپنی جان یا اپنی زندگی کی ہلاکت کا خوف نہیں تھا، بلکہ رسول کی جان اور پیغامِ توحید کا انہیں دکھ کھارہا تھا، چنانچہ اس

ایمان نجات کی کشتی ہے۔

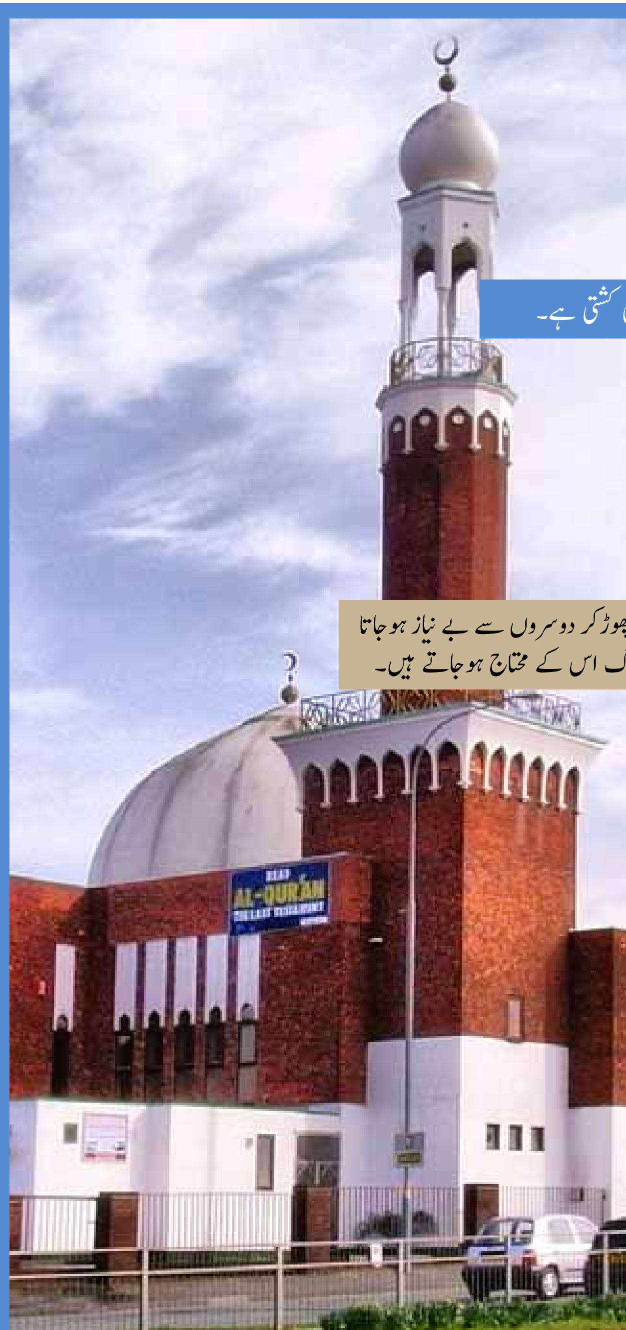

جو اللہ تعالی کو چھوڑکر دوسروں سے بے نیاز ہوجاتا ہے، سارے لوگ اس کے محتاج ہوجاتے ہیں۔

وقت جبکہ غارِ ثور کو دشمنوں نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا، اس وقت حضرت ابوبکر نے کہا:
"اے اللہ کے رسول اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے پاؤں دیکھے (یعنی اپنا سر جھکائے) تو وہ ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دلی سکون پہنچاتے ہوئے یہ کہا: اے ابوبکر تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے، جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالی ہو؟" اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا

یہ راحت و سکون اللہ کی طرف سے ملنے والی ایسی روحانیت اور نور ہے، جس سے ڈرنے والے کو سکون، پریشان شخص کو راحت، غمگین کو دلاسہ، تھکے ماندے کو آرام، کمزور کو قوت، اور گمراہ کو رہبری مل جاتی ہے۔ یہ راحت و سکون جنت کی ایک کھڑکی ہے، جو اللہ تعالی اپنے مومن بندوں کے لئے کھول دیتا ہے۔ اس کھڑکی سے انہیں جنت کی ٹھنڈی ہوائیں آنے لگتی ہیں، جنت کے انوار ان کے لئے روشنی کا ساماں فراہم کرتے ہیں، اور اس کی خوشبو سے وہ مست مگن ہوجاتے ہیں، تاکہ اللہ تعالی ان مومن بندوں کو اپنے سابقہ نیک اعمال کا کچھ مزہ چکھوائے، اور اُن نعمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے، جن کے یہ لوگ منتظر ہیں، چنانچہ مومن بندے جنت سے آنے والی ان ہواؤں کی وجہ سے روحانیت و سکون، امن و امان، اور سلامتی کی نعمت سے بہرہ ور ہوں گے۔

جس قدر آپ اللہ تعالی کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں کمزور رہیں گے، اسی قدر آپ پریشانیوں اور مسائل کے شکار رہیں گے۔

۳۔ اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ: ہر چیز اللہ تعالی کے قبضہ قدرت میں ہے، ان چیزوں میں نفع و نقصان بھی شامل ہے۔ اللہ تعالی ہی خالق و پروردگار ہے، وہی رزق دینے والا مالک اور کائنات کے نظام کو سنبھالنے والا ہے، اس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں، اسی لئے جب مومن بندے کا یہ یقین ہو کہ اس کو ہرگز کوئی اچھائی و برائی، اور نفع و نقصان نہیں

پہنچ سکتا، سوائے اس کے جو اللہ تعالی نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے، اور ساری مخلوق اگر اللہ تعالی کی بنائی ہوئی تقدیر سے ہٹ کر کسی اور چیز پر متفق ہوجائے، تو بھی اس کا کچھ بگڑنے والا نہیں ہے، تو اس جیسے ایمان کے پیدا ہوجانے کے بعد وہ ضرور یہ جان جائے گا کہ اللہ تعالی کی ہی وہ واحد ذات ہے، جو نفع و نقصان کی مالک، اور عطا کرنے یا محروم رکھنے کی قدرت رکھتی ہے۔ اس جیسے یقین سے اللہ تعالی کی ذات پر زیادہ بھروسہ اور اس کی وحدانیت کی مزید تعظیم دل میں پیدا ہوجاتی ہے، اور اسی لئے اللہ تعالی نے نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہ رکھنے والے، اور اپنے عابد کو کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچانے والے معبود کی عبادت کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ: آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کا مالک وہی ہے، جن جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی خسارہ پانے والے ہیں۔ الزمر: ۶۳

۴. اللہ تعالی کی عظمت: اللہ تعالی کی ذات پر ایمان رکھنے والے، اسی کی عبادت کرنے والے، اور اسی سے اپنی حاجتیں مانگنے والے بندے کی زندگی میں اللہ تعالی کی عظمت کا پہلو ظاہر و عیاں ہے۔ جب مومن بندہ آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالی کو حاصل قدرت و طاقت میں غور و فکر کرتا ہے، تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ: میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے۔ الانعام: ۸۰

اور وہ کہنے لگتا ہے کہ: اے ہمارے پروردگار تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ آل عمران: ۱۹۱

یہ سب امور اس بات کا ثبوت ہیں کہ دل کا رب و خالق کے ساتھ ذاتی تعلق ہے، جو اُس پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کی راہ میں کوشش کرنے، اس کی شریعت و احکام کی عظمت کرنے، اور کسی ایسی ذات کو اس کا شریک نہ ٹھہرانے کی تعلیم دیتا ہے، جو اس زمین و آسمان میں ذرّہ برابر بھی کسی

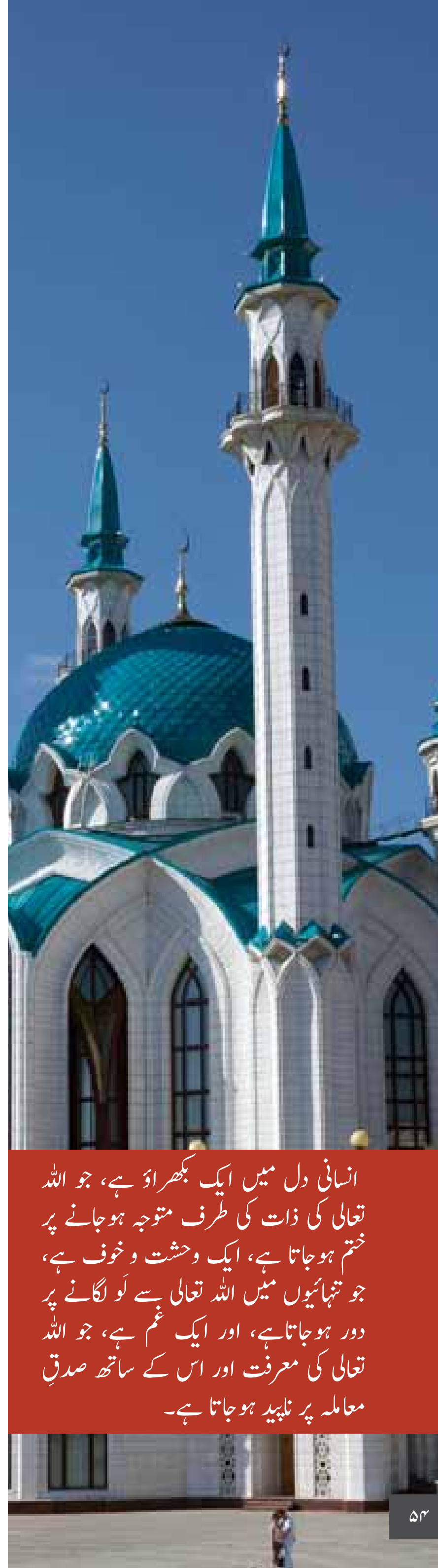

انسانی دل میں ایک بکھراؤ ہے، جو اللہ تعالی کی ذات کی طرف متوجہ ہوجانے پر ختم ہوجاتا ہے، ایک وحشت و خوف ہے، جو تنہائیوں میں اللہ تعالی سے لَو لگانے پر دور ہوجاتاہے، اور ایک غم ہے، جو اللہ تعالی کی معرفت اور اس کے ساتھ صدقِ معاملہ پر ناپید ہوجاتا ہے۔

چیز کا اختیار نہیں رکھتی ہے۔ یہ سب امور اللہ تعالی کی عظمت میں شمار ہیں، اور یہ عظمت ایک رب کو ماننے والے مومن بندے پر پڑنے والا ایک اثر ہے۔

۴-الحاد اور اس کے خطرات:

الحاد کا مطلب فکری مرض اور نظری کوتاہی، یا صرف ہٹ دھرمی اور عناد و تکبر کی بنیاد پر خالق و مالک کی موجودگی کا انکار کرنا ہے۔ الحاد عقلی مرض، فکری بگاڑ، اور قلبی تاریکی کا نام ہے، جو مُلحِد کو کم عقل اور کم ظرف بنادیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ سوائے محسوسات میں آنے والے مادیات کے کسی اور چیز کے احساس یا ادراک کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے، چنانچہ وہ مادیات پر مبنی افکار کو انسان اور اس کے عقائد پر لاگو کرنے پر اٹل رہتا ہے، لیکن وہ ناکام و نامراد رہ جاتا ہے، اور اس جیسے شخص کا یہ یقین ہوتا ہے کہ انسان تو صرف ایک مادی چیز ہے، جس پر مادیات سے متعلقہ سارے قانون لاگو کئے جاسکتے ہیں۔

اس جیسے ملحدانہ افکار محض مادّیت اور روحانیت سے عاری افکار پر منحصر عقلیات کی طرف انسانی جھکاؤ کی وجہ سے ساری انسانیت کے لئے باعثِ خطرہ ہیں؛ ملحد انسان چونکہ وہ کسی معبود و خالق کی موجودگی کا یقین ہی نہیں رکھتا ہے، اس لئے وہ جس وقت چاہے، اور جو چاہے بلاخوف و خطر کرلے گا، کیونکہ اس کے اندر کسی معبود کا ڈر ہی نہیں رہتا ہے، اور اس کی وجہ سے انسانی فطرت میں بگاڑ اور اس کے ہلاک و برباد ہونے کا خطرہ رہتا ہے، علاوہ اس کے الحاد اللہ تعالی کی ذات کا انکار، اور اس کے حق کو کسی دوسرے کے لئے استعمال کرنے کا نام ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے الحاد پرست مفکرین، شعراء اور تعلیم یافتہ لوگوں کی تاریخ میں خودکشی کے واقعات بہت زیادہ ملتے ہیں، ان کی تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے، اور تحقیقاتی رپورٹس

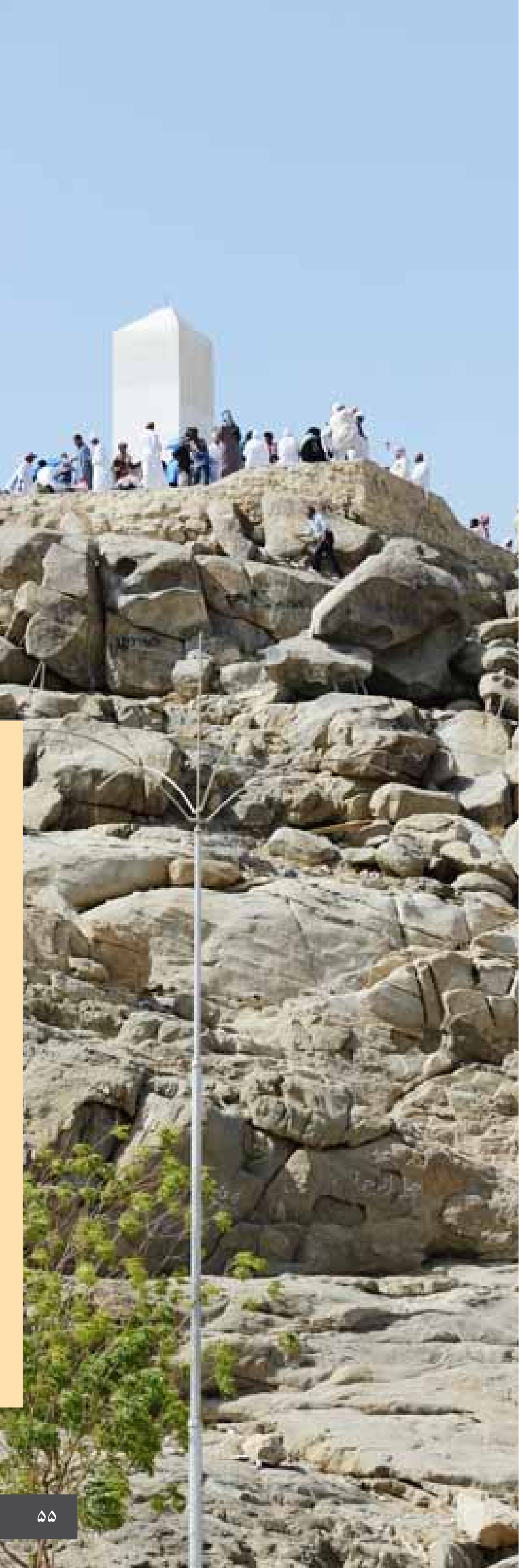

بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ عالمی منظمہ صحت (WHO) کی ایک تحقیقاتی رپورٹ(جس کو ماہر ڈاکٹر جوز مانویل اور اسکالر الیساندر ولیشمان نے تیار کیا ہے) سے دین اور خودکشی کے درمیان کا تعلق ظاہر ہوتا ہے، اور نیز یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ سب سے زیادہ خودکشی کے واقعات ملحدوں میں رونما ہوئے ہیں، اس رپورٹ کی تفصیل ذیل میں درج کی جارہی ہے:

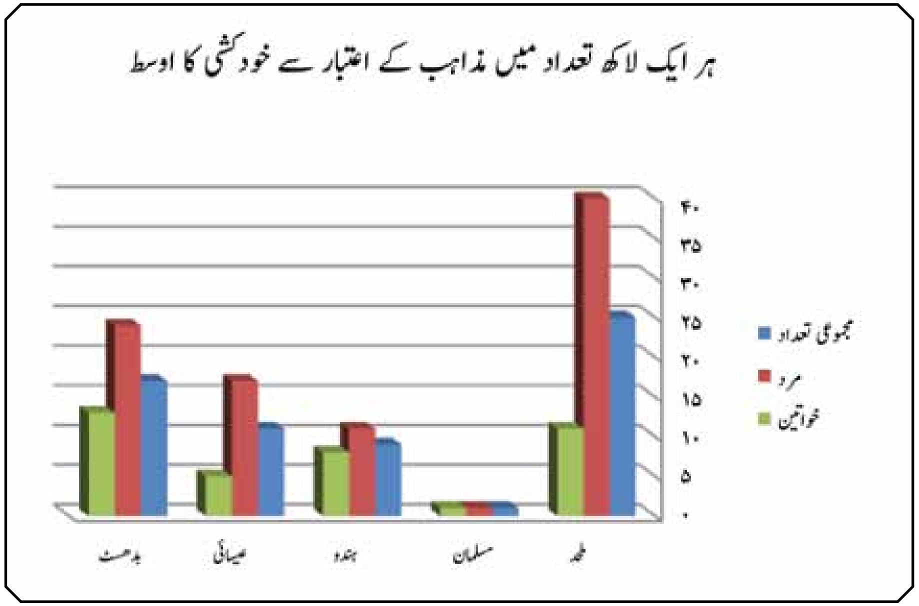

مراجعہ

١. جب اللہ تعالی کی موجودگی کے عقلی، حسی، فطری اور شرعی ثبوت پائے جاتے ہیں، تو پھر ملحدوں کے پائے جانے کی وجہ کیا ہے؟
٢. اللہ تعالی کے معبود ہونے کے یقین سے پہلے پہلے لوگ کیوں اللہ تعالی کو اپنا رب و پروردگار ماننے لگتے ہیں؟
٣. اپنے روز مرہ کے مشاہدات میں سے چند ایسے ثبوت پیش کرو، جو اللہ تعالی کے وجود اور اس کے رب ہونے کا ثبوت ہوں۔
٤. اللہ تعالی کی ربوبیت کے کچھ معانی بیان کیجئے۔
٥. الحاد اور خودکشی کے درمیان کا تعلق بیان کرو، نیز یہ بتاؤ کہ الحاد خودکشی کا سبب کیوں بنتا ہے؟

اللہ تعالی کو پہچانو

دوم: اس اللہ تعالی کو پہچانو جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

وہی اللہ ہے جس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ الحشر: ۲۲

لا الہ الا اللہ:

یہ خالص توحید پر مشتمل کلمہ ہے، اور اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر جو کچھ احکام فرض کیے ہیں، ان میں سب سے زیادہ عظیم ہے۔ کلمہ توحید کا مقام و مرتبہ بالکل انسان کے جسم میں سر کے مرتبے کے برابر ہے۔

معبود کا مطلب:

معبود:

وہ قابلِ عبادت و لائقِ اطاعت ذات، جو عبادت کے مستحق ہو

اور اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ النساء: ۳۶

"لا الہ الا اللہ" کا مطلب

یعنی: اللہ کے علاوہ کوئی اور معبودِ برحق نہیں ہے۔

کلمہ توحید دو بنیادی چیزوں پر مشتمل ہے:

پہلی: اللہ تعالی کے علاوہ ساری چیزوں سے حقیقی خدائی کا انکار،

دوسری چیز: ساری چیزوں کو چھوڑ کر اللہ تعالی کے لئے حقیقی خدائی ثابت کرنا۔

"لا الہ الا اللہ" کی فضیلت

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کے معبود نہ ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دینا، نماز پڑھنا، زکاۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

https://www.with-allah.com/ur

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "سب سے بہتر بات جو میں نے اور مجھ سے پہلے والے نبیوں نے کہی ہے، وہ یہ ہے: "ایک اللہ کے سواء کوئی اور معبود برحق نہیں ہے، اور نہ اللہ کا کوئی اور شریک ہے، اسی کی بادشاہت ہے، ساری بڑائی اسی کے لئے ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام جب حالتِ نزع میں تھے، اس وقت آپ نے اپنے بیٹے سے کہا: میں تمہیں "لا الہ الا اللہ" کو مضبوطی سے تھامے رہنے کا حکم دیتا ہوں۔ کیونکہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اگر ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں، اور "لا الہ الا اللہ" ایک دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے، تو کلمہ توحید کا پلڑا بھاری ہوجائے گا، اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک پیچیدہ معمّہ ہوتے، تو کلمہ توحید اس کا حل ضرور پیش کردے گا"

امام بخاری نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

"لا الہ الا اللہ" کے اساس پر اللہ تعالی نے جنت کو مزین و آراستہ کیا ہے، جہنم کو بھڑکایا ہے، اور نیکی و بدی کا بازار لگایا ہے۔

"لا الہ الا اللہ" کے شرائط:

١. "لا الہ الا اللہ" کے مفہوم کا علم رکھنا:

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کلمہ توحید پڑھنے والا یہ جان لے کہ اس کا مفہوم کیا ہے، اور یہ کلمہ اللہ تعالی کے علاوہ ہر ایک سے خدائی کی نفی، اور اسی کے لئے الوہیت کو ثابت کرنے کے مفہوم پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: سو (اے نبی) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں۔ محمد: ١٩

٢. کامل یقین

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کلمہ توحید پڑھنے والے شخص کے دل میں اس کلمے کے معنی یا مفہوم کے بارے میں کوئی شک نہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک و شبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں (اپنے دعوائے ایمان میں) یہ سچے اور راست گو ہیں۔

الحجرات: ١٥

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ ان دو باتوں میں شک نہ کرنے والا بندہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ وہ جنت کا مستحق رہے گا۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

٣. کلمہ توحید کے تقاضوں کو زبان و دل سے قبول کرنا:

قبول کرنے سے مراد انکار و ہٹ دھرمی کا مخالف معنی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: ہم گنہگاروں کے ساتھ اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے۔ الصافات: ٣٤-٣٥

٤. کلمہ توحید کے مفہوم کی اتباع کرنا:

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ ان احکامات پر عمل کرے، جن کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے، اور ان چیزوں سے باز رہے، جن سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکوکار تو یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔ لقمان: ٢٢

حقیقت میں غلامی کا مطلب دلوں کی غلامی ہے، اور جس چیز نے دل کو اپنا غلام بنالیا، تو دل اس کا غلام شمار ہوتا ہے۔

٥. سچائی:

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کلمہ توحید کو سچے دل کے ساتھ پڑھا جائے، اس طور پر کہ دل اور زبان دونوں اس کے مفہوم پر پورے طور سے متفق ہوں؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ وہ اللہ تعالی کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، مگر سمجھتے نہیں۔ البقرۃ: ٨-٩

٦. اخلاص:

اخلاص کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کلمہ توحید کے اقرار سے بندہ اللہ تعالی کی خوشنودی کا جویا رہے؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: انہیں اس کے سواء کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں ابراھیمِ حنیف کے دین پر، اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں، یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔ البینۃ: ٥

٧. اس کلمہ سے، اس کلمے کے تقاضوں پر عمل کرنے والوں سے، اس کی شرائط کی پابندی کرنے والوں سے محبت کرنا، اور کلمہ کے تقاضوں کی مخالف چیزوں سے بغض رکھنا؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اورروں کو ٹھہراکر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔ البقرۃ: ١٦٥

جیسے جیسے بندہ اللہ تعالی کی محبت میں آگے بڑھتا جاتا ہے، ویسے ویسے اللہ تعالی کی بندگی، اور اس کے علاوہ دیگر معبودانِ باطل کے شکنجے سے آزادی میں بھی بڑھتا جاتا ہے۔

"لا الہ الا اللہ" کا یہی مفہوم ہے، اور یہی اس کی شرائط ہیں، جو اللہ تعالی کے دربار میں نجات کا سبب بنتی ہیں۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے یہ سوال کیا کہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ: جو لا الہ الا اللہ کہے گا، وہ جنت میں داخل ہوجائے گا، تو امام حسن بصری نے جواباً کہا: جو شخص لا الہ الا اللہ کہے، اس کے فرائض کو بجالائے، اور اس کے حقوق کو ادا کرے، وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔

لا الہ الا اللہ کے صرف زبانی دعوے سے کچھ فائدہ ہونے والا نہیں ہے، جب تک کہ کہنے والا شخص اس کے تقاضوں پر عمل نہ کرلے، اور اس کی شرائط کی پابندی نہ کرلے۔ اور جو صرف زبان سے کلمہ کا اقرار کرے، اور اس کے تقاضوں پر عمل نہ کرے، تو صرف زبانی اقرار اس وقت تک سودمند نہیں ہے، جب تک کہ وہ اپنے اقرار کو اعمال کے ساتھ مربوط نہ کرلے۔

کسی کے لئے بھی یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالی سے اس کے اسماء و صفات کے علاوہ کسی اور چیز کے وسیلے سے دعاء کرے۔ اور وہ دعاء جس کی اجازت دی گئی ہے، اور جس کا حکم دیا گیا ہے، وہ اللہ تعالی کے اس فرمان سے مستفاد ہے: اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔ الاعراف: ١٨٢ امام ابوحنیفہ۔

"لا الہ الا اللہ" کے مخالف امور:

١. شرک، یہاں پر شرک سے مراد:

شرکِ اکبر ہے، جو انسان کو دین سے خارج کردیتا ہے، اور اسی شرک کے ساتھ مرنے والے کی اللہ تعالی کبھی مغفرت نہیں کرتے ہیں۔ شرکِ اکبر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے حقوق، جیسے معبود اور خدا ہونے میں کسی اور کو اس کا شریک ماننا، اور اسی طرح اللہ تعالی کے اسماء و صفات میں کسی کو اس کا ساجھے دار سمجھنا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اسے اللہ تعالی قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرمادیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ النساء: ١١٦

نیز اللہ تعالی نے فرمایا کہ: یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہوجائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہوجائے گا۔ بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہوجا۔ الزمر: ٦٥-٦٦

٢. جو شخص اپنے اور اللہ تعالی کے درمیان دیگر لوگوں کو دعاء کے لئے واسطہ بناتا ہے، اور ان سے سفارش کا طلبگار رہتا ہے، ان پر بھروسہ کرتا ہے، اور عبادت و بندگی کے ذریعے ان سے قربت حاصل کرتا ہے، تو یقیناً ایسا شخص کلمہ لا الہ الا اللہ کے مفہوم کی مخالفت کررہا ہے۔

٣. جو شخص اللہ تعالی کی ذات کا کسی کو شریک ماننے والوں کو کافر نہیں سمجھتا ہے، یا ان کے کافر ہونے میں شک کرتا ہے، یا ان کے طریقہ کار کو صحیح سمجھتا ہے، تو یقیناً اس شخص نے کفر کا ارتکاب کیا ہے، اس لئے کہ وہ اپنے اس عقیدے کی وجہ سے اپنے اُس اسلام کے تئیں شک میں مبتلا ہے، جس کے سواء اللہ تعالی کسی دین یا مذہب کو پسند ہی نہیں کرتا ہے۔ جو انسان اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے والے، یا غیراللہ کے لئے کسی بھی طرح کی کوئی عبادت کرنے والے کے کفر میں شک کرے، یا یہودی، عیسائی اور بت پرستوں کے کفر میں شک کرے، یا ان کے جہنمی ہونے میں شک کرے، یا مشرکوں کے مذہب یا ان کے کسی ایسے عمل کو صحیح سمجھے، جس کے کفر ہونے پر صریح دلیل موجود ہو، تو ایسا شخص یقیناً کافر ہے۔

٤. جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے رسول کی سنتوں کے علاوہ کوئی اور طریقہ کامل و مکمل ہے، اور رسول کے حکم سے غیروں کا حکم زیادہ اچھا ہے، تو یقیناً ایسا شخص کافر ہے۔ مثال کے طور پر وہ شخص جو دنیوی قانون یا خاندانی رسم و رواج کو شرعی حکم پر فوقیت دیتا ہو، یا خاندانی تقالید کے مطابق عمل کو جائز قرار دیتا ہو، یا ان کو شرعی احکامات کے مساوی سمجھتا ہو، یہ سب چیزیں اللہ تعالی کی ذات کا انکار کرنے کے مترادف ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ: جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ (پورے اور پختہ) کافر ہیں۔ المائدۃ: ٤٤

نیز اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ: سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔ النساء: ٦٥

٥. جو شخص اللہ کے رسول کے لائے ہوئے احکامات سے بغض رکھے، چاہے وہ اس پر عمل بھی کرتا ہو، جیسے کوئی شخص نماز سے بغض رکھے، چاہے وہ نماز پڑھتا ہی کیوں نہ ہو، یقیناً ایسا شخص کافر ہے؛ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالی کے حکم سے نفرت کی ہے۔ اور "لا الہ الا اللہ" کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے، اس سے محبت کی جائے۔ اور جو شخص رسول کے لائے ہوئے پیغامات سے بغض و نفرت رکھے، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی کے مفہوم پر عمل پیرا نہیں رہا، اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دینے کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کے سامنے سرِتسلیم خم کیا جائے، اور آپ کی سنتوں کو انشراحِ صدر کے ساتھ قبول کیا جائے۔

٦. جو شخص اللہ کے دین میں سے کسی بھی چیز کا، یا ثواب و عذاب کا مذاق اڑائے، یقیناً وہ کفر کا مرتکب ہے؛ اس لئے کہ اس نے واجبِ تعظیم دین، اور واجبِ تعظیم رسول کی تعظیم نہیں کی ہے، اور اس لئے کہ اللہ تعالی ایسے لوگوں پر جو ایمان والے ہی تھے، پھر بھی اُن پر کفر کا حکم لگایا، کیونکہ انہوں نے اللہ کے رسول اور ان کے صحابہ کا مذاق اڑایا تھا، اور یہ کہنے لگے تھے کہ ہم نے اپنے ان قاریوں کی طرح کسی کو اپنے پیٹوں کا زیادہ خیال رکھنے والے، زیادہ جھوٹ بولنے والے، اور جنگ کی گھڑی میں زیادہ کمزور نہیں دیکھا، تو اللہ تعالی نے ان لوگوں کے بارے میں یہ فرمایا کہ:

اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہوگئے ہو۔ التوبۃ: ٦٥-٦٦

اللہ تعالی نے ان لوگوں کے کافر ہونے کا حکم صادر کیا،حالانکہ وہ لوگ اس سے پہلے مومن تھے، اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے کہ: تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہوگئے ہو۔ التوبۃ: ٦٦

اللہ تعالی نے ان لوگوں کو اپنی یہ بات کہنے سے پہلے ایمان والا قرار دیا، اور اگرچہ کہ ان لوگوں نے کھیل کود اور مذاق کے طور پر یہ بات کہی تھی، اور ان کا مقصد یہ تھا کہ ان جیسی باتوں سے وہ سفر میں ہونے والی تکالیف کو محسوس نہ کر پائیں، پھر بھی اللہ تعالی نے ان پر کافر ہونے کا حکم لگایا۔

٧. جادو:

جادو: تعویز، پلیتے، اور گلے میں ڈالے جانے والے ہاروں کا نام ہے، جو دلوں اور جسموں پر اثرانداز ہوتی ہیں، نیز قتل و غارتگیری، اور میاں بیوی کے درمیان تفرقہ کا سبب بنتی ہے۔ جادو کفریہ عمل ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: اور وہ بالیقین یہ جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ البقرۃ: ١٠٢

یعنی: حصہ۔ اللہ تعالی نے اس سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ: وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر۔ البقرۃ: ١٠٢

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے اجتناب کرو، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول وہ سات چیزیں کیا ہیں؟ تو

آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، ناحق کسی جان کو قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا ناحق مال کھانا، جنگ کی گھڑی میں پیٹھ پھیر کر میدان سے بھاگ جانا، اور مومن، پاکباز و معصوم خواتین پر تہمت لگانا"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو کوئی گھاٹی باندھے، اور اس میں پھونک مارے، تو یہ شخص جادو کا مرتکب ہے، اور جو جادو کا ارتکاب کرے، وہ یقیناً شرک کا مرتکب ہوگا۔ اور جو شخص کسی چیز سے اپنے آپ کو وابستہ رکھے، وہی چیز اس کی ذمہ دار رہے گی" اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

نیز کہانت، اور زمینی حادثوں پر آسمانی سیاروں سے استفادہ کرنا جادو میں شمار ہے، اس لئے کہ امام ابوداود نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ستاروں سے اپنا علم اقتباس کرنے والا شخص جادو کا ایک شعبہ لینے والے شخص کے برابر ہے، اور جو جس قدر اپنے علم کا ستاروں پر انحصار رکھتا ہے، وہ اسی قدر جادو میں ملوث مانا جائے گا"۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ: اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوگا۔ طٰہٰ: ٦٩

اور آپس میں لوگوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنانے اور ایک دوسرے کا دوست بنانے کا عمل بھی جادو میں شامل ہے، جیسے دو محبت کرنے والوں کے درمیان دوری پیدا کی جائے، اور دو عام لوگوں کے درمیان محبت پیدا کی جائے۔

علم نافع وہ ہے، جو بندے کو اللہ کی وحدانیت پر، اور اس کے معاون امور جیسے انسانیت کی خدمت اور اچھا سلوک کرنے پر ابھارے۔ اور نقصان دہ علم وہ ہے جو بندے کو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے پر، انسانیت کے ساتھ برا سلوک کرنے اور اس کو نقصان پہنچانے پر اکسائے۔

٨. مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کے ساتھ باہمی تعاون و شراکت، اور اسی کو اللہ تعالی کے اس فرمان: تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے۔ المائدۃ: ٥١

میں "ولی بننے سے" تعبیر کیا گیا ہے۔ ولی و ذمہ دار بننا دوست بنانے سے ہٹکر ایک الگ معاملہ ہے؛ کیونکہ دوستی کرنے سے مراد یہاں پر جھکاؤ و میلانِ دل، اور صحبت و محبت رکھنا ہے، جو کہ گناہِ کبیرہ تو ہے، لیکن کفر میں شمار نہیں ہے۔ لیکن ولی و ذمہ دار بننے سے مراد مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد کرنا، اور مسلمانوں کے خلاف غیروں کے ساتھ مل کر دھوکہ دہی کرنا ہے، جیساکہ منافقوں کا معاملہ تھا، لہذا دنیوی معاملات میں مشرکوں کے ولی بننے والے شخص کا معاملہ بڑا نازک و پُر خطر ہے۔

٩. جو شخص یہ گمان رکھے کہ کسی بھی انسان کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے نکلنے کی گنجائش ہے، تو ایسا شخص کافر ہے؛ اس لئے کہ جس اسلامی شریعت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے، وہ ساری شریعتوں پر غالب، اور ساری شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے، اور

اللہ تعالی ان ہی اعمال کو قبول کرتا ہے، جو اسلامی شریعت میں بتائے گئے ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ: بے شک اللہ تعالی کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔ آلِ عمران: ۱۹

اللہ تعالی نے فرمایا کہ: جو شخص اس کے سواء کوئی اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پاںے والوں میں ہو گا۔ آلِ عمران: ۸۵

نیز اللہ تعالی نے فرمایا کہ: کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالی اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالی کافروں سے محبت نہیں کرتا۔ آلِ عمران: ۳۱-۳۲

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے: اس امت کے جس کسی فرد نے، چاہے وہ یہودی ہو، یا عیسائی، میرے بارے میں سن رکھا ہو، پھر اس کی موت ہوگئی ہو، اور وہ میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لایا ہو، تو وہ جہنمی ہو گا"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اس جیسے امور کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ بعض ناخواندہ لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ امتِ محمدیہ میں سے کچھ – ان کے عقیدے کے مطابق – اولیاء ہوتے ہیں۔ یہ خیال بھی عین کفر اور خارج از اسلام کرنے والا عمل ہے۔

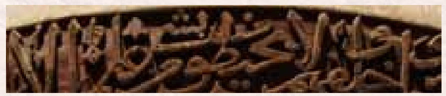

دل جب صاف سیدھا نہ ہو، اللہ تعالی سے خالص لَو لگانے والا، اور اللہ کی ذات کے علاوہ دیگر لوگوں سے کنارہ کشی کرنے والا نہ ہو، تو اس دل میں شرک گھر کرجاتا ہے۔

۱۰. جو شخص اجمالی طور پر اللہ تعالی کے دین سے کنارہ کشی اختیار کرے، اور اس کے احکامات پر عمل نہ کرے، تو یقیناً ایسا شخص کافر ہے۔ اور جو شخص مکمل طور پر دینِ اسلام پر عمل کرنے سے گریز کرے، اور اپنے کفریہ اعمال پر اکتفاء کرلے، اور جب اس شخص کو اسلام کی دعوت دی جائے، یا اس کی تعلیم حاصل کرنے کی طرف بلایا جائے، اور وہ انکار کردے، یا علم تو حاصل کرلے، پھر اس کے مطابق عمل کرنے اور اس کو قبول کرنے سے اعراض کرے، تو یقیناً ایسا شخص کافر ہے۔

یہ وہ اسلام مخالف امور ہیں، جن میں سنجیدگی رکھنے والا، مذاق کرنے والا، اور خوف رکھنے والا سب برابر ہیں، بس شرط یہ ہے کہ لوگ جان بوجھ کر علم رکھتے ہوئے بھی ان مخالفِ اسلام امور میں پڑیں۔ ہاں وہ شخص جس کو مجبور کیا گیا ہو، تو وہ صرف اپنی زبان سے ان مخالفِ اسلام امور کا اقرار کرے، اس لئے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں۔ النحل: ۱۰۶

جس شخص کو کفر اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا ہو، پھر اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے کفریہ عمل کرنے لگے، تو یقیناً ایسا شخص بھی کافر ہے۔ اور جو شخص اپنی جان جانے کے خوف سے کفریہ عمل کا ارتکاب کرے، اور اس کا دل اسلامی تعلیمات سے راضی ہو، تو اس کا ایمان صحیح سلامت رہے گا، اور اس جیسے شخص پر اپنے اس عمل کا کوئی وبال نہیں ہو گا؛ اس لئے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو۔ آلِ عمران: ۲۸

علم وہ درخت ہے، جو اچھے اخلاق، نیک عمل اور عمدہ صفات پیدا کرتا ہے۔ اور جہالت وہ درخت ہے، جو برے اخلاق اور بدکردار کی پیداوار کا سبب ہوتا ہے۔

مراجعه

۱-کلمہ توحید: "لا الہ الا اللہ" کا مطلب کیا ہے؟ اس کے دو رکن کون کونسے ہیں؟ اور اس کی شرائط کیا کیا ہیں؟

۲-چند ایسے امور کا ذکر کریں جو کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" کے مخالف ہوں، اور ہوسکتا ہے کہ تمہاری اپنی زندگی میں اور تمہارے معاشرے میں وہ امور پائے جاتے ہوں۔

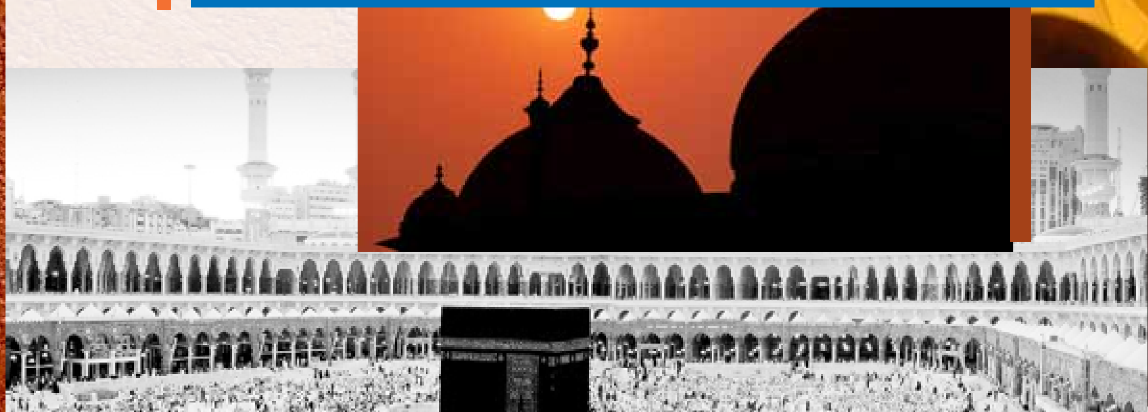

"لا الہ اللہ" کا توحید پرست انسان پر پڑنے والا اثر:

"لا الہ الا اللہ" کی گواہی توحید پرست انسان کو ثمر آور بناتی ہے، اس کو پاک و صاف کرتی ہے۔ انسان کے دل میں قلبی اعمال جیسے محبت، ڈر، امید اور توکل و اعتماد جیسی خوبیوں کے پھل لگاتی ہے، نیز اس کے اپنے شخصی اعمال ہوں یا سماجی اعمال، سب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ چنانچہ "لا الہ الا اللہ" کی گواہی بندے کے شخصی ڈھانچے، فکری معیار، اخلاقی طریقہ کار اور دلی دنیا کی از سرِ نو تعمیر کرتی ہے، تاکہ وہ اللہ تعالی کا خالص و مخلص بندہ بن جائے، جس سے کہ اللہ تعالی کی بندگی کا حقیقی مفہوم اجاگر ہوتا ہے۔ عبادت و بندگی ہر اس چیز کا جامع نام ہے جس کو اللہ تعالی پسند کرتے ہیں، جیسے اقوال و اعمال، چاہے ظاہری ہوں یا باطنی، یعنی جو بندے کے معاملات میں ظاہر ہوں، یا جن کا تعلق دل سے ہو۔ کلمہ توحید کی گواہی سے بندے پر پڑنے والے مزید اثرات کی وضاحت ذیل میں کی جارہی ہے:

پہلی قسم: دلوں پر پڑنے والے بندگی کے اثرات:

دلی عبادت کے مفہوم کی وضاحت، اور اس کی فضیلت کو مزید واضح کرنے کے لئے چند ایسی قلبی عبادتوں کو بطورِ نمونہ پیش کیا جارہا ہے، جو کلمہ توحید کی گواہی کا مظہر و اثر ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

> جو اللہ تعالی کو پہچان لے، وہ اس سے محبت کرنے لگے۔

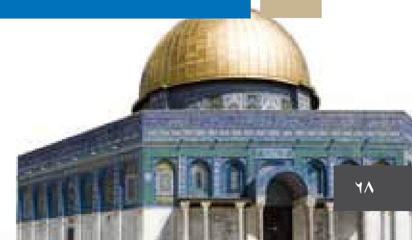

۱) محبت:

اللہ تعالی سے محبت کا مفہوم:

اللہ تعالی سے محبت:

اس کا مطلب اللہ تعالی کی ذات سے دلی لگاؤ، اس سے انسیت، اس کے احکامات کے مطابق عمل، اور دل پر اللہ تعالی کا ذکر غالب ہونا ہے۔

اللہ تعالی کی ذات سے محبت کی حقیقت:

اللہ تعالی کی ذات سے محبت کا مفہوم اس کی عبادت و بندگی سے محبت، اس کے سامنے عاجزی و انکساری، اور اس کی تعظیم ہے، یعنی محبت رکھنے والے کے دل میں اللہ تعالی کی عظمت و ہیبت ہو، جو اس کو اللہ تعالی کے احکامات پر عمل کرنے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے اجتناب کرنے کے متقاضی ہو۔ یہی محبت ایمان اور توحید کی اصل جڑ ہے، اور اس کے ضمن میں لامحدود فضائل و خوبیاں آتی ہیں۔ اللہ تعالی کی ذات سے محبت کے مفہوم میں اس مقام، وقت، اشخاص، اعمال، اقوال، اور ان جیسی ساری ان چیزوں سے محبت کرنا بھی شامل ہے، جن کو اللہ تعالی پسند کرتے ہیں۔

نیز یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالی کی محبت صرف اسی ایک کے لئے خالص و سچی محبت ہو، اور فطری محبت، جیسے بیٹے کی اپنے باپ سے محبت، باپ کی اپنے بیٹے سے محبت، شاگرد کی اپنے استاذ سے محبت، اسی طرح کھانے پینے، شادی کرنے، کپڑے پہننے کی محبت، دوستوں سے محبت وغیرہ اللہ تعالی کی ذات سے محبت کے منافی نہیں ہے۔

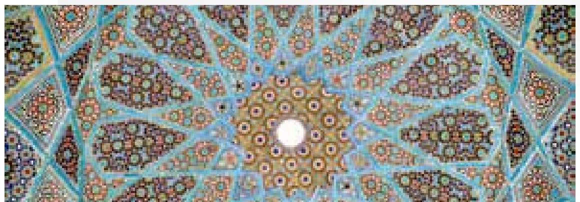

حرام و ناجائز محبت اللہ تعالی کی محبت کے باب میں شرک کے مماثل ہے، جیسے مشرکوں کی اپنے بُت و آقاؤں سے محبت، یا اپنی محبوب چیزوں کو اللہ تعالی کی پسند کردہ چیزوں پر فوقیت دینا، یا اس مقام، وقت، شخص، عمل اور قول کی محبت جس کو اللہ تعالی ناپسند کرتے ہوں، یہ سب امور انحطاط و تنزلی کا سبب ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھراکر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسے محبت اللہ سے ہونی چاہئے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں سخت ہوتے ہیں۔ البقرة: ١٦٥

اللہ تعالی کی ذات سے محبت رکھنے کے چند فضائل:

۱. محبت دراصل وحدانیت کی جڑ ہے، اور وحدانیت کی روح ایک اللہ کی ذات سے خالص محبت رکھنا ہے، بلکہ حقیقت میں محبت تو عبادت کا سرچشمہ ہے، اور وحدانیت اسی وقت مکمل ہوسکتی ہے، جبکہ اللہ تعالی سے بندے کی محبت کامل و مکمل ہو، ساری محبوب چیزوں پر یہ محبت غالب ہو، اور محبتِ الٰہی ساری چیزوں کا محور ہو، اس طور پر کہ بندے کی ساری محبوب چیزیں اسی محبت کے تابع ہو، جو بندے کی سعادت و فلاح کی ضامن ہے۔

۲. پریشانیوں میں بندے کا پُرسکون ہونا؛ چنانچہ محبت رکھنے والا بندہ اپنے آپ میں محبت کی وہ لذت محسوس کرتا ہے، جس کے سامنے ساری پریشانیاں ہیچ ہوجاتی ہیں، بلکہ وہ ان پریشانیوں کو بھول ہی جاتا ہے۔

> اللہ تعالی کی عبادت محبت، خوف اور امید جیسی چیزوں سے بڑھ کر کسی اور چیز سے نہیں کی جاسکتی۔

> اللہ تعالی سے لگاؤ اور اس سے ملنے کا شوق ایک نسیمِ سحر ہے، جس کے دل پر پڑنے والے جھونکوں سے دنیا کی پریشانیاں ختم ہوجاتی ہیں۔

۳. نعمتوں کی معراج اور خوشیوں کی انتہاء: صرف اللہ تعالی کی محبت سے ہی اس کا حصول ممکن ہے، دل کو بے نیازی، اس میں موجودہ فراغ کی تکمیل، اور اس کی بھوک سے سیرابی صرف اللہ تعالی کی محبت اور اس کی طرف رجوع کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر بندے کو لذتوں کے سارے اسباب فراہم ہوجائیں، تو بھی وہ ان سے اس وقت تک مطمئن و مانوس نہیں ہوتا ہے، جب تک کہ اس کو اللہ تعالی کی محبت میسر نہ ہوجائے؛ اس لئے کہ اللہ تعالی کی محبت دلوں کے لئے باعثِ نعمت و سعادت ہے۔ پاک دل، صاف نفس، اور روشن عقل رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالی کی ذات سے محبت و انسیت، اور اس کی ملاقات کے شوق سے زیادہ کوئی چیز زیادہ خوشی، زیادہ اچھی، زیادہ لذیذ، اور زیادہ میٹھی نہیں ہے۔ جو مٹھاس مومن اپنے دل میں محسوس کرتا ہے، وہ ہر قسم کی مٹھاس سے زیادہ بلند ہے۔ محبتِ الٰہی سے جو سعادت و خوشی مومن محسوس کرتا ہے، وہ ساری نعمتوں سے زیادہ کامل و مکمل ہے، اور جو لذت مومن کو میسر ہے، وہ ساری لذتوں سے زیادہ عمدہ ہے۔

"تین خصلتیں جس کسی شخص میں پائی جائیں گی، وہ ضرور ایمان کی مٹھاس محسوس کرلے گا: اس کے دل میں اللہ تعالی اور اس کا رسول ان دونوں کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔ انسان اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اسی طرح ناپسند کرے، جس طرح کہ وہ آگ میں گرنا پسند نہیں کرتا ہے"۔

اس حدیث کو امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے روایت کیا۔

روئے زمین پر اس انسان سے زیادہ بد بخت کوئی اور نہیں ہے، جو اللہ تعالی کی ذات سے انسیت اور اس کے ذکر سے طمانینت کی نعمت سے محروم ہو۔

اللہ تعالی کی محبت پیدا کرنے والے اسباب:

ہمارا پروردگار اُس سے محبت کرنے والوں اور اس سے قربت حاصل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، اور اللہ تعالی کی محبت پیدا کرنے والا سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے ساری مخلوق سے زیادہ محبت کرے۔ اللہ تعالی کی محبت پیدا کرنے والے اسباب کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

۱. قرآن کریم کی غور و فکر، سمجھ بوجھ اور اس کی مراد کو سمجھتے ہوئے تلاوت کرنا۔ جو شخص اللہ کی کتاب کی تلاوت کو اپنا شغلِ شاغل بنالے اور اس پر عمل کرے، تو اس کا دل اللہ کی محبت سے آباد ہوجاتا ہے۔

۲. فرائض کی ادائیگی کی بعد نوافل کے ذریعے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنا: "میرا بندہ نفلی عبادتوں کے ذریعے مجھ سے قربت حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، وہ آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اور وہ پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے، تو میں اس کو عطا کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، تو میں اس کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں"۔ حدیثِ قدسی۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۳. زبان و دل، اور عمل و کردار سے ہر حال میں اللہ تعالی کا دائمی طور پر ذکر کرنا۔

۴. اپنی نفسانی خواہشات اور رغبتوں کے سامنے اللہ تعالی کی محبوب چیزوں کو فوقیت دینا۔

جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔ المائدۃ: ۴۵

۵. اللہ تعالی کے اسماء و صفات اور اس کی معرفت کو ہمیشہ دل میں مستحضر رکھنا۔

۶. اللہ تعالی کی طرف سے ملنے والی ظاہری و باطنی نعمتوں، اس کے احسانوں اور اس کے خیر کو ہمیشہ مدِ نظر رکھنا۔

۷. اللہ تعالی کے روبرو دل کی گہرائیوں کے ساتھ عاجزی اختیار کرنا۔

۸. رات کے آخری تہائی حصے میں، جبکہ اللہ تعالی آسمانِ دنیا پر اتر آتے ہیں، اللہ تعالی کے ساتھ تنہائی میں مناجات کرنا۔ تنہائی میں اللہ تعالی کے روبرو گڑگڑانا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا، حالتِ نماز میں کھڑے ہوکر اس کا ادب و احترام کرنا، پھر توبہ و استغفار سے اپنی عبادت کو ختم کرنا۔

۹. سچے و مخلص لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا، ان کی اچھی اچھی باتوں سے عبرت حاصل کرنا، جس طرح سے کہ اچھے اچھے پھلوں کو توڑا جاتا ہے۔ اسی وقت بات کرنا، جب اپنی بات حالات کے لئے مزید وضاحت، اور دوسروں کے لئے باعثِ منفعت ہو۔

۱۰. ہر اس چیز سے دور رہنا جو اللہ تعالی اور دل کے درمیان حائل و مانع بنتی ہو۔

اللہ تعالی کی محبت سے بندے کو ملنے والے بعض فوائد:

-اللہ تعالی جس سے محبت کرتے ہیں، اس کو راہِ راست پر چلاتے ہیں، اور اس کو اپنے دربار کا قریبی بناتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالی فرماتے ہیں: میں بندے کے ساتھ میرے بارے میں اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، تو میں اس کے ساتھ ہوجاتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل دل میں یاد کرتا ہے، تو میں بھی اس کو اپنے دل دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ بھری جماعت میں مجھے یاد کرتا ہے، تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے، تو میں اس سے ایک ہاتھ برابر قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے ہاتھ برابر قریب ہوتا ہے، تو میں اس سے میٹر برابر قریب ہوتا ہو، اور اگر وہ میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے، تو میں اس کی پاس دوڑتے ہوئے چلا آتا ہوں"۔ صحیح بخاری

بندہ جتنا اپنے پروردگار کا خوف رکھتا ہے، اسی قدر وہ اخروی ہدایت کے درجات چڑھتا جائے گا۔ اللہ تعالی بندے سے جتنی زیادہ محبت کرتا ہے، اسی قدر وہ اس کو راہِ راست پر چلاتا ہے، اور بندہ جس قدر راہِ راست پر گامزن رہتا ہے، اسی قدر اس کے اندر تقوی پیدا ہوگا۔

-اللہ تعالی جس بندے سے محبت کرتا ہے، اس کے لئے زمین پر قبولیت مقدر کردیتا ہے:

اللہ کے محبوب بندے کے لئے قبولیت کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ اس کی طرف جھکے چلے آئیں گے، اس سے خوش رہیں گے، اس کی مدح سرائی کریں گے، اور ہر چیز اس سے محبت کرنے لگے گی، ہاں کافر اس سے محبت نہیں کرے گا، اس لئے کہ کافر نے تو اللہ تعالی کی محبت ہی کو دھتکارا ہے، تو پھر کیسے وہ اللہ کے محبوب بندوں سے محبت کرے گا؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً اللہ تعالی جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے، تو جبرئیل سے یہ کہتا ہے کہ میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر وہ آسمانوں میں صدا دیتے ہیں کہ سن لو، اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں، لہذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر اس بندے کے لئے زمین میں قبولیت مقدر کردی جاتی ہے"۔
اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

نیز جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں، تو اپنی خاص عنایت و کرم سے اس کو ڈھانک لیتے ہیں، ہر چیز کو اس کے لئے فرمانبردار بنادیتے ہیں، ہر مشکل کو آسان بنادیتے ہیں، ہر مسافت قریب کردیتے ہیں، اور دنیوی معاملات آسان کردیتے ہیں، چنانچہ وہ اپنے معاملات میں کوئی پریشانی یا تکلیف کا احساس نہیں کرتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: بیشک جو ایمان لائے ہیں، اور جنھوں نے شائستہ اعمال کئے ہیں ان کے لئے اللہ رحمن محبت پیدا کردے گا۔ مریم: ۹۶

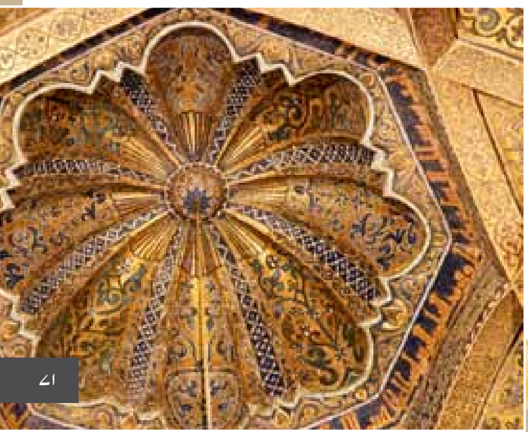

-جب اللہ تعالی کسی کو اپنا محبوب بناتے ہیں، تو ہمیشہ وہ اس کے ساتھ رہتے ہیں: جب اللہ تعالی کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں، تو وہ ہمیشہ اپنی عنایت و کرم سے اس کو گھیرے رکھتے ہیں، اور اس بندے پر کسی ایسے شخص کو مسلط ہونے نہیں دیتے ہیں، جو اس کو تکلیف یا اذیت پہنچائے۔ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالی نے کہا: جو میرے محبوب سے دشمنی کرے، میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ فرائض سے ہٹ کر میری محبوب چیزوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ جب بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے، تو اس سے زیادہ میرے لئے کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔ میرا بندے نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنے کی سعی میں لگا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، وہ آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اور وہ پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے، تو میں اس کو عطا کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، تو میں اس کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔ اور میں اپنے فیصلوں میں سے کسی بھی چیز کے کرنے میں اس قدر پس و پیش کا شکار نہیں ہوتا ہوں، جس قدر کہ مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہوں، کیونکہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے، اور مجھے اس کو تکلیف پہنچانا ناپسند ہے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

سچا ایمان روح کی غذاء اور خوشیوں کا محور ہے، اور اللہ تعالی کی ذات کا انکار کرنا روح کے لئے موت سے پہلے موت اور غموں کا مرکز ہے۔

-اللہ تعالی جس کو اپنا محبوب بنالیتا ہے، اس کی دعائیں قبول کرتا ہے: مومن بندوں سے اللہ تعالی کی محبت کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالی ان کی دعائیں قبول کرتا ہے، اور محض ہاتھ اٹھاکر اس سے مانگنے اور "یا رب" کہنے پر ہی ان پر اپنی نعمتوں کی بارش برسا دیتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں، اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔ البقرة: ١٨٦

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقینا اللہ تعالی زندہ اور سخی ہے، اس کو اس بات سے حیاء محسوس ہوتی ہے کہ کوئی بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے اور وہ اس کو خالی ہاتھ لوٹادے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

جب اللہ تعالی کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں، تو فرشتوں کو ان کے لئے مغفرت کا طلب گار بنادیتا ہے: فرشتے اس شخص کے لئے مغفرت کے طالب رہتے ہیں جس سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں، اور اس کے لئے اللہ تعالی سے نزولِ رحمت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے

گھیر رکھا ہے، پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔ غافر: ٧

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: قریب ہے آسمان ان کے اوپر سے پھٹ پڑیں۔ اور تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کر رہے ہیں، زمین والوں کے لیے استغفار کر رہے ہیں۔ خوب سمجھ رکھو کہ اللہ تعالی ہی معاف فرمانے والا رحمت والا ہے۔ الشوریٰ: ٥

جب اللہ تعالی کسی کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں، تو خاتمہ بالخیر کی نعمت سے اس کو نوازتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جب اللہ تعالی کسی بندے سے بھلائی کا اردہ رکھتے ہیں، تو اس کی زندگی میں مٹھاس پیدا کردیتا ہے۔ پوچھاگیا کہ مٹھاس پیدا کرنے کا کیا مطلب؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ: اللہ تعالی اس کے لئے موت سے پہلے نیک اعمال کے دروازے کھول دیتا ہے، اور اسی پر اس کو موت ہوتی ہے"۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

-جب اللہ تعالی کسی کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں، تو موت کے وقت اس کو مامون رکھتے ہیں:

جب اللہ تعالی کسی کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں، تو دنیا میں اس کو امن و امان، اور موت کے وقت اس کو ثابت قدمی و راحت کی دولت سے نوازتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالی فرشتوں کو اس کے پاس بھیجتے ہیں، جو بسہولت و آسانی اس کی روح قبض کرتے ہیں، موت کے وقت اس کو استقرار عطاء کرتے ہیں، اور جنت کا مژدہ اسے سناتے ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے(یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو۔ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دئے گتے ہو۔ فصلت: ٣٠

-جب اللہ تعالی کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں، تو ہمیشہ کے لئے اس کا ٹھکانہ جنت بنادیتے ہیں:

جو اللہ کا محبوب بن جائے، آخرت میں اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔ آخرت میں اللہ تعالی کا جو لطف و کرم اپنے محبوب بندوں پر ہوگا، اس کا خیال نہ کسی بشر کے دل میں کبھی پیدا ہوا ہے، اور نہ کبھی ہوگا؛ کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے محبوب بندوں کے لئے ایسی جنت کا وعدہ کیا ہے، جس میں انسانی چاہت کے مطابق ہر چیز ہوگی، جیساکہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالی فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں رکھی ہیں، جن کو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا ہے۔ اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرلو: کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ رکھی ہے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

دنیا کی خوبصورتی صرف اللہ تعالی کی محبت و اطاعت میں پنہاں ہے، اور جنت کا جمال اللہ تعالی کے دیدار میں مضمر ہے۔

اللہ تعالی کا محبوب بندہ بننے کا ایک ثمرہ یہ ملتا ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے دیدار سے بہرہ ور ہوتا ہے:

اللہ تعالی اپنے محبوب بندوں کے لئے اپنے نور کے ساتھ تجلی فرمائیں گے، چنانچہ یہ لوگ اس سے زیادہ محبوب چیز کبھی نہیں دیکھیں گے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی گئی کہ آپ نے ایک چاندنی رات میں چاند کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: یقیناً تم اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھوگے، جس طرح سے کہ آج تم یہ چاند دیکھ رہے ہو۔ اگر تم طلوعِ شمس اور غروبِ شمس سے پہلے والی نمازوں کو فوت ہونے نہ دے سکو، تو ضرور ایسے ہی کرو، یعنی فوت ہونے نہ دو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی: اور اپنے رب کی تسبیح تعریف کے ساتھ بیان کریں سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی۔ صحیح بخاری

محبت کے باب میں کچھ ہدایات و احکام:

١. بندے کا اللہ تعالی کے محبوب بن جانے سے بلائیں و آزمائش اس سے دور نہیں ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک آزمائش جتنی زیادہ بڑی ہوگی، اسی قدر بدلہ بھی بڑا ملے گا۔ یقیناً جب اللہ تعالی کسی قوم کو اپنا محبوب بناتا ہے، تو اس کو آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے، اب جو ان آزمائشوں سے راضی و خوش رہے، تو اس کو اللہ کی رضامندی حاصل ہوگی، اور جو ناراض رہے، اس کے مقدر میں اللہ کی ناراضگی ہوگی"۔

س حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی بندے کو طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے، یہاں تک کہ گناہوں سے اس کو پاک کردیتا ہے، اور اس دنیا کی محبت سے اس کے دل کو خالی کردیتا

ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: یقیناً ہم تمہارا امتحان کریں گے تاکہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کردیں اور ہم تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کرلیں۔ محمد: ٣١

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے۔ اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے، جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

البقرة: ١٥٥-١٥٧

٢. بندے کا اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنا محبت کی کمی اور زوال کا سبب ہے۔ محبت کے لئے بھی بالکل ایمان کی طرح کچھ اصول اور کچھ کمالات ہیں۔ چنانچہ گناہوں کے بقدر ان کمالات میں کمی آجاتی ہے، اور جب انسان شک اور نفاقِ اکبر کے مرحلے میں داخل ہوجائے، تو محبت کی جڑ ہی اکھڑ آتی ہے، اور محبت ناپید ہوجاتی ہے۔ جس شخص کے دل میں اللہ تعالی کی محبت نہ ہو، وہ کافر، مرتد اور منافق ہے، دین میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ جہاں تک گنہگار لوگوں کی بات ہے، تو ان کے بارے میں یہ کہنا ناممکن ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالی کی محبت نہیں ہے، البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی سے ان کی محبت ناقص ہے، اور اسی نقص و کمی کے بنیاد پر ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے، تو اللہ تعالی کسی دوسری قوم کو پیدا کرتے، جو گناہ کرتی، اور اللہ تعالی ان کی مغفرت کرتے" اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

آزادی کا مطلب دل کا شرک، شبہات اور شہوتوں سے آزاد ہونا، اور بندگی کا مطلب دل کی غلامی ہے، یعنی دل اللہ تعالی کے علاوہ کسی کی غلامی نہ کرے"

٣. اللہ تعالی کی محبت اس فطری محبت کے منافی نہیں ہے، جس کی طرف انسانی نفس مائل ہوتا ہے، جیسے کھانے، پینے اور عورتوں وغیرہ کی محبت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے لئے دنیا کی چیزوں میں عورت اور حلال و پاک مال کو محبوب بنایا گیا"۔

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

تو معلوم یہ ہوا کہ دنیا میں کچھ ایسی چیزیں ہیں، جن سے محبت کرنا شرک نہیں ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محبت کی ہے، اور اسی لئے انسان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دنیا کی چیزوں سے محبت کرے، بشرطیکہ وہ حرام نہ ہوں۔

٤. جو شخص کسی انسان سے اس قدر محبت کرے، جیساکہ اللہ تعالی سے محبت کی جاتی ہے، تو وہ مشرک ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھراکر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے۔ اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالی سخت عذاب دینے والا ہے(تو ہرگز شرک نہ کرتے) البقرة: ١٦٥

اس آیت کریمہ میں اس شخص کے حق میں سخت وعید آئی ہے، جو عبادت و عظمت کے باب میں کسی انسان کو اللہ تعالی کے مساوی مانے۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالی کا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے لئے کسی سے محبت کی جائے ،اور اسی کے لئے کسی سے نفرت کی جائے"۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالی اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالی فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ التوبة: ٢٤

اس آیت میں اس شخص کے حق میں سخت وعید آئی ہے، جس کی نظر میں یہ آٹھ امور اللہ تعالی کی محبت سے زیادہ عزیز ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ مجھے اپنی اولاد، والدین اور سارے لوگوں سے زیادہ اپنا محبوب نہ بنالے"۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٥-مومنوں کے بجائے مشرکوں سے محبت اور ان سے دوستی کرنا اللہ تعالی کی ذات سے محبت کے منافی ہے، کیونکہ مشرک شرک میں مبتلا ہے، اور اس کا مذہب اسلام نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ کے لئے محبت کرنا اور اسی کے لئے نفرت رکھنا ایمان کے اصولوں میں سب سے زیادہ اہم اصول ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

مومنوں کو چاہئے کہ ایمان والوں کو چھوڑکر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں، اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالی کی کسی بھی حمایت میں نہیں، مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو، اور اللہ تعالی ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔ آلِ عمران: ٢٨

اللہ تعالی نے مومنوں کو کافروں کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کیا، اوربڑی تاکید کے ساتھ یہ بیان کیا کہ جو ان سے دوستی کرتا ہے، تو وہ کسی بھی طرح سے اللہ تعالی کی ولایت و ذمہ داری سے خارج ہے؛ کیونکہ محبوب سے دوستی کرنا اور اس کے دشمن سے بھی دوستی کرنا یہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے منافی ہیں: مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو۔ آلِ عمران: ٢٨

اللہ تعالی نے کافروں سے دوستی کرنے کی اس وقت چھوٹ دی ہے، جبکہ مومن کو اس بات کا خوف ہو کہ کافر دوستی کے بنا ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کریں گے، تو اس جیسی حالت میں ظاہری طور پر ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنا جائز ہوگا، لیکن شرط یہ ہوگی کہ دل ایمان سے مطمئن ہو، اور دل میں کفر سے کراہت پائی جاتی ہو، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ النحل: ١٠٦

محبت کی روشنی اور چمک:

جب ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیوی زندگی اور اللہ تعالی سے ملاقات کے درمیان اختیار دیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلکہ مجھے تو رفیقِ اعلی سے ملنا ہے"۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی محبت، اور اس سے ملاقات کی چاہت کو پسند فرمایا، بلکہ دنیا کی لذتوں، خواہشوں اور ساز و سامان پر محبتِ الہی کو ترجیح و فوقیت دی۔

اللہ تعالی کی ذات سے محبت کی علامت یہ ہے کہ زبان ہمیشہ اس کے ذکر سے تر رہے، اور دل میں ہمیشہ اس سے ملنے کی رغبت ہو، کیونکہ اصول ہے کہ جو جس چیز سے محبت کرتا ہے، اس کو وہ بکثرت یاد کرتا ہے، اور اس سے ملاقات کا شوقین رہتا ہے۔

ربیع بن انس

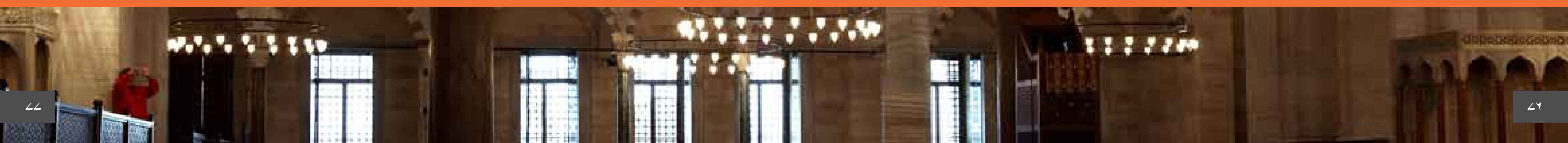

مراجعه

۱. محبت کی تعریف بیان کرو؟

۲. اپنے آپ پر اور اپنی زندگی پر اللہ تعالی سے اپنی محبت کے نتیجے میں پڑنے والے اثرات کا شمار کروائیں۔

۳. اللہ تعالی سے خوف یا امید کے بناء صرف اس سے محبت کی بنیاد پر اس کی عبادت کرنا ممکن ہے؟ اپنے جواب کو انبیاء کرام کے احوالِ زندگی سے تقویت پہنچائیں۔

۴. جب بندہ اللہ تعالی کا محبوب بن جاتا ہے، تو اس کو کیا حاصل ہوتا ہے؟

۵. اپنی معلومات کے مطابق اللہ تعالی کے اسماء و صفات اور اس کی محبت کے درمیان پائے جانے والا تعلق بیان کریں۔

https://www.with-allah.com/ur

۲- آس و امید:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسانیاں پیدا کرو اور مشقتوں میں نہ ڈالو۔ اچھی اچھی باتیں سناؤ، اور نفرتیں نہ پھیلاؤ۔ (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔)

امید کا مفہوم:

امید یہ ہے کہ:

اللہ تعالی کی موجودگی، اور اس کے فضل و کرم کا دائمی احساس کیا جائے، اللہ تعالی کے احسانات و انعامات دیکھ کر خوش رہا جائے، اور اللہ تعالی کی ان نعمتوں پر اعتماد رکھا جائے۔ امید نغمہ گو رہبر ہے، جو دلوں کو اللہ اور اس کی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا۔ النساء: ۱۱۰

امید کی اقسام:

امید کی تین اقسام ہیں، اس کی دو قسمیں قابلِ تعریف، اور ایک قسم لائق مذمت ہے:

۱. اس شخص کی امید جو اللہ تعالی کے نازل شدہ نور کی روشنی میں اس کی اطاعت و بندگی کرتا ہو اور اللہ تعالی سے ثواب کی امید رکھتا ہو۔

۲. اس شخص کی امید جو گناہوں کا مرتکب ہو، پھر اپنے گناہوں سے توبہ کرچکا ہو۔ وہ شخص اللہ تعالی سے مغفرت، گناہوں کو مٹانے، درگذر کرنے اور ان گناہوں کو چھپانے کی امید رکھتا ہو۔

۳. اس شخص کی امید جو گناہوں اور نافرمانیوں میں حد سے گذرگیا ہو۔ ایسا شخص بنا کسی ذاتی عمل کے اللہ تعالی سے رحمت و مغفرت کی امید رکھتا ہو۔ یہ امید ایک دھوکہ، غلط آرزو اور جھوٹی امید ہے، جو کبھی قابلِ تعریف امید شمار نہیں ہوگی، اور جو امید مومن بندوں کے دلوں میں ہوتی ہے، وہ عمل کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں: البتہ ایمان لانے والے، ہجرت کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں، اللہ تعالی بہت بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔ البقرة: ۲۱۸

امید کے درجات:

امید کے کئی درجات ہیں۔ ان درجات کے اعتبار سے ایک بندہ دوسرے سے بلند ہوتا ہے۔ وہ درجات یہ ہیں:

۱. ایسی امید جو عبادت میں جدوجہد کرنے پر ابھارے، اور چاہے عبادت مشقت بھری ہو، پھر بھی انسان کے اندر عبادت کے لئے کھڑے ہونے کو محبوب بنائے؛ اور گناہوں و منکرات سے دور رکھے۔

۲. عبادت کے لئے جدوجہد کرنے والوں کی اپنے نفس کی محبوب چیزوں، اس کی عادتوں، اور اپنے پروردگار و خالق کی مراد سے دور رکھنے والی اشیاء کو چھوڑنے، اور اپنے پروردگار کے لئے دلوں میں اتحاد پیدا کرنے والی چیزوں کی امید رکھنا۔

۳. اصحابِ دل (متقین و اولیاء) کی امید: وہ یہ کہ اپنے پروردگار و جِلا بخشنے والی ذات سے ملاقات کی امید، نیز دلی طور پر صرف اسی سے لگاؤ کی امید رکھی جائے۔ امید کی یہ قسم سب سے اعلی و افضل ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ الکہف: ۱۱۰

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: جسے اللہ کی ملاقات کی امید ہو پس اللہ کا ٹھرایا ہوا وقت یقیناً آنے والا ہے، وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ العنکبوت: ۵

جو جس چیز کی امید رکھتا ہے، وہ اس کا طلبگار ہوتا ہے۔

امید کا اللہ تعالی کی معرفت اور اس کے اسماء و صفات سے ربط:

امید کرنے والا وہ انسان جو مستقل مزاجی کے ساتھ مطیع و فرمانبردار ہو اور ایمان کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو، وہ اللہ تعالی سے امید رکھتا ہے کہ اللہ اس کو گمراہی سے دور رکھے، اس کے اعمال قبول کرے، اعمال کو اس کے مُنہ پر واپس نہ مارے، اور اعمال پر زیادہ سے زیادہ اس کو ثواب عطا کرے۔ ایسا انسان اپنی استطاعت کے مطابق اسباب اختیار کرنے والا ہے، جو اللہ تعالی، اور اس کے اسماء و صفات کی معرفت کے حصول کے لئے اپنے پرورد گار کی رحمت سے امید لگائے بیٹھا ہے۔ اس کا یہ یقین ہے کہ وہ ایسی ذات کے ساتھ تعامل کررہا ہے، جو رحم کرنے والی، محبت کرنے والی، نوازنے والی، کرم کرنے والی، عطا کرنے والی، معاف کرنے والی اور اپنے لطف و عنایت سے نوازنے والی ہے، اور اس دنیا میں اپنے بندوں کے ساتھ شفقت کرنے والی ہے۔ یہ شخص جب بھی اپنے پرورد گار کے دربار میں حاضر ہو، اس وقت وہ اس سے امن و سلامتی کی امید رکھتا ہے۔

امید کے ثمرات:

١. امید رکھنے والے شخص کے دل میں نیک اعمال اور اطاعت کرنے میں جد و جہد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

٢. چاہے حالات بدل جائیں، اور زندگی تنگ ہوجائے، پھر بھی امید رکھنے والا شخص اطاعت و فرمانبرداری کے جذبے کا پابند رہتا ہے۔

٣. امید رکھنے والا شخص ہمیشگی کے ساتھ اللہ تعالی سے لَو لگائے رکھنے، اس کے دربار میں گریہ و زاری کرنے، عاجزی کے ساتھ اس سے مانگنے، اور صرف اسی سے اپنی امید باندھے رکھنے کا عادی ہوجاتا ہے۔

٤. امید سے بندے کی اللہ کے لئے بندگی اور محتاجگی کا اظہار ہوتا ہے، نیز یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے پَل بھر کے لئے بھی بے نیاز نہیں ہے۔

٥. اللہ تعالی کے وجود اور اس کے فضل وکرم کا یقین پیدا ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالی ہر اس شخص سے زیادہ سخی ہے، جس سے مانگا جاتا ہے، اور اس شخص سے زیادہ کرم کرنے والا ہے، جو لوگوں کو دیتا ہے۔ اللہ تعالی اپنے ان بندوں سے محبت کرتا ہے، جو اس سے مانگتے ہیں، اس سے امید لگائے بیٹھتے ہیں، اور اس سے گڑگڑا کر مانگتے ہیں۔

٦. امید بندے کو اللہ تعالی سے محبت کی چوکھٹ پر لا کھڑا کرتی ہے، اور محبت کے اعلی مقام تک لے جاتی ہے۔ چنانچہ جس قدر بندے کے اندر امید کا جذبہ پختہ ہوگا، اور اس کی امیدوں کی برآری ہوگی، اسی قدر وہ اپنے پرورد گار سے مزید محبت کرنے لگے گا، اس کا شکر ادا کرے گا، اور اس سے راضی و خوش رہے گا۔ اور یہی اللہ تعالی کی بندگی کے تقاضے بھی ہیں۔

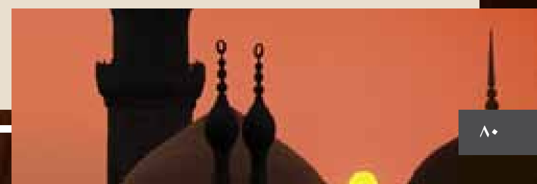

امید رکھنے والا شخص ہمیشہ خوف اور شوق کی دہلیز پر کھڑے ہوکر اللہ کے فضل کا آرزو مند رہتا ہے، اور اس کی ذات سے ہمیشہ اچھا گمان رکھتا ہے۔

مومن وہ ہوتا ہے، جو اپنے پرورد گار کے ساتھ حسنِ ظن رکھتا ہے، اور اس حسنِ ظن کے نتیجے میں اچھے اعمال کرتا ہے، اور گنہگار وہ ہوتا ہے، جو اپنے پرورد گار کے ساتھ برا گمان رکھتا ہے، اور اپنے اس گمان کے نتیجے میں برے اعمال کرتا ہے۔

اللہ تعالی کے ساتھ حسنِ ظن میں یہ شامل ہے کہ آپ یہ یقین کرلیں کہ اللہ تعالی اس شخص کو ہرگز ضائع ہونے نہیں دے گا، جو اس کے دربار سے پناہ کا طالب ہو۔

٧. امید بندے کو مقامِ شکر پر لا کھڑا کرتی ہے؛ اس لئے کہ امید سے بندہ اللہ تعالی کی نعمتوں پر شکر کرنے کا عادی بن جاتا ہے، اور شکر ہی بندگی کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔

٨. اللہ تعالی کے اسماء و صفات کی شناخت ہوجاتی ہے۔ بیشک اللہ تعالی رحیم، کریم، سخی، دعائیں قبول کرنے والا، جمیل، بے نیاز ہے۔ اس پاک ذات کی عظمت کیا ہی عظیم ہے!۔

٩. اپنی آرزوؤں کے حصول کا سبب امید ہے۔ اور حصولِ مطلوب مزید شوق و رغبت، مزید آس لگائے رکھنے، اور اللہ تعالی کے دربار سے مزید مانگنے پر معاون ہوتا ہے۔ نیز اس طرح سے بندہ ہمیشہ اللہ تعالی کی قربت، اور اپنے ایمان میں مزید پختگی محسوس کرتا ہے۔

١٠. مومنوں کو قیامت کے دن اس وقت زیادہ خوشی ہوگی، جب وہ اپنی امیدوں کے مطابق اللہ تعالی کی رضامندی، جنت، اور اللہ تعالی کے دیدار سے نوازے جائیں گے۔ جنت کی یہ ساری نعمتیں بندوں کو اللہ تعالی کی ذات سے امید اور اس کے خوف کے بقدر عطا کی جائیں گی۔

امید کے باب میں کچھ ہدایات و احکام:

١. مومن کے ہاں خوف کے ساتھ امید، اور امید کے ساتھ خوف دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں، اسی لئے ایسے مقامات پر امید رکھنا بہتر ہوتا ہے، جہاں پر خوف رکھنا بھی اچھا ہو: تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ نوح: ١٣

نیز اللہ تعالی نے فرمایا: آپ ایمان والوں سے کہہ دیں کہ وہ ان لوگوں سے درگذر کریں جو اللہ کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے۔ الجاثیۃ: ١٤

یعنی وہ لوگ اللہ تعالی کی طرف سے نازل کئے جانے والے عذاب کا خوف نہیں رکھتے ہیں، جیسا کہ ان سے پہلے والے لوگوں کو اسی عذاب سے ہلاک و برباد کیا گیا تھا۔

٢. امید ایک دواء ہے، جس کی ہمیں درجِ ذیل مقامت پر ضرورت پڑتی ہے:

- ناامیدی جب لوگوں کے دلوں پر حاوی ہوجاتی ہے، تو لوگ عبادتیں چھوڑدیتے ہیں۔

-انسان کے دل پر ڈر اور خوف کا غلبہ رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کی اور اپنے اہلِ خانہ کی ضرر رسانی میں ملوث ہوجاتا ہے، پھر اس کا یہ خوف شرعی حدود کو پھلاندنے پر پِل پڑتا ہے۔ اس جیسے اوقات میں اس کے لئے ایسی چیز کی ضرورت ہے، جو اس کی اصلاح کرے، اور جو اس کے اندر توازن پیدا کرے، اور وہ چیز امید ہے، جو مومن میں فطری طور پر موجود ہوتی ہے۔

۳. امید نا امیدی کی ضد ہے، اور ناامیدی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کو یاد کیا جائے، اور پھر اللہ تعالیٰ سے یہ نعمت طلب کرنے میں دلی طور پر راغب نہ رہا جائے۔ نا امیدی گمراہی اور کفر کا سبب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ یقیناً رب کی رحمت سے نا امید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ یوسف: ۸۷

> اگر ترازو رکھا جائے، اور اس میں مومن کے دل میں پائے جانے والی امید اور ڈر کو تولا جائے، تو یہ دونوں ہم پلّہ رہیں گے۔

> مجھے یہ پسند نہیں کہ میرا حساب میرے والد سے لیا جائے، کیونکہ میرا پروردگار میرے والد سے زیادہ خیرخواہ ہے۔
>
> امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

> عبادت خوف اور امید سے ہی مکمل ہوتی ہے، چنانچہ خوف سے انسان برائیوں سے اپنے آپ کو دور رکھتا ہے، اور امید سے عبادتوں و فرمانبرداری کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔
>
> امام ابن کثیر

مراجعہ

۱. کیا اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھنے میں عمل کا داعیہ پیدا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ کی روشنی میں گفتگو کریں۔ الکھف: ۱۱۰

۲. کیا اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھنے کا مطلب اس کا خوف نہ رکھنا ہے، یا اللہ تعالیٰ کا خوف لازمی طور پر ناامیدی کا سبب ہوتا ہے؟

۳. اپنی معلومات کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بعض وہ اسماء و صفات بتائیں، جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید پیدا ہوتی ہے۔

۳-خوف:

> اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے۔ [آلِ عمران]

خوف کا مطلب:

اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے کا تعلق دل کی بڑی بڑی عبادتوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو۔ آلِ عمران: ۱۷۵

اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ صرف ایک اللہ سے ڈرنا ضروری ہے۔ اور اس بات پر زور دیا گیا کہ اللہ کی ذات سے خوف رکھنا ایمان کے لئے لازمہ ہے؛ چنانچہ بندے کے اندر پائے جانے والے ایمان کے بقدر ہی اس کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، فرماتی ہیں کہ: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت: اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں۔ کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں اے ابوبکر کی بیٹی، اس آیت سے وہ لوگ مراد ہیں جو روزہ رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، صدقہ خیرات کرتے ہیں، اور اس سب کے باوجود ان کے دلوں میں یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں ہماری یہ عبادتیں قبول نہ کی جائیں"۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی کا خوف پیدا کرنے والی چیزیں:

۱. اللہ تعالی کی ذات، اور اس کے اسماء و صفات کا علم رکھتے ہوئے اللہ تعالی کا عظمت و احترام کرنا۔ اور اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے کپکپاتے رہتے ہیں۔ النحل: ۵۰

۲. اس بات کا خوف رکھنا کہ کہیں اس کا آخری ٹھکانہ اس کے پسند کے مطابق نہ ہو، جیسے دوزخ کا دردناک عذاب ہو۔ اور دوزخ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔

۳. اپنے فرائض کے تئیں کوتاہی کا احساس، نیز اللہ تعالی کے اس کے حالات پر مطلع ہونے اور اس کے معاملات پر قدرت رکھنے والا ہونے کا یقین رکھیں، اور کسی بھی گناہ یا نافرمانی کو چھوٹا نہ سمجھیں، بلکہ یہ دیکھیں کی جس کی نافرمانی کی جارہی ہے وہ کتنی عظمت و ہیبت والی ذات ہے۔

۴. اللہ تعالی کے کلام قرآن کریم میں غور و فکر کیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے کئی دھمکیاں اور وعید سنائی گئی ہے، نیز اس شخص کے لئے جو اس کی شریعت سے روگردانی کرتا ہے، اور اللہ کی طرف سے اپنے پاس پہنچنے والے نور ہدایت کو پس پشت ڈالتا ہے۔

۵. اللہ تعالی کے کلام قرآن کریم، اس کے رسول کی حدیث میں غور و فکر سے کام لیا جائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا نصب العین بنائے۔

۶. اللہ تعالی کی عظمت و احترام کا پاس رکھا جائے؛ کیونکہ جو انسان اس بارے میں سوچ و فکر سے کام لیتا ہے، اس کو اللہ تعالی کی صفات سے تعلق پیدا ہوجاتا ہے، اور جس انسان کے دل میں اللہ تعالی کی عظمت پیدا ہوجاتی ہے، تو اس کو اللہ تعالی سے ڈرنے کی حقیقت کا کماحقہ علم ہوجاتا ہے، پھر وہ یقینی طور پر اس سے ڈرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اللہ تعالی تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے۔ آلِ عمران: ۲۸

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالی کی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔ الزمر: ۶۷

اللہ تعالی کا خوف یقینی طور پر اس کی ذات کا علم پیدا کرتا ہے، اور یہ علم اللہ تعالی کی خشیت کا لازمی سبب بنتا ہے، اور خشیت اللہ تعالی کی اطاعت کا اہم ذریعہ ہے۔

۷. موت اور اس کی شدت کو یاد رکھا جائے اور یہ یقین رکھا جائے کہ موت سے چھٹکارہ نہیں ہے۔ کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمہیں پہنچ کر رہے گی۔ الجمعۃ: ۸

یہ سب مذکورہ بالا چیزیں اللہ تعالی کا خوف پیدا کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لذتوں کو ختم کرنے والی چیز موت کو بکثرت یاد کرو؛ کیونکہ جو بھی زندگی کی تنگدستیوں میں اس کو یاد کرتا ہے، تو اس کے لئے کشادگیوں کے راستے پیدا ہوجاتے ہیں، اور جو شخص خوشحالیوں میں موت کو یاد کرتا ہے، تو موت اس کی زندگی کو تنگ کردیتی ہے"۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۸. موت کے بعد والی زندگی، قبر اور اس کے دردناک عذاب کے بارے میں سوچا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا، لیکن اب تم قبروں کی زیارت کرو، کیونکہ قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے، اور آخرت کو یاد دلاتی ہے"۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے کنارے پر تشریف فرما ہوئے، اور رونے لگے، یہاں تک کہ زمین تر ہوگئی، پھر فرمایا: اے میرے بھائیو اس جیسی چیز کے لئے تم اپنے آپ کو تیار رکھو"۔ اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں: لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچاسکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سا بھی نفع کرنے والا ہوگا (یاد رکھو) اللہ کا وعدہ سچا ہے، (دیکھو) تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) تمہیں دھوکے میں ڈال دے۔ لقمان: ۳۳

۹. لوگ جن گناہوں کو معمولی سمجھ بیٹھے ہیں، اس کے بارے میں غور و فکر کریں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان جیسے گناہوں کی ایسی قوم کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جس نے کسی گھاٹی میں پڑاؤ ڈالا ہو، پھر ان میں سے ہر ایک شخص لکڑیاں لانے لگے، یہاں تک کہ ان کے پاس اتنی لکڑی اکٹھا ہوجائے جس سے کہ وہ اپنی روٹیاں سکنے لگیں۔ یاد رہے کہ لکڑیاں اکٹھا کرنے و آگ جلانے، اور گناہ و گنہگاروں کی چمڑیاں جلنے کے درمیان گہرا تعلق ہے: جب ان کی کھالیں پک جائیں گی۔ النساء: ۵۶

۱۰. بندہ یہ یقین رکھے کہ اس کے درمیان اور توبہ کے درمیان اچانک آنے والی موت آڑے ہوگی، اور اس وقت حسرت و افسوس بے سود ہوگا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: یہاں تک کہ ان میں سے جب کسی کو موت آنے لگتی ہے، تو کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھے واپس لوٹادے۔ المومنون: ۹۹

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: تو انہیں اس رنج و افسوس کے دن کا ڈر سنادے۔ مریم: ۳۹

۱۱. برے انجام کے بارے میں سوچیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: فرشتے ان کے منہ پر اور سرینوں پر مار مارتے ہیں۔ الانفال: ۵۰

۱۲. ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں، جن سے آپ کے اندر اللہ کا خوف و خشیت پیدا ہو، اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں اور اسی کے چہرے کے ارادے رکھتے ہیں (رضامندی چاہتے ہیں) الکھف:

اللہ تعالی کی ذات سے کیا جانے والا خوف دو چیزوں سے مربوط ہے:

الف: اللہ تعالی کے عذاب کا خوف:

وہ عذاب جس سے اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک بنانے والوں، اس کی نافرمانی کرنے والوں اور اللہ تعالی کی اطاعت و بندگی سے دور رہنے والوں کو دھمکایا گیا ہے۔

ب: اللہ تعالی کی ذات کا خوف:

یہ خوف علماء اور اللہ تعالی کی ذات کی معرفت رکھنے والوں کے اندر پایا جاتا ہے: اور اللہ انہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ آل عمران: ۲۸

اللہ تعالی کی معرفت جس قدر زیادہ ہوگی، اسی قدر اللہ کا خوف بھی زیادہ ہوگا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ فاطر: ۲۸

اس لئے کہ جب ان کے اندر اللہ کی ذات، اس کے اسماء و صفات کی معرفت کمال تک پہنچ گئی، تو انہوں نے خوفِ الہی کو ترجیح دی، پھر اس کے اثر سے ان کے

جب اللہ تعالی کی ذات کا خوف دل میں گھر کر جائے، تو وہ دل میں پائے جانے والی شہوتوں کی دنیا جلادیتا ہے، اور خواہشات کو دور رکھتا ہے۔

دل امڈ پڑے، اور یہی اثر ان کے اعضاء و جوارح سے ظاہر ہونے لگا۔

اللہ تعالی کی ذات سے خوف رکھنے پر ملنے والے فوائد:

الف: دنیا میں:

۱. زمین پر قدرت و غلبہ پیدا کرنے، اور ایمان و سکون میں زیادتی کا ایک سبب ہے، اس لئے کہ جب تمہیں وعدے کے مطابق کوئی چیز مل جائے، تو تمہارا اعتماد اور بڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تمہیں ملک بدر کردیں گے یا تم پھر سے ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ، تو ان کے پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ان ظالموں کو ہی غارت کردیں گے۔ اور ان کے بعد ہم خود تمہیں اس زمین میں بسائیں گے۔ یہ ہے ان کے لئے جو میرے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر رکھیں اور میری وعید سے خوفزدہ رہیں۔ ابراھیم: ۱۳-۱۴

۲. خوف نیکی کرنے، اخلاص پیدا کرنے، اور دنیا میں کسی بدلے کا طلبگار نہ بننے پر ابھارتا ہے، کیونکہ آخرت میں ملنے والے بدلے میں تو کوئی کمی ہونے والی نہیں ہے۔

ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالی کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکرگذاری۔ الانسان: ۹-۱۰

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: ان گھروں میں جن کے بلند کرنے اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے، وہاں صبح و شام اللہ تعالی کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہوجائیں گی۔ النور: ۳۶-۳۷

یعنی بے چین و بے قرار ہوجاتے ہیں، اور یہی وہ چیز ہے، جس پر عمل ابھارتا ہے۔ یہ لوگ نجات کے امیدوار ہیں، ہلاکت و بربادی کا انہیں خدشہ ہے، اور یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں انہیں اپنا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں نہ دے دیا جائے۔

جب اللہ تعالی کی ذات کا خوف دل میں گھر کر جائے، تو یہ خوف دل میں پائے جانے والی شہوتوں کی دنیا جلادیتا ہے، اور خواہشات کو دل سے دور رکھتا ہے۔

جو اللہ تعالی کا خوف رکھتا ہے، تو خوف ہر بھلائی کی طرف اس کی رہبری کرتا ہے۔

ب- آخرت میں:

۱. بندہ قیامت کے دن عرش کے سائے تلے ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "۔ ۔ ۔ ۔اور وہ انسان جس کو کسی صاحبِ منصب و خوبصورت خاتون نے زنا کی دعوت دی، اور وہ یہ کہے کہ میں اللہ تعالی کا خوف رکھتا ہوں ۔ ۔ ۔"

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے یہ جملہ کہتا ہے، تاکہ وہ خاتون کو اس کے برے ارادے سے دور رکھے، اپنے آپ کو بھی یہ یاد دلائے، اپنے فیصلے پر اٹل رہے، اور اپنے اصولوں سے رجوع نہ کرے۔ "۔ ۔ ۔ اور وہ انسان جو تنہائی میں اللہ تعالی کو یاد کرے، اور اس کی آنکھیں بَھ نکلی ہوں ۔ ۔ ۔"

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

آنسو بہانے والا خوف اس بات کا متقاضی ہے کہ قیامت کے دن اس آنکھ کو آگ نہ چھوئے۔

۲. خوف مغفرت کا سبب ہے، اس کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے: "آپ سے پہلی والی اقوام میں ایک شخص تھا، جس کو اللہ تعالی نے مال کی نعمت سے نوازا تھا، جب وہ حالتِ نزع میں تھا، اس وقت اس شخص نے اپنی اولاد سے یہ کہا: میں تمہارے لئے کیسا باپ رہا؟ تو بچوں نے کہا: آپ ہمارے بہت اچھے باپ تھے۔ اس نے کہا: یقیناً میں نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی ہے، لہذا جب میں مرجاؤں، تو میری نعش کو جلادو، پھر اس کی راخ کو اکٹھا کرکے تیز ہواؤں میں اس کو اڑادو۔ چنانچہ بچوں نے ایسے ہی کیا۔ پھر اللہ تعالی نے اس شخص کی راخ کو اکٹھا کیا، پھر اس سے کہا: کس بناء پر تم نے ایسا کیا تھا؟ تو وہ شخص جواب دیتا ہے: آپ کے خوف کی بناء پر، تو اللہ تعالی اس کو اپنے آغوشِ رحمت میں لے لیتے ہیں"۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی نے جہالت کی وجہ سے اس کو معذور سمجھا، اور اس شخص کے دل میں اپنے پروردگار سے پائے جانے والے خوف نے اس کو شفاعت کا مستحق بنادیا، ورنہ جو شخص موت کے بعد جِلائے جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

۳. خوف انسان کو جنت کی طرف لے جاتا ہے؛ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جس میں خوف پیدا ہوگیا، وہ داخل ہوگیا، اور جو داخل ہوگیا، وہ اپنے منزلِ مقصود کو پالیا۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالی کی پونجی بہت قیمتی ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالی کی پونجی جنت ہے"۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۴. قیامت کے دن ملنے والا امن و امان۔ اللہ تعالی حدیثِ قدسی میں فرماتے ہیں: "میری عزت و جلال کی قسم میں میرے بندے کے حق میں دو خوف اور دو سکون اکٹھا کرنے کا فیصلہ نہیں کرتا ہوں۔ چنانچہ جب وہ دنیا میں مجھ سے خوف کرنے والا ہوگا، تو میں قیامت میں اس کو بے خوف رکھوں گا۔ اور جب وہ دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف تھا، تو قیامت کے دن میں اس کے دل میں خوف ڈال دوں گا۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۵. خوف سے بندہ ان صفات کا حامل ہوجاتا ہے ، جس کا ذکر اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کے بارے میں کیا ہے، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان (سب کے) لئے اللہ تعالی نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

الاحزاب: ۳۵

یہ سب بڑے مرتبے والی صفات ہیں، جس کے حصول کی کوشش کی جاتی ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے۔ السجدۃ: ۱۶ - ۱۷

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں [عبادت میں] گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو، [اور جو اس کے برعکس ہو برابر ہوسکتے ہیں] بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔ [اپنے رب کی طرف سے]۔ الزمر: ۹

اللہ تعالی یہ بھی فرماتے ہیں: اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، بیشک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں۔ المعارج: ۲۷-۲۸

اللہ تعالی نے اپنے مقرب بندوں، یعنی انبیاء کی تعریف کی؛ کیونکہ وہ سب اپنے دلوں میں اللہ تعالی کا خوف رکھتے تھے: یہ بزرگ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ طمع اور خوف سے پکارتے تھے۔ الانبیاء: ۹۰

بلکہ فرشتے بھی اپنے پروردگار کا خوف رکھتے ہیں: اور اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے کپکپاتے رہتے ہیں، اور جو حکم مل جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ النحل: ۵۰

۲. اللہ تعالی کی خوشنودی: اللہ تعالی ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔ البینۃ: ۸

معرفتِ الٰہی رکھنے والوں کے دلوں میں پایا جانے والا خوف:

معرفتِ الٰہی رکھنے والے لوگ اپنے نیک اعمال اور اللہ تعالی کی ذات سے امید باندھے رکھنے کے باوجود اللہ تعالی کا خوف رکھتے ہیں، اور سب سے زیادہ اس کی خشیت اپنے اندر رکھتے ہیں؛ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

-حالتِ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آہ و زاری، یہاں تک کہ رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سینے سے ایک آواز سنی جاتی تھی، جس طرح کہ ہانڈی کے ابلنے سے آواز آتی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، ابوداود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

-حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی زبان پکڑتے تھے، اور کہتے تھے: "اسی نے مجھے ہلاکت و بربادی میں ڈال رکھا ہے"۔

نیز کہا کرتے تھے: "کاش کہ میں کوئی ایسا درخت ہوتا، جس کو کھالیا جاتا"۔

-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے: "کاش کہ میں کوئی قابلِ ذکر چیز ہی نہ ہوتا۔ کاش کہ میری ماں مجھے جنی ہی نہ ہوتی"۔

حضرت عمر کہتے تھے: "اگر بھولا بھٹکا جانور نہر فرات کے کنارے مرجائے، تو بھی مجھے یہ خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں اللہ تعالی مجھ سے اس کے بارے میں سوال نہ کرلے"۔

نیز کہا کرتے تھے: "اگر آسمان سے منادی یہ صدا لگائے کہ: اے لوگو تم سب جنت میں داخل ہونے والے ہو، سوائے ایک شخص کے، تو ضرور مجھے یہ خوف لگا رہے گا کہ کہیں وہ ایک شخص میں ہی نہ رہوں"۔

-عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

میری یہ چاہت ہے کہ اگر میں مرجاؤں، تو دوبارہ اٹھایا نہ جاؤں۔

یہی وہ حضرت عثمان ہیں جو ساری رات تسبیح و تلاوت اور نمازوں میں گذار دیا کرتے تھے۔

-ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن کریم کی یہ آیت اپنی نمازوں میں پڑھتی تھیں: پس اللہ تعالی نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں تیز و تند گرم ہواؤں کے عذاب سے بچالیا۔ الطور: ۲۷

پھر زار و قطار رونے لگتی تھیں۔۔۔

اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو زبردست حکمت والا ہے۔ المائدۃ: ۱۱۸

خوف کے احکام اور کچھ ہدایات:

۱. خشیت خوف سے بڑی چیز ہے؛ کیونکہ خشیت اس شخص میں ہوتی ہے، جو اللہ کی زیادہ معرفت رکھتا ہے: اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں، واقعی اللہ تعالی زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔ فاطر: ۲۸

یعنی خشیت اس خوف کا نام ہے، جو معرفتِ الٰہی سے مربوط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جہاں تک میری بات ہے، تو میں تم سب میں سب سے زیادہ اللہ تعالی سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ اللہ کی ذات سے خشیت رکھنے والا ہوں"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی کی ذات، اس کے اسماء و صفات، اس کے جلال و کمال کی معرفت کے مطابق خوف و خشیت پیدا ہوتی ہے۔

۲. خوف اس وقت سودمند ہوتا ہے، جبکہ عمل کا جذبہ پیدا کرے، اور گناہوں پر شرمندگی اور دور رکھتے ہوئے توبہ کرنے کا راغب بنائے، چنانچہ خوف گناہ کی قباحت، اللہ تعالی کی طرف سے سنائی ہوئی وعید کو سچ سمجھے، اور بلند و بالا عظمت والے پروردگار کی معرفت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالی کی ذات سے ایسے کسی خوف کا تصور محال ہے، جو عمل اور توبہ کے بغیر پیدا ہو۔

۳. اللہ تعالی کی ذات سے خوف رکھنا ایک فرض ہے، اور ایمان کے تقاضوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ خوف طریقت و معرفت سے اونچا مقام اور دل کی پاکیزگی کے لئے سب سے زیادہ نافع ہے۔ خوف رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خوف انسان کو گناہوں سے، دنیا سے، بری صحبتوں سے، غفلت و لاپرواہی سے، اور احساسِ نعمت کے ناپید ہونے سے دور رکھتا ہے۔

اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں، واقعی اللہ تعالی زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔

جو شخص اللہ تعالی کا خوف رکھتا ہے، اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکتی ہے، اور جو اللہ کے علاوہ کسی اور کا خوف اپنے اندر رکھتا ہے، اس کے لئے کوئی چیز سودمند ثابت نہیں ہوگی۔

فضیل بن عیاض

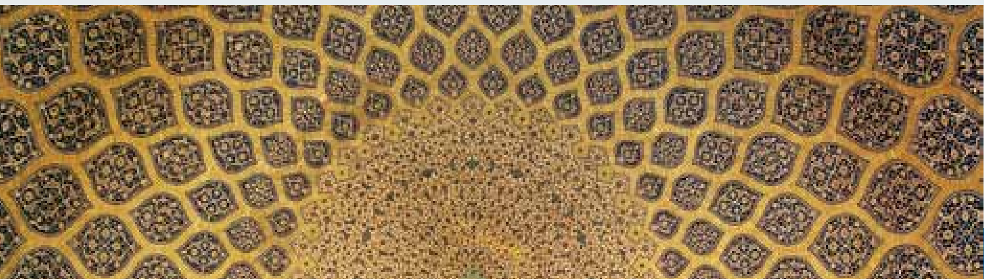

https://www.with-allah.com/ur

مراجعہ

١. وہ امور شمار کروائیں، جن سے آپ میں اللہ تعالی کا خوف بڑھتا ہو؟

٢. اپنی یاد داشت کے مطابق اللہ تعالی کے وہ اسماء و صفات ذکر کریں، جن سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔

٣. اللہ تعالی کی ذات سے خوف رکھنے والے کے لئے کیا کرنا مناسب ہے؟

دوسری قسم: اعمال و اخلاقیات پر پڑنے والے بندگی کے اثرات:

اللہ تعالی کی وحدانیت انسان کے اعمال و اخلاق میں رونما ہوتی ہے۔ جس طرح سے انسان کے دل اور تقوی و پرہیزگاری میں اس کا اثر پڑتا ہے، اسی طرح سے بندے کے اپنے ذاتی معاملات میں، اور لوگوں کے ساتھ کئے جانے والے تعامل میں بھی اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں؛ چنانچہ زندگی ساری کی ساری ایمان، وحدانیت اور عبادت کے اثرات کا مظہر ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔
الذاریات: ٥٦

انسان کے ذاتی سلوکیات پر پڑنے والے ظاہری اثرات:

اول: فرد پر پڑنے والے خصوصی اثرات:

پاکی:

اللہ تعالی کی وحدانیت وہ سب سے بڑی چیز ہے، جس سے مومن پاک ہوجاتا ہے؛ اسی لئے اللہ تعالی اس کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں: اللہ تعالی فرماتے ہیں: اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔
البقرۃ: ٢٢٢

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پاکی ایمان کا حصہ ہے"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

پاکی ایمان کا حصہ ہے، اس لئے کہ پاکی ایمان ہی کی ایک اہم قسم ہے، اور اللہ تعالی ہر ہر قسم کی پاکی کو پسند کرتے ہیں، چاہے وہ:

١. باطنی پاکی ہو:

باطنی پاکی سے مراد یہ ہے کہ نفس کو گناہ و نافرمانیوں کے اثرات سے، نیز اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے پاک کریں، اور اس کا ذریعہ توبہ ہے، نیز اسی طرح دل کو شرک، شک، حسد، بغض، کینہ اور گھمنڈ سے پاک کریں، اور یہ پاکی اس وقت مقدر ہوتی ہے، جبکہ اللہ تعالی کے ساتھ اخلاص کا معاملہ کیا جائے، بھلائیوں سے محبت رکھی جائے، حلم و بردباری، عاجزی و انکساری، سچائی، اور اپنے اعمال سے اللہ کی خوشنودی ڈھونڈنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

٢. ظاہری پاکی:

اس سے مراد جسم پر لگی ہوئی گندگی دور کرنا، اور حَدَث کو ختم کرنا ہے:

-گندگی دور کرنا:

یعنی پاک پانی کے ذریعے اپنے لباس، جسم اور جگہ سے نجاست یا اس کے حکم میں شامل دیگر چیزوں کو دور کیا جائے۔

حَدَث ختم کرنا:

اس سے مراد نماز، تلاوت قرآن، یا اللہ تعالی کے گھر کا طواف کرنے، یا اس کا ذکر کرنے کے لئے وضوء، غسل اور تیمم کرنا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پاکی ایمان کا ایک حصہ ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

نماز:

نماز جوکہ بندے کا اپنے رب سے تعلق پیدا کرنے والی چیز ہے۔ نماز کے ذریعے بندہ یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا ہے، اس سے محبت رکھتا ہے، اس کے لئے عاجزی و انکساری کرتا ہے۔ اسی لئے نماز کلمہ توحید کے اقرار کے بعد اسلام کا سب سے بڑا و اہم رکن ہے؛ چنانچہ نماز دین کا ستون اور یقین کے لئے نور ہے، نماز سے نفوس میں پاکی، سینوں میں سکون اور دلوں میں قرار آتا ہے۔ نماز برائی کرنے سے روکنے والی، اور گناہوں کا کفارہ کرنے والی چیز ہے۔ نماز ایک خاص عبات ہے، جو متعین اوقات میں ادا کی جاتی ہے۔ نماز کی ابتداء تکبیر سے، اور اختتام سلام سے ہوتا ہے۔

نماز کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے اس کو چھوڑنے والا شخص اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلانے والا اور قرآن کریم کا منکر ہے۔ اور یہ اس طرح کا انکار ایمان کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ وہ شخص جو نماز کی فرضیت کا تو یقین رکھتا ہے، لیکن سستی و کاہلی کی وجہ سے نماز ترک کرتا ہے، تو یقیناً ایسا شخص اپنے آپ کو بڑے خطرے اور شدید وعید سے دوچار کررہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "یقیناً انسان اور کفر و شرک کے درمیان حائل چیز نماز کو ترک کرنا ہے"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

بعض دیگر علماء نے یہ کہا کہ: نماز کا چھوڑنا کفر ہے، لیکن کفرِ اکبر نہیں ہے۔ بہرحال نماز یا تو دینِ اسلام سے خارج کرنے والا کفر ہے، یا گناہِ کبیرہ اور سب سے زیادہ ہلاک کرنے والا عمل ہے۔

نماز کے کئی بڑے بڑے اثرات ہیں، ان میں سے بعض درجِ ذیل ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "نماز نور ہے"۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱. نماز برائیوں اور فحش کاریوں سے روکتی ہے؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں: جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے اور نماز قائم کریں، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، تم جو کچھ کررہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔ العنکبوت: ۴۵

۲. نماز کلمہ توحید کے اقرار کے بعد سب سے افضل عمل ہے، اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: "میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: کونسا عمل سب سے زیادہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وقت پر پڑھی جانے والی نماز۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پھر کہا: اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والدین کی فرمانبرداری۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پھر کہا: اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

بندہ جن جن عبادتوں سے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرتا ہے، ان سب میں نماز سب سے افضل عبادت ہے۔

۳. نماز گناہوں کو دھوڈالتی ہے، اس لئے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانچ نمازوں کی مثال تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے پائی جانے والی اس جاری نہر کی طرح ہے، جس میں وہ ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۴. نماز نمازی کے لئے دنیا اور آخرت میں نور ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ: "جو نماز کی پابندی کرلے، تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن، نور، برھان، اور نجات ہوگی۔ اور جو اس کی پابندی نہ کرے، تو اس کے لئے نہ کوئی نور ہوگا، نہ برھان اور نہ اس کو نجات ملے گی، اور یہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان، اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا"۔

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز نور ہے"۔

اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۵. نماز کے ذریعے اللہ تعالی بندے کے درجات بلند کرتا ہے، اور گناہوں کو مٹاتا ہے؛ اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تم کثرت سے سجدہ کرو یعنی نماز پڑھو، کیونکہ تم اللہ تعالی کے سامنے ایک بھی سجدہ کرتے ہو، تو اللہ تعالی اس سجدے کے بدلے تمہارا ایک درجہ بلند کرتا ہے، اور تمہارے ایک گناہ کو مٹاتا ہے"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۶. نماز اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں جنت میں داخلہ ملنے کا سب سے اہم ذریعہ ہے؛ اس لئے کہ حضرت ربیعۃ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، کہتے ہیں کہ: میں ایک شب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، میں نے آپ کے لئے وضوء اور قضاء حاجت کے لئے پانی لایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مانگو، تو میں نے کہا: میں جنت میں آپ کی صحبت مانگتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟ تو میں نے کہا: بس یہی کافی ہے میرے لئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کثرت سجود سے میری مدد کرو۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

نماز طاقت و غلبہ رکھنے والے اللہ اور کمزور بندے کے درمیان ایک ربط ہے، تاکہ کمزور انسان طاقتور و مضبوط ذات کی قوت سے اپنے آپ کو طاقتور بنالے، کثرت سے اس کا ذکر کرے، اور اپنے دل کو اس کی یاد سے مربوط رکھے؛ کیونکہ نماز کے مقاصد میں یہی سب سے بڑا مقصد ہے؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔ طٰہٰ: ۱۴

زکاۃ پاک کرنے والی، انسان، اس کے مال اور معاشرے کو بلندی عطا کرنے والی عبادت ہے۔

زکاۃ

پاکی و بلندئ نفس سے زکاۃ کا تعلق ہے۔ پاکئ نفس توحید پرست بندے کو اپنا مال زکاۃ کے ذریعے پاک رکھنے کا خُوگر بناتی ہے۔ زکاۃ مالداروں کے مال میں ایک لازمی حق ہے، جو غریبوں اور ان جیسے دیگر لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہے، تاکہ اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کی جائے، نفوس کو پاک کیا جائے، اور ضرورت مند و محتاجوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا جائے۔

زکاۃ کی اسلام میں بہت بڑی اہمیت ہے، اور زکاۃ کی شرعی حیثیت اس کی اہمیت و مقام کی کھلی دلیل ہے، اور اس شرعی حکم میں غور و فکر کرنے والا انسان اسلام کے اس عظیم رکن کی اہمیت اور اس سے پڑنے والے اثرات کا اندازہ لگالے گا۔ ان ہی اثرات میں سے بعض یہ ہیں:

١. انسانی نفس کو کنجوسی، لالچ، اور حرص جیسی قبیح عادتوں سے پاک رکھنا۔

٢. غریبوں کے ساتھ ہمدردی، محتاج، ضرورتمند اور محروم لوگوں کی ضرورتوں کی تکمیل۔

٣. ایسے مفادِ عامہ کی تکمیل جس پر امت کی زندگی اور خوشی موقوف ہوتی ہے۔

٤. مالداروں اور تاجروں کے ہاتھوں میں مال کی بھرمار کو محدود رکھنا، تاکہ مال کسی ایک متعین گروہ پر منحصر نہ ہو، یا مالداروں کی ہی جاگیر بن کر نہ رہ جائے۔

٥. زکاۃ اسلامی معاشرے کو گویا ایک خاندان بنادیتی ہے، جس میں صاحبِ حیثیت نادار پر، اور صاحبِ وسعت تنگدست پر رحم کھاتا ہے۔

٦. زکاۃ سے مالداروں کے تئیں دلوں میں پائے جانے والے غصے اور کراہت کو، نیز اللہ تعالی کی طرف سے مالداروں کو ملنے والی نعمتوں پر لوگوں کے دلوں میں موجود کینہ یا حسد کا ازالہ کرتی ہے۔

٧. زکاۃ مالی جرائم، جیسے چوری، لوٹ مار اور ڈکیتی کے وقوع پذیر ہونے میں آڑ بنتی ہے۔

٨. زکاۃ مال کو پروان چڑھاتی ہے، یعنی بڑھاتی ہے۔

قرآن و حدیث میں کئی ایسی واضح دلائل موجود ہیں، جو زکاۃ کی فرضیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زکاۃ اسلام کے ان مضبوط ستونوں میں سے ایک ہے، جن پر اسلام کی بنیاد قائم ہے، اور اسی وجہ سے زکاۃ کو اس دین کے اہم ارکان میں تیسرا رکن قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ البقرۃ: ٤٣

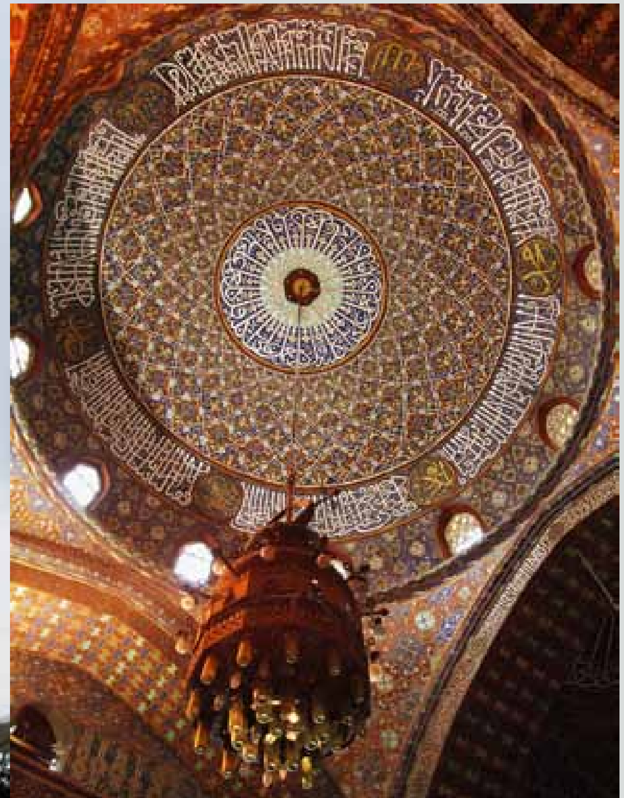

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: تم نمازیں قائم رکھو، اور زکوۃ دیتے رہا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجوگے، سب کچھ اللہ کے پاس پالوگے، بے شک اللہ تعالی تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔ البقرۃ: ١١٠

حضرت جبرئیل کی مشہور و معروف حدیث میں آیا ہے کہ: "اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کے سواء کسی کے معبود نہ ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دو، نماز کی پابندی کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اور اگر صاحب استطاعت ہو، تو حج کرو"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اللہ کے سواء کسی کے معبود نہ ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دینا، نماز کی پابندی کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اور اگر صاحب استطاعت ہو، تو حج کرنا"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اس جیسے بہت سے دلائل موجود ہیں، جو واضح طور پر اس بات کا ثبوت ہیں کہ زکاۃ اسلام کا اہم رکن اور اہم بنیاد ہے، جس کے بغیر اسلام مکمل ہو نہیں سکتا ہے۔

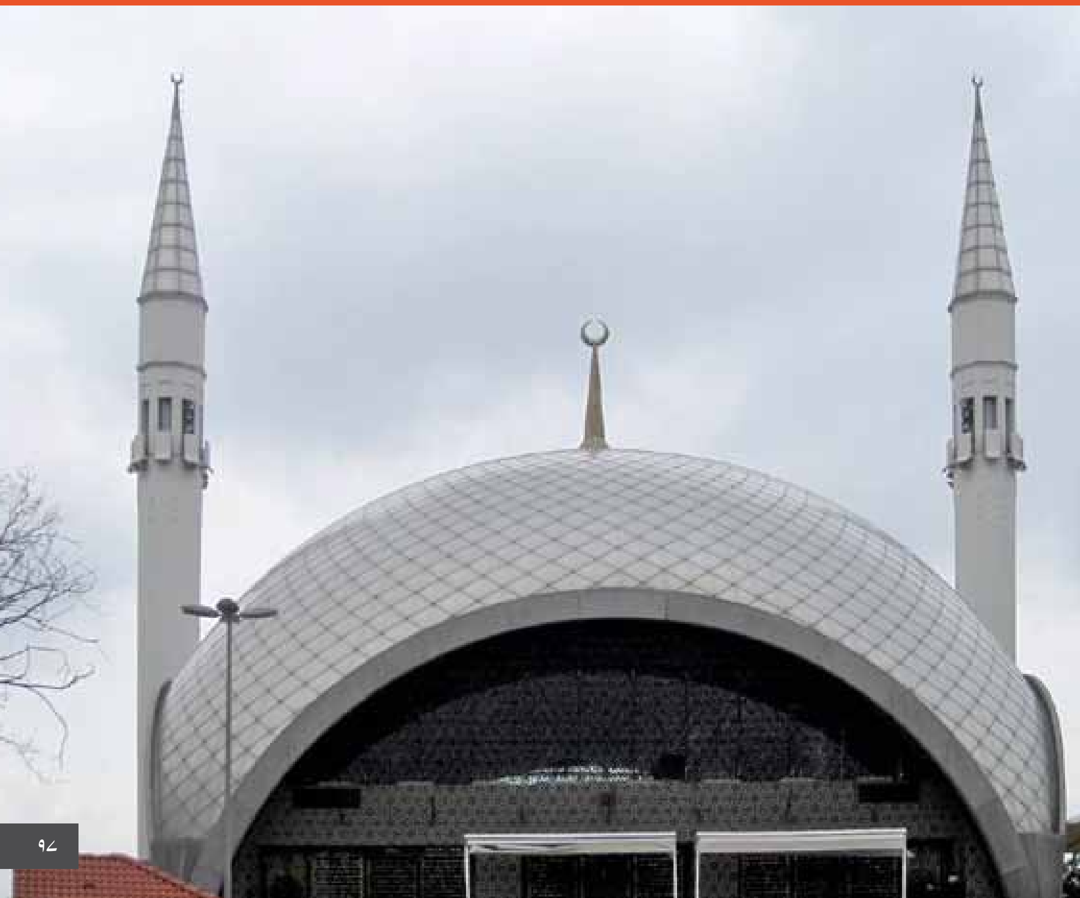

روزہ:

اللہ تعالی نے روزے فرض کئے، اس کو اسلام کا رکن قرار دیا۔ روزہ - اللہ تعالی کی بندگی کی نیت سے - طلوعِ آفتاب سے لیکر غروبِ آفتاب تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے رُکے رہنے کا نام ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: تم کھاتے پیتے رہو،یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہوجائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا۔ البقرة: ۱۸۷

بندے کے دل میں ایمان اور اللہ تعالی کی وحدانیت گھر کرجانا، اللہ تعالی کے فرض کئے ہوئے احکامات پر عمل کرنے کا سبب ہے، تاکہ اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل ہوجائے: اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیاگیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ البقرة: ۱۸۳

توحید پرست انسان روزہ رکھ کر خوش ہوتا ہے، اور روزہ رکھنے میں سبقت کرتا ہے۔ اللہ تعالی حدیثِ قدسی میں فرماتے ہیں: "بنی آدم کا ہر عمل اس کی اپنی ذات کے لئے ہے، سوائے روزے کے، کیونکہ روزہ میرے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں ۔ ۔ "

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

روزے کی وجہ سے بندے پر پڑنے والے اثرات بہت ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

روزہ دل میں ایمان کے تعمیر کی تربیت گاہ ہے۔

۱. روزہ بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان ایک راز ہے، جس میں مومن کے اندر پائے جانے والے اپنے خدا کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین نمایاں ہوتا ہے؛ کیونکہ کسی بھی صورت میں روزے میں ریاکاری ناممکن ہے۔ چنانچہ روزہ مومن کے دل میں اللہ تعالی کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور اس کی خشیت پیدا کرتا ہے؛ اور یہ ایک بلند پایہ مقصود ہے، جس کو پانے میں بہت سے لوگ کوتاہی کے شکار ہیں۔

۲. روزہ امت کو ترتیب و نظام، اتحاد و اتفاق، انصاف پسندی اور مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ نیز مومنوں کے درمیان رحم و کرم اور اچھے اخلاق کا جذبہ پیدا کرتا ہے، اور اسی طرح روزہ اسلامی معاشرے کو شرور و فتن اور برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

۳. روزہ مسلمان کو اپنے بھائی کی تکلیف محسوس کرنے کا عادی بناتا ہے، چنانچہ اسی احساس کے نتیجے میں مسلمان غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، اور ان پر اپنا مال خرچ کرتا ہے؛ اور اس طرح مسلمانوں کے درمیان محبت و بھائی چارگی پیدا ہوجاتی ہے۔

۴. روزہ نفس کو کنٹرول میں رکھنے، ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے، اور تکالیف برداشت کرنے کی عملی مشق ہے۔

۵. روزہ گناہوں میں پڑنے سے انسان کے لئے ڈھال ہے، اور روزے کے بدلے میں انسان کو خیرِ کثیر سے نوازا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "روزہ ڈھال ہے، روزے دار گالی گلوج نہ کرے، جہالت پر نہ اتر آئے، اور اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے، یا گالی دے، تو وہ اس سے کہہ دے کہ میں تو روزے سے ہوں، دو بار اس طرح کہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالی کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزے دار نے میرے لئے کھانا،پینا اور اپنی خواہشات کو چھوڑ رکھا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دینے والا ہوں، اور ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہوگا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

حج:

اللہ تعالی کی وحدانیت حج میں عیاں ہوتی ہے۔ حج وہ عبادت ہے جس سے توحید پرست بندے کی وحدانیت میں اور اضافہ ہوتا ہے، اور وہ کمالِ ایمان سے آراستہ ہوجاتا ہے۔ عبادتِ حج میں بندہ اپنے حج کی شروعات میں "لبیک اللّٰھم لبیک لبیکَ لا شریکَ لکَ لبیک" کی صدا لگاتے ہوئے توحید کا اعلان کرتا ہے، بلکہ وہ حج کے ہر عمل میں اسی کا ثبوت پیش کرتا ہے، تاکہ وہ گناہوں سے دور رہتے ہوئے، اور توحید کا اعلان کرتے ہوئے اس دن کی طرح واپس اپنے گھر لوٹتا ہے، جس دن کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ حج ایامِ حج میں اللہ تعالی کی طرف سے نازل شدہ تعلیمات، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کو اسوہ بناتے ہوئے مناسکِ حج کی ادائیگی کی نیت سے اللہ کے گھر کو پہنچنے کا نام ہے۔ قرآن و حدیث اور اجماعِ امت کی روشنی میں اللہ تعالی کی طرف سے اپنے بندوں پر حج فرض ہے۔

بندے کی زندگی پر پڑنے والے حج کے اثرات:

۱. حج گناہوں کے کفارے کا سبب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ماضی میں کئے ہوئے تمام اعمال کا شمار نہیں رہتا ہے، ہجرت کرلینے کے بعد ماضی میں کئے ہوئے تمام اعمال کا شمار نہیں رہ جاتا ہے، اور اسی طرح حج سے پہلے کئے ہوئے تمام اعمال حج کرلینے کے بعد لا اعتبار ہوجاتے ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "کعبۃ اللہ کا طواف، صفا و مروۃ کے درمیان سعی، اور رمئ جمرات کو اللہ تعالی کے ذکر کی غرض سے فرض کیا گیا ہے۔" (اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔)

۲. حج اللہ تعالی کے احکامات پر عمل کا نام ہے، چنانچہ بندہ اپنے گھر بار، بال بچے چھوڑ آتا ہے، اپنے کپڑے اتار پھینکتا ہے، اوراللہ تعالی کے حکم پر عمل کرتے ہوئے وحدانیت کا اعلان کرتا ہے۔ اور یہ اطاعت و فرمانبرادی کی بہت بڑی مثال ہے۔

۳. حج اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے اور جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حج مقبول کا بدلہ سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے۔

اس حدیث پر امام بخاری و امام مسلم متفق ہیں۔

۴. حج لوگوں کے درمیان مساوات اور انصاف کے اصول کو واضح کرنے کا عملی مظاہرہ ہے؛ چنانچہ جب سارے لوگ عرفات کی چوٹی پر ایک ہی جگہ کھڑے ہوجاتے ہیں، تو ان کے درمیان دنیا کی کسی بھی چیز کے ذریعہ کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں رہتی ہے، بلکہ وحدانیت اور تقوی کی بنیاد پر ایک دوسرے پر فوقیت دی جاتی ہے۔

۵. فریضہ حج میں آپسی تعارف و تعاون کے اصول کی توثیق ہوتی ہے، کیونکہ حج میں آپسی تعارف مضبوط ہوتا ہے، ایک دوسرے سے مشورہ لیا جاتا ہے، اور آراء کا آپسی تبادل ہوتا ہے۔ اور اس اصول پر عمل کرنے میں امت کی ترقی اور اس کی قائدانہ حیثیت کو بلند کرنے میں بے حساب فوائد ہیں۔

۶. حج وحدانیت اور اخلاص کا داعی ہے، جو حج کے بعد انسان کی ساری زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے، پھر وہ سوائے ایک اللہ کے کسی کو نہیں مانتا ہے، اور نہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی سے مانگتا ہے۔

دوم: لوگوں پر پڑنے والے عام اثرات:

جس طرح سے کہ وحدانیت اور ایمان کے اثرات مومن کی شخصی زندگی پر پڑتے ہیں، بالکل اسی طرح سے مومن کے لوگوں کے ساتھ معاملات اور اس کے اخلاق میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے"۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان اور اخلاق کو ایک دوسرے سے مربوط رکھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "اس شخص کا ایمان سب سے زیادہ مکمل ہے، جس کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ نرم رویہ رکھنے والا ہو"۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

توحید پرست مسلمان جو ہمیشہ اللہ تعالی کے حاضر و ناظر ہونے، اور اللہ تعالی کا بندوں کو اپنے احاطہ رحمت میں رکھنے کا یقین رکھتا ہے، وہ اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں لوگوں کے ساتھ زیادہ رحم و کرم اور نرمی کرنے والا ہوتا ہے:

گھر اور خاندان والوں کے ساتھ:

۱. والدین کے ساتھ حسنِ سلوک: توحید پرست مسلمان سب سے زیادہ اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی کی فکر رکھتا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں وحدانیت اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو ایک دوسرے سے مربوط بیان کیا ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سواء کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا۔ اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعاء کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے تمہارا رب بخوبی جانتا ہے اگر تم نیک ہو تو وہ تو رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ بنی اسرائیل: ۲۳ - ۲۵

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں: ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے، ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ آپ میرے ساتھ اسے شریک کرلیں جس کا آپ کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانئے۔ تم سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا۔ العنکبوت: ۸

۲. اولاد کے ساتھ حسنِ سلوک:

حالانکہ اولاد دنیا کی زیب و زینت کا ساماں ہے، اور اللہ تعالی نے اولاد کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ: مال و اولاد تو دنیا کی ہی زینت ہے۔ الکھف: ۴۶

پھر بھی مومن کے دل میں پائے جانے والی توحید اس کو اپنے اولاد کی تربیت کا پابند بناتی ہے۔ اور اللہ تعالی نے بھی مومنوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ خانہ کو جہنم کی آگ سے بچائیں؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اے ایمان والے تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالی دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔ التحریم: ۶

اولاد کی تربیت کو ہر ذمہ دار شخص کے حق میں واجب قرار دیا گیا ہے؛ جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے، اور تم

https://www.with-allah.com/ur

میں ہر ایک سے اپنے ماتحت رہنے والے لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، مرد اپنے اہلِ خانہ کا نگہبان ہے، اور اس سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے، اور اس سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا ۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے، اور اس سے اپنے ماتحت آنے والی چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا "۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۳. بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک:

توحید پرست مسلمان اپنی بیوی کے حقوق ادا کرتا ہے، اپنی بیوی کے تئیں وہ اللہ تعالی کا خوف رکھتا ہے، اس کی حقوق کی ادائیگی اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے میں اللہ تعالی کو وہ ہمیشہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور عورتوں پر ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ ۔ البقرة: ۲۲۸

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں تم سب سے زیادہ اچھا ہوں ۔"۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اور جب کچھ عورتیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے شوہروں کی شکایتیں لے کر پہنچیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہو"۔ اس حدیث کو امام ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۴. شوہر کے ساتھ حسنِ سلوک:

مومن عورت کے دل میں توحید اللہ تعالی کا خوف پیدا کرتی ہے، جو اپنے شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں اس کی معاون ہوتی ہے، تاکہ وہ اپنے پروردگار کی جنت کی حقدار بن جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب عورت پانچ فرض نمازیں ادا کرلے، رمضان کے روزے رکھ لے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرلے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرلے، تو اس سے کہا جائے گا کہ تم جس دروازے سے چاہو، جنت میں داخل ہوجاؤ"۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی نے عورت کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر سے ایسی چیزوں کا مطالبہ نہ کرے، جو اس کی حیثیت سے باہر ہو۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہئے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہئے کہ جو کچھ اللہ تعالی نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے [اپنی حسب حیثیت] دے، کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے۔ اللہ تنگی کے بعد آسانی و فراغت بھی کردے گا۔ الطلاق: ۷

اور بنا کسی تکلیف و مشقت کے شوہر سے طلاق کا مطالبہ نہ کرے؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

جس کسی عورت نے بنا کسی سبب کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا، تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے"۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

رشتے داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک:

صلہ رحمی اور پڑوسیوں کے حقوق:

اللہ تعالی نے توحید پرست مسلمانوں کے لئے وحدانیت اور اپنے رشتے داروں، قریبی لوگوں اور پڑوسیوں کے ساتھ ہونے والے معاملات کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے

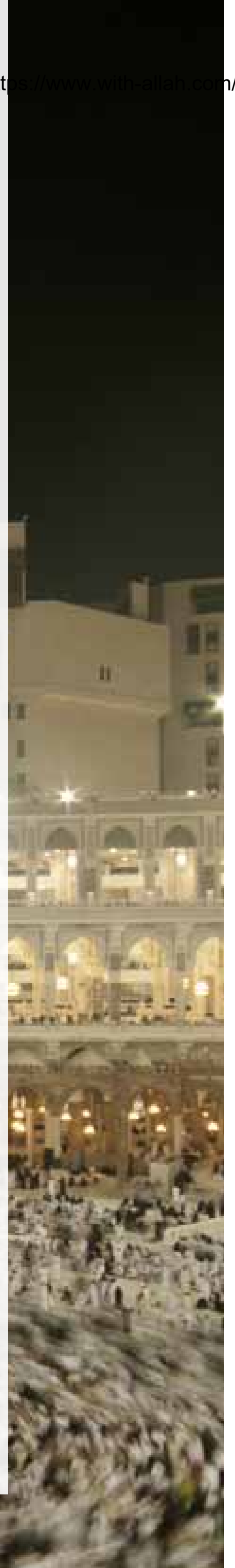

ساتھ حسنِ سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں یقینا اللہ تعالی تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔ النساء: ۳٦

نیز اللہ تعالی نے فرمایا: پس قرابت دار کو، مسکین کو، مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دیجئے، یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالی کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں، ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ الروم: ۳۸

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جو شخص اللہ تعالی پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے، تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔۔۔"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ملازمت و پیشہ اور سارے لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک:

اللہ تعالی کی وحدانیت پر قائم شخص کے دل میں ایمان اچھے اخلاق اپنانے، لوگوں کی خیرخواہی کرنے اور معاملات میں سچائی پر چلنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالی کی قربت حاصل کرنے والے اعمال میں یہ چیزیں سب سے زیادہ افضل ہیں:

ا. حسنِ اخلاق:

اللہ تعالی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اور بیشک تو بہت بڑے [عمدہ] اخلاق پر ہے۔ القلم: ۴

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں داخل کرنے والے اسباب میں سب سے اہم سبب اللہ کا خوف اور حسنِ اخلاق ہے"۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.with-allah.com/ur

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کے دربار میں محبوب لوگ وہ ہیں، جو دیگر لوگوں کے لئے زیادہ نفع کا باعث ہوں، اور اعمال میں سب سے محبوب وہ خوشی ہے، جو آپ کسی مسلمان کو فراہم کرتے ہو، یا اس سے کوئی غم دور کرتے ہو، یا اس کا قرض ادا کردیتے ہو، یا آپ اس کی بھوک مٹاتے ہو، اور میرے نزدیک اس مسجد -مسجدِ نبوی- میں ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھنے سے زیادہ محبوب عمل یہ ہے کہ میں اپنے کسی بھائی کی ضرورت پورا کرنے کے لئے اس کا ساتھ دوں ۔۔۔"۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۲. سچائی و صدقِ معاملہ: اللہ تعالی فرماتے ہیں: اے ایمان والو اللہ تعالی سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ التوبۃ: ۱۱۹

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یقیناً سچائی نیکیوں کی طرف لے جاتی ہے، اور نیکیاں جنت کی طرف لے جاتی ہیں۔ انسان سچ بولتا ہے، یہاں تک کہ وہ سچّے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور یقیناً جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے، اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور انسان جھوٹ بولتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی کے دربار میں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بھی وہ منہ کھولتا ہے، تو جھوٹ بولتا ہے، اور جب بھی کوئی وعدہ کرتا ہے، تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے، اور جب بھی کوئی امانت اس کے پاس رکھی جاتی ہے، تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے"۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۳. خیرخواہی اور دھوکہ دہی سے اجتناب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کسی بندے کو اللہ تعالی نے اپنی قوم کا نگہبان بنایا ہو، اور جب بھی اس کو موت آئی ہو، اس وقت وہ اس حال میں مرجائے کہ وہ اپنی قوم کے حق میں دھوکہ باز رہا ہو، تو اللہ تعالی اس پر جنت کو حرام کردیتے ہیں"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر غلّہ کے ڈھیر کے پاس سے ہوا، تو آپ نے اس ڈھیر میں اپنا ہاتھ ڈالا، اور آپ کی انگلیاں تَر ہوگئیں، تو آپ نے فرمایا: "اے غلّے کے مالک یہ کیا ہے؟ مالک نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بارش کا پانی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو تم نے اس تَر حصے کو غلّے کے اوپر کیوں نہیں رکھا، تاکہ گاہک اس کو دیکھ لیں۔ - یاد رکھو- جو دھوکہ دیتا ہو، وہ ہم امتِ محمدیہ میں شمار نہیں ہوتا ہے"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے یہ گمان رکھنا محال و ناممکن ہے کہ آپ نے اپنی امت کو استنجاء کا طریقہ سکھایا ہو، اور توحید کی حقیقت نہ بتلائی ہو۔ توحید جیساکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "مجھے لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم دیا گیا، جب تک کہ وہ "لا الہ الا اللہ" کا اقرار نہ کرلیں ۔۔۔"(اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔) اور جس چیز سے مال و جان کی حفاظت ہو، وہ حقیقی توحید ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ۔

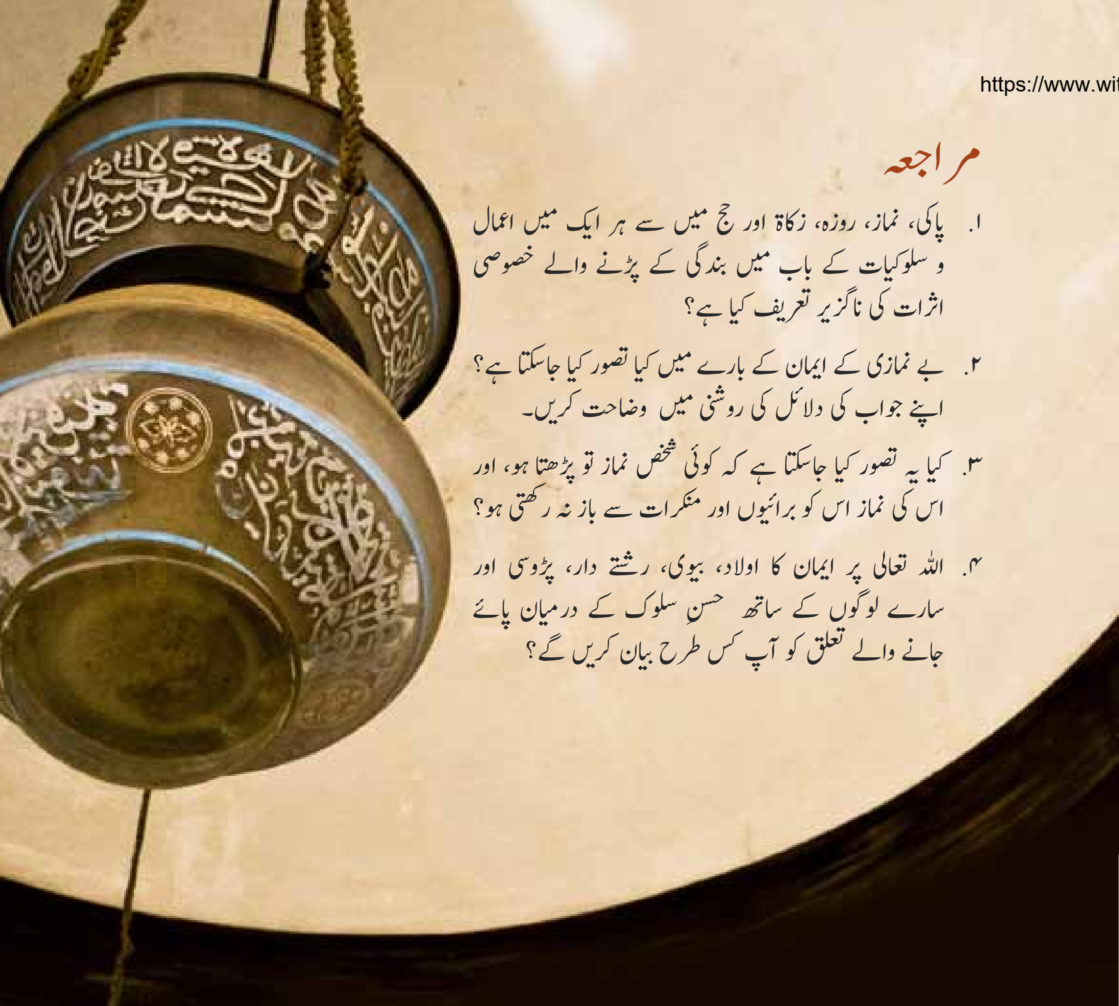

مراجعہ

۱. پاکی، نماز، روزہ، زکاۃ اور حج میں سے ہر ایک میں اعمال و سلوکیات کے باب میں بندگی کے پڑنے والے خصوصی اثرات کی ناگزیر تعریف کیا ہے؟

۲. بے نمازی کے ایمان کے بارے میں کیا تصور کیا جاسکتا ہے؟ اپنے جواب کی دلائل کی روشنی میں وضاحت کریں۔

۳. کیا یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص نماز تو پڑھتا ہو، اور اس کی نماز اس کو برائیوں اور منکرات سے باز نہ رکھتی ہو؟

۴. اللہ تعالی پر ایمان کا اولاد، بیوی، رشتے دار، پڑوسی اور سارے لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو آپ کس طرح بیان کریں گے؟

https://www.with-allah.com/ur

اللہ تعالی کی ذات کی معرفت حاصل کرو۔

سوم: اللہ تعالی کی اس کے اسماء و صفات کے ساتھ معرفت حاصل کرو:

اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔ الاعراف: ۱۸۰

الف: ﴿وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ﴾: کا مفہوم:

اللہ تعالی کے سارے نام مدح و تعریف پر مشتمل ہیں، اور اللہ تعالی نے اپنے ان سارے ناموں کے بارے میں یہ کہا کہ یہ سب نام قابلِ تعریف و اچھے ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔ الاعراف: ۱۸۰

یہ نام صرف الفاظ کی بنیاد پر اچھے نہیں ہیں؛ بلکہ اس لئے بھی اچھے ہیں کہ یہ سب نام صفاتِ کمال پر مشتمل ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالی کے سارے نام مدح و تعریف، اور بڑائی و بزرگی کے مفہوم کے حامل ہیں، اسی لئے وہ اچھے ہیں۔ اللہ تعالی کی ساری صفات بھی صفاتِ کمال ہیں، اور اس کی ساری صفات، خوبیوں، جلال و بزرگی والی ہیں۔ اور اس کے سارے افعال حکمت و رحمت،

اللہ تعالی کی ذات کو اس کے اسماء و صفات کے ساتھ پہچانو۔

اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔ الاعراف: ۱۸۰

اور عدل و انصاف کو شامل ہیں۔

ایمان میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ تعالی کے اسماء و صفات پر بالکل اسی زاویے میں ایمان رکھا جائے، جس طرح کہ ان کا ذکر قرآن و حدیث صحیح میں آیا ہے، لیکن اس ایمان کی بنیاد دو اصولوں پر ہیں:

پہلا اصول:

بنا کسی تبدیلی، تعطل، شباہت اور کیفیت بیانی کے اللہ تعالی کی ذات کے شایانِ شان اللہ تعالی کے اسماء کو مانا جائے، تاکہ اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل ہوجائے: اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ الشوریٰ: ۱۱

دوسرا اصول:

ان اسماء کے معانی سمجھے جائیں، اور کیفیت کی تلاش کئے بنا یہ اسماء جن صفات پر مشتمل ہیں، ان صفات کو اللہ تعالی کے لئے ثابت کیا جائے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے اسے اللہ ہے جانتا ہے، مخلوق کا علم اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ طٰہٰ: ۱۱۰

اللہ تعالی نے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ کمال سے اپنے آپ کا بندوں کے سامنے تعارف کروانے کے مقصد کی وضاحت کی ہے۔ اور وہ مقصد اللہ تعالی کی عبادت ہے، جیساکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔ الاسراء: ۱۱۰

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔ الاعراف: ۱۸۰

ب: ﴿فَٱدۡعُوهُ بِهَا﴾ کا مفہوم:

اللہ تعالی کے اسماء حسنیٰ سے دعاء مانگنا دعاء کی دونوں قسموں پر مشتمل ہے: سوال کرنے اور مانگنے کے لئے دعاء کرنا، جیسے بندہ کہتا ہے: "اے اللہ مجھے اپنی عطا سے نوازدے، اے رحیم آقا مجھ پر رحم فرما، اے کریم مولی میرے ساتھ کرم کا معاملہ فرما"۔ اور دوسری قسم تعریف کرنے اور بندگی کے لئے دعاء کرنا، جیسے بنا کسی ضرورت و حاجت کے اللہ تعالی کے اسماء و صفات سے اس کی بڑائی بیان کرنا۔ اور اسماء حسنیٰ اور صفاتِ کمال رکھنے والی بزرگ و برتر ذات کی یہ تعریف و بڑائی زبانِ قال و زبانِ حال دونوں سے ہوتی ہے۔

ج: ﴿وَذَرُواْ ٱلَّذِينَ يُلۡحِدُونَ﴾ کا مفہوم:

اللہ تعالی کے اسماء کے ساتھ ملحدانہ برتاؤ کرنا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کتاب میں مذکور کسی چیز کو جھٹلانا، یا اس کا انکار کرنا، یا اللہ تعالی کے اسماء میں سے کسی اسم کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا، یا اللہ تعالی کو ایسی صفت یا ایسے نام سے یاد کرنا، جو اس کے شایانِ شان نہ ہو، اور قرآن و حدیث میں اس کی کوئی دلیل بھی نہ ہو۔

اللہ تعالی کے اسماء و صفات جاننے کی اہمیت و فضیلت:

اللہ تعالی کے اسماء و صفات جاننے کی اہمیت و فضیلت درج ذیل باتوں سے عیاں ہوتی ہے:

پہلی بات:

سارے علوم میں سب سے زیادہ مقام و مرتبہ رکھنے والا علم وہ ہے جس کا تعلق اللہ تعالی کی ذات، اور اس کے اسماء و صفات سے ہو، اور بندے کی اللہ تعالی کے اسماء و صفات کی معرفت کے بقدر

اس کے اندر اپنے پروردگار کی بندگی، اس سے انسیت و محبت اور اس کی ہیبت پیدا ہوتی ہے، جوکہ اللہ تعالی کی خوشنودی اور اس کی جنت کے حصول کا طالب بننے، نیز آخرت میں اللہ تعالی کے دیدار کی نعمت سے بہرہ ور ہونے کا سبب ہوتی ہے۔ اور یہ مقصد اللہ تعالی کی توفیق کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

دوسری بات:

اللہ تعالی کے اسماء و صفات کا علم سارے علوم کی جڑ، ایمان کی بنیاد اور سب سے پہلا فرض ہے؛ کیونکہ جب لوگ اللہ تعالی کا کماحقہ علم حاصل کرلیں گے، تو وہ اس کی کماحقہ عبادت بھی کریں گے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: (آپ یقین کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) محمد: ۱۹

تیسری بات:

اللہ تعالی کی اس کے اسماء و صفات کی معرفت حاصل کرنے سے ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا ہے، وحدانیت کا ثبوت ملتا ہے، اور بندگی کی لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ لذت ایمان کی روح، اس کی جڑ اور اس کا مقصود ہے۔ اس مقصود کے حصول کا سب سے زیادہ آسان طریقہ قرآن کریم میں موجود اللہ تعالی کے اسماء و صفات میں غور و فکر کرنا ہے۔ اللہ تعالی جب کسی بندے کو اپنی معرفت سے نوازنا چاہتے ہیں، اور اس کے دل کو اپنی محبت کی آماجگاہ بنانا چاہتے ہیں، تو اپنی صفاتِ کمال کو قبول کرنے، اور مشکاۃِ نبوت سے اس کو حاصل کرنے کے لئے اس کا دل کھول دیتے ہیں۔ پھر جب بھی بندے کے سامنے اللہ تعالی کی صفات میں سے کوئی چیز آتی ہے، تو وہ اس کو قبولیت کی نظر سے دیکھتا ہے، خوشی و اطاعت کے جذبے سے اس کو قبول کرلیتا ہے، اور تابعداری کے ساتھ اس پر یقین رکھتا ہے، پھر اس یقین کی وجہ سے اس کا دل منور ہوجاتا ہے۔

کسی بھی علم کی اہمیت اس علم سے حاصل ہونے والی اشیاء کی اہمیت پر موقوف ہوتی ہے، اور اللہ تعالی کی ذات، اور اس کے اسماء و صفات سے بڑھ کر اہمیت و شرف رکھنے والا کوئی علم نہیں ہے۔

بندے کا دل کشادہ ہوجاتا ہے، محبت و خوشی سے بھر آتا ہے، پھر اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوجاتا ہے، اس کی بے نیازی بڑھ جاتی ہے، اللہ تعالی کی معرفت پروان چڑھتی ہے، اس کے دل میں اطمینان و سکون پیدا ہوتا ہے، پھر وہ اس معرفت کے ساتھ اس کے میدانوں میں گھومتا پھرتا ہے، اور معرفت کے باغوں میں اپنی بصیرت والی آنکھوں سے دیکھتا ہے، کیونکہ اس کا یہ یقین ہے کہ علم کی اہمیت اس کے ذریعے حاصل ہونے والی اشیاء کی اہمیت پر موقوف ہوتی ہے، اور اس جیسی صفات والی ذات سے زیادہ کوئی بھی حاصل کئے جانے والا علم اہم و افضل نہیں ہے، اور وہ ذات اللہ تعالی کی ہے، جو اسماء حسنیٰ اور صفاتِ عالیہ کی حامل ذات ہے۔ نیز علم کی اہمیت اس کی ضرورت کے مطابق ہوتی ہے، اور روح کو اپنے خالق و باریٔ کی معرفت، اس کی محبت، اس کا ذکر، ذکرِ الٰہی سے ملنے والی خوشی، اللہ تعالی سے وسیلہ مانگنے، اور اس کے دربار سے قربت حاصل کرنے سے زیادہ کبھی کسی عظیم چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، اور اس ضرورت کو پورا کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے، اور وہ راستہ اللہ تعالی کے اسماء و صفات کی معرفت ہے۔ بندہ جس قدر اللہ تعالی کے اسماء و صفات کا علم رکھتا ہے، اسی قدر وہ اللہ تعالی کی ذات کی معرفت حاصل کرتا ہے، اسی قدر وہ اس کا طلبگار رہتا ہے، اور اس سے قریب ہوتا ہے۔ اور بندہ جس قدر ان اسماء و صفات کا انکار کرتا ہے، اسی قدر وہ اللہ تعالی کی ذات سے ناواقف، اس کو ناپسند کرنے والا، اور اس سے دوری اختیار کرنے والا ہوتا ہے۔ بندہ اپنے دل میں اللہ تعالی کو جو مقام دیتا ہے، اسی کے مطابق اللہ تعالی بھی اس کو اپنے پاس مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے۔

> اللہ تعالی کی ذات، اس کے اسماء و صفات کی معرفت دل کی اصلاح اور ایمان کی تکمیل ہے۔

چوتھی بات:

درحقیقت اللہ تعالی کی ذات کی معرفت رکھنے والا انسان اپنے اسماءِ حسنیٰ و صفاتِ الٰہیہ کے علم کو اللہ تعالی کے جملہ افعال و احکام کے لئے ثبوت بناتا ہے؛ اس لئے کہ اللہ تعالی سے وہی افعال صادر ہوتے ہیں جو اس کے اسماء و صفات کے تقاضوں کے عین مطابق ہوتے ہیں، اور اس کے اعمال حکمت و انصاف اور فضل و کرم پر مبنی ہوتے ہیں۔ نیز اللہ تعالی جو بھی حکم صادر کرتے ہیں، وہ سارے احکام اپنی کبریائی، حکمت و فضل کے تقاضوں کے عین مطابق ہوتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالی کی طرف سے دی جانے والی ساری خبریں سچ اور حق ہیں، اور اس کی طرف سے ملنے والے سارے احکام عدل و انصاف، اور حکمت و رحمت پر مبنی ہیں۔ اسماء و صفات کا یہ علم عظیم مرتبہ و مقام کا حامل ہے، اور مزید وضاحت کرتے ہوئے اس کی طرف آگاہ کرنے سے بے نیاز ہے۔

پانچویں بات:

اللہ تعالی کی صفات اور ان کے تقاضوں میں شامل ہونے والی ساری ظاہری اور باطنی عبادتوں کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے، اس لئے کہ ہر صفت کے لئے ایک خصوصی بندگی ہے، جو اس کے تقاضوں میں شمار ہوتی ہے۔ دلی طور پر اور جسمانی طور پر کی جانے والی ساری عبادتوں میں یہ بات عام ہے؛ چنانچہ جب بندے کو یہ یقین حاصل ہوجائے کہ صرف اللہ تعالی ہی نفع و نقصان کا مالک ہے، وہی دینے اور چھین لینے کی صلاحیت رکھتا ہے، وہی روزی دیتا ہے، وہی پیدا کرتا ہے، اور وہی

زندگی اور حیات بخشتا ہے، تو اس یقین سے باطنی طور پر بندے کے اندر توکل و بھروسہ کی بندگی پیدا ہوتی ہے، اور ظاہری طور توکل کے آثار رونما ہوتے ہیں۔ بندے کا اللہ تعالی کے سننے اور دیکھنے کی قدرت رکھنے والے کا علم رکھنا، اور یہ جاننا کہ اللہ تعالی سے کائنات کا ذرہ برابر بھی پوشیدہ نہیں ہے، وہ ہر ڈھکی چھپی چیز کو جانتا ہے، وہ آنکھوں اور سینوں میں چھپی ہوئی چیزوں کا علم رکھتا ہے، تو اس علم سے بندے میں ہر اس چیز سے محفوظ رہنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں۔ پھر وہ اپنے ان اعضاء کو ان ہی اشیاء سے مربوط رکھتا ہے، جو اللہ تعالی کو راضی اور خوش رکھتے ہیں، اس کے نتیجے میں باطنی طور پر بندے کے اندر حیاء کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اور حیاء بندے کو برائیوں اور حرام چیزوں سے دور رکھتی ہے۔ جب بندے کو اللہ تعالی کی بے نیازی، جود وکرم، انعام و اکرام سے نوازنے کی قدرت اور اس کی رحمت کا علم ہوتا ہے، تو اس سے بندے کے اندر امید کا دائرہ بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح جب بندے میں اللہ تعالی کی عظمت و جلال اور عزت و ہیبت کی معرفت پیدا ہوجاتی ہے، تو اس سے بندے میں خشوع و خضوع اور محبت پیدا ہوتی ہے، اور پھر یہ ساری باطنی کیفیتیں اپنے اپنے تقاضوں کے مطابق بندے میں ظاہری بندگی کی کئی شکلیں پیدا کرتی ہیں۔ ۔ ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بندگی کا سارا دار و مدار اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے تقاضوں پر مبنی ہے۔

چھٹی بات:

اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے بندوں کے دلوں کی، اور اخلاق و کردار کی سدھار میں بڑے اچھے اثرات ہیں، نیز اس کے برعکس اسماء و صفات الٰہیہ کے علم سے ناواقفیت روحانی امراض کا دروازہ ہے۔

ساتویں بات:

جب کبھی بندہ کسی مصیبت و تکلیف یا پریشانیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، تو ایسے اوقات میں اللہ تعالی کے اسماء و صفات کا علم بندے کے لئے تسلی کا ساماں ہوتا ہے، کیونکہ جب بندے کا یہ یقین ہو کہ اس کا پروردگار زیادہ جاننے والا، حکمت والا اور انصاف کرنے والا ہے، جو کسی ایسے شخص کے ساتھ نا انصافی نہیں کرتا، جو اس کے فیصلوں سے خوش ہو اور صبر کا دامن تھامے ہوئے ہو، اور بندے میں یہ یقین پیدا ہوجاتا ہے کہ اس کو پہنچنے والی ساری مصیبتیں، اور ساری آزمائشوں میں کئی مفادات و مصلحتیں ہیں، جن کے ادراک سے اس کا علم قاصر ہے، لیکن اللہ تعالی کی حکمت و علم کا تقاضہ یہی ہے، تو اس یقین سے بندے کو قرار ملتا ہے، اپنے رب کے فیصلے سے وہ خوش رہتا ہے، اور اپنے سارے معاملات کو اللہ کے سپرد کردیتا ہے۔

آٹھویں بات:

اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے معانی کو سمجھنا اللہ تعالی کی محبت و عظمت، اس کی ذات سے امید باندھے رکھنے، اس سے خوف کرنے، اس پر بھروسہ رکھنے، ہمیشہ اس کو حاضر و ناظر سمجھنے، اور اس کے علاوہ دیگر بہت سی خوبیاں بندے میں پیدا کرنے کا ضامن ہے، جو کہ اسماء حسنیٰ اور صفاتِ الٰہیہ کی معرفت کے ثمرات ہیں۔

نویں بات:

یقیناً اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے معانی میں غور و فکر کرنا اللہ تعالی کی کتاب قرآن کریم میں غور و فکر کرنے کا معاون و مددگار ہے، اور اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں قرآن کریم میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا ہے: یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔

ص: ۲۹

چونکہ قرآن کریم میں بکثرت اللہ تعالی کے اسماء و صفات کا مناسب مقامات پر ذکر آیا ہے، لہذا ان اسماء و صفات میں غور و فکر سے کام لینے میں قرآن کریم میں تدبر و تفکر کا ایک بڑا دروازہ کھل جاتا ہے۔ جب آپ قرآن کریم میں تدبر و تفکر سے کام لیں گے، تو قرآن کریم آپ کو آسمانوں کے اوپر عرش پر بیٹھے ہوئے ایسے بادشاہ اور قیوم ذات کا مشاہدہ کروائے گا، جو اپنے بندوں کے معاملات چلاتا ہے، انہیں حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے، رسولوں کو بھیجتا ہے، کتابیں نازل کرتا ہے، راضی ہوتا ہے اور ناراض بھی ہوتا ہے، ثواب اور عذاب دینے کی قدرت رکھتا ہے، دیتا بھی ہے اور چھینتا بھی ہے، عزت بخشتا ہے اور ذلیل بھی کرتا ہے، بلندی اور پستی دینے کا اختیار رکھتا ہے، ساتوں آسمانوں کے اوپر سے دیکھتا اور سنتا ہے، ہر ڈھکی اور کھلی چیزوں کو جانتا ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، ہر کمال و خوبی کا حامل ہے، ہر عیب سے پاک ہے، ذرہ برابر بھی اس کی اجازت کے بنا حرکت نہیں کرتا ہے، اور پتہ بھی اس کے علم کے بنا نہیں گرتا ہے، یقیناً وہ ذات بہت زیادہ علم و حکمت والی ہے۔

جو اللہ تعالی کی ذات کو پالے، اس نے کیا کھویا؟ اور جو اللہ تعالی کو کھودے، اس نے کیا پایا؟

دسویں بات:

اللہ تعالی کے اسماء و صفات کی معرفت دل میں اللہ تعالی کا ادب و احترام اور اس سے حیاء کرنے کا داعیہ پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالی کے ادب و احترام کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے دین پر استقامت کے ساتھ عمل کیا جائے، اور ظاہری و باطنی طور پر اس دین کے آداب بجا لائے جائیں، اور اللہ تعالی کا ادب و احترام تین چیزوں کے بنا پیدا ہو ہی نہیں سکتا ہے: ایک اللہ تعالی کے اسماء وصفات کی معرفت ہو، دوسری چیز اس کے دین و شریعت، اور اس کی پسندیدہ و ناپسندیدہ چیزوں کی معرفت ہو، تیسری چیز علمی و عملی طور پر حق و سچائی کو قبول کرنے کے لئے تیار رہنے والا نرم دل ہو۔

گیارھویں بات:

اللہ تعالی کے اسماء و صفات کی معرفت بندے کو اپنے نفس کی برائیوں، اور اس کے اندر پائے جانے والے عیوب سے آگاہ رکھتی ہے، پھر بندہ اپنے نفس کی اصلاح میں لگ جاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ انکار و ہٹ دھرمی کے چار اسباب ہیں: تکبر، حسد، غصہ، اور شہوت نفسانی۔ اور ان چار اسباب کے پیدا ہونے کی وجہ بندے کی اپنے پروردگار کی ذات سے، اور خود اپنے آپ سے ناواقفیت ہے، اور جب بندہ اپنے پروردگار کی باکمال صفات اور باعظمت خوبیوں سے واقف ہوجاتا ہے، اور اپنے نفس میں پائے جانے والی برائیوں سے آگاہ رہتا ہے، تو پھر وہ نہ تکبر کرتا ہے، نہ غصہ کرتا ہے، اور نہ اللہ تعالی کی طرف سے اپنے کسی بھائی کو ملی ہوئی نعمتوں پر حسد کرتا ہے۔

بارھویں بات:

اللہ تعالی کے اسماء و صفات سے بندے کا واقفیت و سمجھ نہ رکھنا، اور ان صفات کی بناء پر اللہ تعالی کی بندگی نہ کرنا گمراہی و جہالت کا سبب ہے۔ جس شخص کو اللہ

اللہ تعالی کی معرفت میں دلوں اور جسموں کی اصلاح ہے۔

تعالی اور اس کے رسولوں کا علم نہ ہو، تو وہ پھر کس چیز کا علم رکھنے والا شمار ہوگا؟ جس شخص کو اسماء و صفات الہیہ کی حقیقت ہی معلوم نہ ہو، تو پھر وہ کس چیز کی حقیقت جان سکتا ہے؟ اور جس شخص کو اللہ تعالی کی ذات، اس کی مرضی و چاہت کے مطابق عمل، اس کے دربار سے قریب کرنے والے راستوں، اور اللہ تعالی کے دربار تک پہنچنے کے بعد اس کو ملنے والی نعمتوں کا علم نہ ہو، تو پھر وہ کس علم اور عمل کا حامل سمجھا جائے گا؟ یقینی طور انسانی زندگی اس کی روح و دل کے زندہ ہونے پر موقوف ہے، اور دل اسی وقت زندہ رہتا ہے، جب اس کو اپنے خالق کی معرفت ہو، اس سے محبت ہو، اسی کی عبادت میں وہ لگا ہو، اسی کے سامنے گریہ و زاری کرتا ہو، اسی کے ذکر سے اس کو سکون حاصل ہوتا ہو، اور اسی کے تقرب سے اس کو انسیت ملتی ہو۔ جس شخص کو اس جیسی زندگی حاصل نہ ہو، وہ دراصل ہر قسم کی بھلائی سے محروم ہے، چاہے اس کے عوض دنیا کی ساری نعمتیں اس کو مل جائیں۔

تیرھویں بات:

اللہ تعالی کے اسماء و صفات کی معرفت وحدانیت کو خالص کرنے اور ایمان کو کامل بنانے کا سبب ہے۔ اسی معرفت سے دلی اعمال، جیسے اخلاص و محبت، امید و خوف، اور ایک ذات پر بھروسہ کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کے اسماء و صفات کی معرفت کا اہتمام، اور اس میں غور و فکر ایک چھوٹا سا عمل ہے، لیکن دلوں کی اصلاح، اور وسوسوں و آفتوں سے دلوں کو پاک رکھنے میں اس کا بہت بڑا کردار ہے۔ جو شخص شریعت کے اصول و ضوابط میں غور و فکر سے کام لے گا، تو اس کو یہ علم ہوجائے گا کہ اعضاء و جوارح کے اعمال دل کے اعمال سے مربوط ہیں، اور اعضاء و جوارح سے سرزد ہونے والے اعمال دلی اعمال سے متعلق ہیں، نیز اس شخص کو یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ اعضاء و جوارح سے طے پانے والے اعمال سے زیادہ اہمیت ان اعمال کی ہے، جو دلوں سے صادر ہوتے ہیں۔ کیا مومن اور منافق کے درمیان صرف اسی بات سے فرق نہیں کیا جاتا ہے کہ ان دونوں کے دلوں میں کیا کیا عقائد مضمر ہیں، جو ان دونوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں؟ اور کیا کسی بھی انسان کے لئے اعضاء کے عمل سے پہلے دل کے عمل کے ذریعے اسلام میں داخل ہونے کے علاوہ کوئی اور راستہ ہے؟ دل کی بندگی اعضاء و جوارح کی بندگی سے زیادہ عظیم و اہم، اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اور یہی بندگی اعضاء سے صادر ہونے والے اعمال کا راستہ ہے؛ اسی لئے دل کی بندگی ہر وقت ضروری و فرض ہے۔

https://www.with-allah.com/ur

اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے باب میں کچھ قواعد و ہدایات:

اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

۱. یقیناً اللہ تعالی کے سارے نام اچھے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں۔

الاعراف: ۱۸۰

ہمیں اللہ تعالی کی ذات کی معرفت اس کی بلند ذات سے حاصل ہوئی ہے، تاکہ ہم اس کی بندگی کریں، اس کی تعظیم کریں، اس سے محبت رکھیں، اس کا ڈر اپنے اندر پیدا کریں، اور اس سے آس لگائے بیٹھیں۔

۲. اللہ تعالی کے اسماء و صفات کو صرف دو مصدروں سے ثابت کیا جائے گا، اس کے علاوہ کوئی اور تیسرا مصدر قابلِ قبول نہیں ہے، وہ دو مصدر اللہ تعالی کی کتاب قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ ان دونوں کے علاوہ کوئی اور مصدر اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے لئے ثبوت نہیں ہوسکتا ہے، لہذا ہم وہی اسماء و صفات اللہ تعالی کے لئے مانیں گے، جو اللہ اور اس کے رسول نے بیان کیے ہیں، اور وہی اسماء و صفات کی اللہ تعالی کی ذات سے نفی کریں گے، جس کی نفی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، نیز ان ثابت شدہ اسماء و صفات کے اضداد کی مکمل طور پر نفی کریں گے۔ وہ صفات جن کے بارے میں ثبوت اور نفی کا کوئی حکم نہ ملا ہو، تو ایسی صفات کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے گی، چنانچہ ان جیسی صفات کا نہ انکار کیا جائے گا، اور نہ ان کو ثابت کیا جائے گا، کیونکہ ان کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ملا ہے۔ اور جہاں تک ان صفات کے معانی کا سوال ہے، تو اس بارے میں تھوڑی سی تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر ان صفات سے اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ ایسی حق و سچی بات جوڑی جائے، جو اس کے شایانِ شان ہو، تو ایسی صفات مقبول سمجھی جائیں گی، اور اگر ان کے معانی اللہ تعالی کی ذات کے شایانِ شان نہ ہو، تو پھر ان صفات کا انکار فرض ہو گا۔

۳. اللہ تعالی کی صفات میں صفتِ کلام کا درجہ بالکل اللہ تعالی کی ذات میں صفتِ کلام کی طرح ہے، اور چونکہ ہمیں اللہ تعالی کی ذات کی کیفیت کا علم نہیں ہے، تو یقینی طور پر ہمیں اس کے صفاتِ حسنی کی کیفیت کا بھی علم نہیں ہو گا۔ لیکن کسی قسم کی تبدیلی، صفت بیانی، تشبیہ اور ان صفات کو ناکارہ سمجھے بنا ان پر ہم پورا یقین رکھتے ہیں، اور ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔

۴. اللہ تعالی کے اسماء و صفات میں سے ہر ایک کے لئے اس کے حقیقی معنی ہیں، اس میں مجازی یا کوئی اور معنی کا احتمال نہیں ہے۔ یہ معانی اللہ تعالی کی ذات اور اس میں پائے جانے والی صفات پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے القادر، العلیم، الحکیم، السمیع، البصیر۔ یہ سارے نام اللہ تعالی کی ذات پر، اور اس میں پائے جانے والے علم و قدرت، حکمت و سماعت اور بصارت جیسی صفات پر دلالت کرتے ہیں۔

۵. بنا کسی صفت کو ناکارہ بنائے اللہ تعالی کی ذات کو عیوب سے پاک سمجھا جائے، چنانچہ اللہ تعالی کی ذات سے عیوب کی نفی اجمالی طور پر ہر عیب سے نفی کے مماثل ہے، اور اللہ تعالی کے لئے صفاتِ کمال کا ثبوت تفصیلی طور پر ہر صفت کو شامل ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ الشوریٰ: ۱۱

۶. اللہ تعالی کے اسماء پر ایمان لانے کے لئے جس طرح اللہ تعالی کا نام اپنے اندر پائی جانے والی صفت پر ایمان رکھنے کا متقاضی ہے، اسی طرح اس نام سے متعلقہ اثرات پر بھی ایمان کا تقاضہ کرتا ہے، مثال کے طور پر اللہ تعالی کا نام "رحیم" ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی کی ایک صفت رحمت ہے، چنانچہ وہ اپنی صفتِ رحمت کی بناء پر اپنے بندوں کے ساتھ رحم کا معاملہ کرتا ہے۔

اس مقام پر اللہ تعالی کے اسماء و صفات کو سمجھنے سے متعلق کچھ ضروری و اہم ہدایات ہیں، اور ان کی تفصیل یہ ہے:

۱. اسماء حسنی متعین اعداد میں منحصر نہیں ہیں، حدیث پاک میں آیا ہے کہ: "۔۔۔میں آپ سے آپ کے ہر اس نام کے صدقے مانگتا ہوں، جو آپ نے اپنے لئے اختیار کیا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے، یا اپنے کتاب میں نازل کیا ہے، یا اپنے علمِ غیب میں اس کو اپنے لئے خاص رکھا ہے۔۔۔"۔

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

۲. اسماء حسنی میں سے کچھ ایسے نام ہیں، جو صرف اللہ تعالی کی ذات کے لئے ہی مخصوص ہیں، ان ناموں میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، اور نہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو ان ناموں سے پکارا جاسکتا ہے، جیسے اللہ، الرحمٰن۔ اور بعض نام ایسے ہیں، جو اللہ تعالی کے علاوہ اوروں کو بھی اس نام سے پکارا جاسکتا ہے، اگرچہکہ اللہ تعالی کے نام اور اس کی صفات سب سے زیادہ کامل و مکمل ہوتی ہیں۔

۳. اللہ تعالی کے ناموں میں سے ہر نام کی ایک صفت اخذ کی جاسکتی ہے، چنانچہ ہر نام ایک صفت پر مشتمل ہوتا ہے، لیکن صفات سے کوئی نام اخذ نہیں کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالی کو غصہ آتا ہے، لیکن ہم یہ نہیں کہیں گے کہ اللہ تعالی "غضوب" ہیں۔ اللہ تعالی کی ذات بہت ہی زیادہ بلند و بالا ہے۔

اسماء و صفات پر ایمان رکھنے سے بندے پر پڑنے والے اثرات:

١. اللہ تعالی کے اسماء و صفات کی بندگی: جب بندہ اللہ تعالی کے اسماء و صفات کا علم رکھتا ہے، تو وہ اللہ تعالی کی مراد کے مطابق ان پر ایمان رکھتا ہے، اور ان صفات کے معانی جان لیتا ہے، جس سے کہ اپنے پروردگار پر اس کا ایمان بڑھنے لگتا ہے، پھر وہ دل سے اللہ تعالی کی عظمت کرنے لگتا ہے، اور اسی وجہ سے کہاجاتا ہے کہ: "جس شخص کے اندر اللہ تعالی کی جس قدر زیادہ معرفت ہوگی، وہ اللہ تعالی سے اسی قدر زیادہ خوف رکھنے والا ہوتا ہے"۔

٢. ایمان کی زیادتی:

اسماء حسنیٰ اور صفاتِ الہیہ کی معرفت سے بندہ اپنے دل میں اللہ تعالی کی عظمت کے احساس سے سرشار رہتا ہے؛ اور اس احساس کی وجہ سے اس کا ایمان مزید پروان چڑھتا ہے، اور اللہ تعالی کے سامنے عاجزی و انکساری میں وہ اور بڑھ جاتا ہے۔ اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انہیں ہدایت میں اور بڑھا دیا ہے اور انہیں ان کی پرہیزگاری عطا فرمائی ہے۔ محمد: ١٧

٣. اللہ تعالی کا ذکر:

جس شخص کو اللہ تعالی کی معرفت حاصل ہوجائے، وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے، اور جو اپنے پروردگار سے محبت کرنے لگتا ہے، تو بکثرت اس کا ذکر کیا کرتا ہے، اس لئے کہ یہ محبت اس کے دل و دماغ پر غالب ہوگئی ہے، یہاں تک کہ وہ اسی محبت کی بنیاد پر ہی کسی سے محبت کرنے لگتا ہے، اور اسی کی بنیاد پر ہی کسی سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

اللہ تعالی کی محبت: اللہ تعالی فرماتے ہیں: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔ البقرۃ:١٦٥

٤. جب بندہ اللہ تعالی کی عظیم صفات سے واقف ہوجاتا ہے، تو اس کا نفس خود بخود اللہ تعالی کی ذات کی طرف مائل ہوجاتا ہے، اور اسی کی طرف لَو لگائے رہتا ہے، پھر نفس اللہ تعالی کے کمالِ جلال و جمال پر خوشی محسوس کرتا ہے، اور اسی وجہ سے بندہ اپنے رحمٰن خدا کے کلام کی تلاوت میں لذت پاتا ہے، اس کے سامنے دعائیں کرنے میں اس کو لطف آتا ہے، اور وہ اسی سے امید و بیم کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑتا ہے؛ اس لئے کہ اللہ تعالی کی محبت بندہ کو اسی

https://www.with-allah.com/ur

جانب ابھارتی ہے، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ وہ اللہ تعالی سے محبت کرنے لگتا ہے، ہر اس چیز اور ہر اس شخص سے محبت کرنے لگتا ہے، جس سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں۔

٥. اللہ تعالی کی ذات سے حیاء:

جس قدر بندہ اللہ تعالی کی ہیبت و عظمت کی معرفت حاصل کرے گا، اسی قدر وہ اللہ تعالی سے حیاء کرے گا، پھر یہ عظمت و ہیبت بندہ اور اس سے بھی بڑی چیزوں کی حفاظت کرے گی، موت اور رونے کو یاد دلائے گی، اور آپ کے اعضاء و جوارح کو محفوظ رکھے گی، تاکہ اللہ تعالی آپ سے راضی ہوجائے۔

٦. اللہ تعالی کے لئے نفس کی عاجزی و انکساری:

جب تمہیں اللہ تعالی کی عزت و عظمت کا علم ہوگیا ہے، تو اب تم اپنی ذلت و عاجزی کو جانو۔ جب تمہیں اللہ تعالی کی قوت و ہیبت کا ہوگیا ہے، تو اب تم اپنی کمزوری کو جانو۔ جب تمہیں اللہ تعالی کی بادشاہت کا علم ہوگیا ہے، تو اب تم اپنی محتاجگی کو جانو، اور جب تمہیں اللہ تعالی کے باکمال صفات اور باعظمت اسماء کا علم ہوگیا ہے، تو اب تم اپنی محتاجگی، اور ذلت و ناتوانی کو جانو، کیونکہ تم صرف بندے اور غلام ہو۔

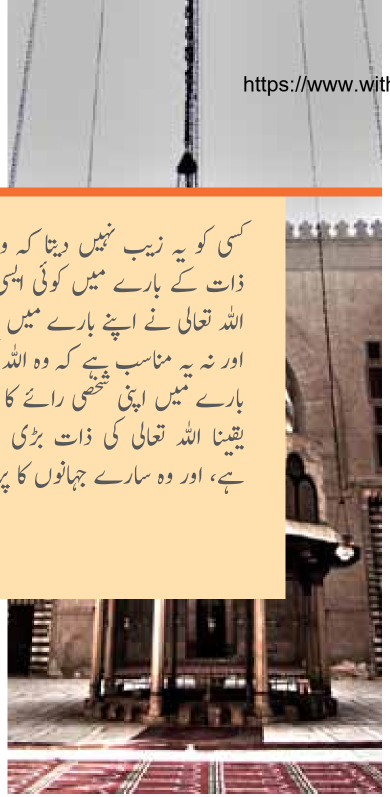

کسی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالی کی ذات کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جو اللہ تعالی نے اپنے بارے میں بیان نہ کی ہو، اور نہ یہ مناسب ہے کہ وہ اللہ کی صفات کے بارے میں اپنی شخصی رائے کا اظہار کرے۔ یقینا اللہ تعالی کی ذات بڑی بابرکت و بلند ہے، اور وہ سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

امام ابو حنیفہ

مراجعہ

١. اللہ تعالی کے فرمان: "اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی"۔ اس آیت کی تفسیر کریں۔

٢. اللہ تعالی کی ذات اور اس کے اسماء و صفات کا علم کیوں سب سے اشرف و افضل علم ہے؟

٣. اللہ تعالی کے اسماء وصفات کو آپ کس طرح سمجھ پائیں گے، مثال کے طور پر یہ کیسے سمجھیں گے کہ اللہ تعالی "غفور" ہے؟

اللہ تعالی کی ذات وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔

الله الأحد الأعلى الأكرم
الإله الأول الآخر الظاهر
الباطن البارئ البر البصير
التواب الجبار الحافظ الحسيب
الحفيظ الحفي الحق المبين
الحكيم الحليم الحميد الحي
القيوم الخبير
الخالق
الخلاق الرؤوف
الرحمن الرحيم الرزاق الرقيب
السلام السميع الشاكر الشكور
الشهيد الصمد العالم العزيز
العظيم العفو العليم العلي
الغفار الغفور الغني الفتاح
القادر القاهر القدوس القدير

القريب القوي القهار الكبير
الكريم اللطيف المؤمن المتعالي
المتكبر المتين المجيب المجيد
المحيط المصور المقتدر المقيت
الملك المليك المولى المهيمن
النصير الواحد الوارث الواسع
الودود الوكيل الولي
الوهاب
الجميل الجواد
الحكم الحيي الرب الرفيق
السبوح السيد الشافي الطيب
القابض الباسط المقدم المؤخر
المحسن المعطي المنان الوتر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بیشک اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں، جو ان ناموں کو یاد کرلے، وہ جنت میں داخل ہوجائیگا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالی کے اسمائے حسنی کو یاد کرنے کے ضمن میں ان کو حفظ کرنا، ان کے معان؟ کو جاننا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعے خدا سے دعا کرنا شامل ہے؟

https://www.with-allah.com/ur

اللہ تعالی کی ذات اور اس کے اسماء و صفات کی معیت میں گذرنے والی زندگی:

الف: یقیناً وہ "اللہ" ہے:

وہ اللہ جو رحمٰن و رحیم ہے۔۔۔

یقینا اللہ تعالی کی ذات رحمٰن و رحیم ہے۔۔۔

اللہ تعالی نے اپنی ذات پر رحمت فرض کر رکھی ہے، اور اس کی رحمت اس کے غصے پر غالب ہے، نیز اس کی رحمت ہر چیز کو اپنے احاطے میں رکھے ہوئے ہے۔۔۔ بے شک اللہ تعالی کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔ الاعراف: ۵٦

"یقیناً اللہ تعالی رحمٰن و رحیم ہے"۔

اللہ تعالی کی ذات ہماری ماؤں سے زیادہ ہم پر مہربان ہے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچے کو دودھ پلانے والی ماں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ کہا: "کیا تم اس ماں کو دیکھ رہے ہو، جو اپنے بچے کو آگ میں جھونک رہی ہے، ہم نے کہا: نہیں، وہ اپنے بچے کو آگ میں نہ جھونکنے کی طاقت رکھتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی اپنے بندوں پر اس ماں کی اپنے بچے کے لئے پائی جانے والی ممتا سے زیادہ مہربان ہے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

"الرحمن، الرحیم، البر، الکریم، الجواد، الرؤوف، الوھاب": یہ سب نام قریب المعانی ہیں، اور یہ نام اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کی ذات رحم و کرم، اور جود و سخاء سے متصف ہے، نیز اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کی رحمت اپنی حکمت کے تقاضوں کے مطابق ساری کائنات کو گھیرے ہوئے ہے، اور اس رحمت کا زیادہ حصہ مومنوں کے لئے خاص ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ [الاعراف: ۱۵٦] سارے انعامات اور ہر طرح کے احسانات اللہ تعالی کی رحمت، اور اس کے جود و کرم ہی کا مظہر ہیں، نیز دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں اسی کی رحمت کے شاہد ہیں۔

یقیناً اللہ تعالی رحمٰن و رحیم ہے۔

اللہ تعالی ساری کائنات پر رحم کرتا ہے، اور اس کے پاس وہ رحمت بھی جو اس کے مومن بندوں کے لئے مخصوص ہے۔

اور اللہ تعالی مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ الاحزاب: ۴۳

یقیناً وہ رحیم ہے۔۔

اس کی رحمت ہی کا تقاضہ ہوا کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہانوں کے لئے رحمت کی شکل میں انسانیت کے لئے رہبر، اور ان کی دینی و دنیوی مصلحتوں

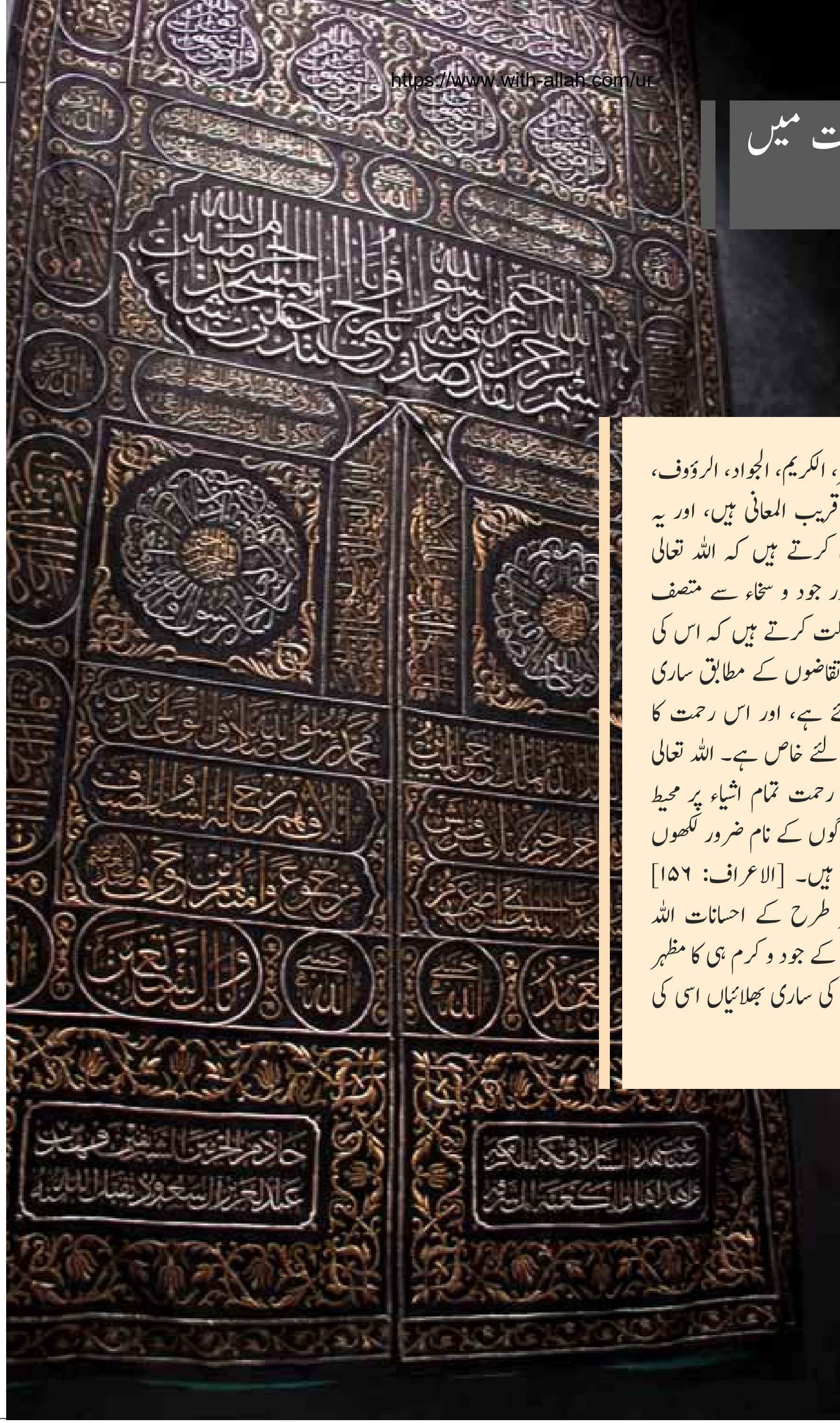

کا محافظ بنا کر بھیجا۔

"یقیناً اللہ کی ذات رحیم ہے"۔۔۔

اس کی رحمت کو اس کے علاوہ کوئی اتارنے والا نہیں ہے، اور نہ اس کے علاوہ کوئی اس کی رحمت پر گرفت رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالی جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ فاطر: ۲

یقیناً اللہ تعالی رحمٰن و رحیم ہے۔۔۔

اللہ تعالی وھّاب و جوّاد ہے۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی وھّاب و جوّاد ہے۔۔۔

اے نعمتوں کو عطا کرنے والے۔۔۔ اے امیدوں کو باندھے رکھنے والے۔۔۔ اے احسان کرنے والے۔

مجھے رضامندی کی دولت عطا فرما۔۔۔ مجھے امن و امان عطا فرما۔۔ مجھے سعادت و محبت عطا فرما۔

ہم پر احسان و کرم فرما؛ تو ہی جود و کرم اور فضل و عطا کا مستحق ہے۔ اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔ آل عمران: ۸

"یقیناً اللہ تعالی کریم ہے، کرم و اچھے اخلاق کو پسند کرتا ہے، اور بد اخلاقی سے نفرت رکھتا ہے"۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

"الوھّاب"۔۔

جس کو چاہے عطا کرتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔

"الجوّاد"۔۔

اس کی عطا کی کوئی انتہاء نہیں ہے، اور اس کے احسان

کو کوئی روکنے والا نہیں ہے، وہ کسی چیز کو کہتا ہے: ہوجا، بس وہ وہیں ہوجاتی ہے۔ البقرة: ١١٧

"الوهّاب"۔۔۔

وہ ظاہری و باطنی نعمتِ رزق عطا کرتا ہے، اور اپنے فضل و کرم سے عطاؤں کو نچھاور کرتا ہے۔

اللہ تعالی اپنے بندے کے دل میں جو اچھے خیالات، مفید باتیں، علم و ہدایت، توفیق و سعادت، اور اس کو دعاء کی قبولیت وغیرہ سے نوازتا ہے، ان ساری چیزوں کا تعلق اسی باطنی نعمتِ رزق سے ہے، جو اللہ تعالی بہت سے لوگوں کو اس سے نوازتا ہے۔

"الوهّ"۔۔

دے یا اپنا ہاتھ کھینچ لے، بلند کرے یا اوندھے منہ گرادے، اور احسانوں کے سلسلے کو جاری رکھے یا اس کو منقطع کردے، اسی کے قبضہ قدرت میں ہر بھلائی ہے، وہ یقیناً ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی وهّاب اور جوّاد ہے۔۔۔

اللہ تعالی واسع ہے۔۔

یقیناً اللہ تعالی واسع ہے۔۔

اللہ تعالی کشادگی اور وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔ البقرة: ١١٥

"الواسع"۔۔

وہ جوّاد ہے، اس کا جود و کرم ہر سوال کو اپنے اندر سمولیتا ہے۔

"الواسع"۔۔

اللہ تعالی اپنے صفات میں کامل و مکمل ہے۔۔۔ اپنے ناموں میں عظمت والا ہے۔ اس کی حمد و ثناء کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ وہ وسیع عظمت و بادشاہت، سلطنت و سخاوت، اور وسیع جود و احسان کا مالک ہے۔

"الواسع"۔۔

ساری مخلوق کو اپنے علم و عطاء، حفاظت و نگرانی، اور تدبیر سے گھیرے ہوئے ہے۔

"الواسع"۔۔

اللہ تعالی کی ذات ساری آوازوں کو سنتی ہے، اور مختلف زبانوں سے اس کو کوئی مغالطہ نہیں ہوتا ہے۔

"الواسع"۔۔

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لئے عبادت کو آسان بنادیا ہے، دین کو ان کے لئے سہولت بخش بنادیا ہے، اور اس نے بندوں کو اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لیا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی واسع ہے۔۔۔

اللہ تعالی ودود ہے۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی ودود ہے۔۔۔ وہ بڑا بخشش کرنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔ البروج: ١٤

اللہ تعالی اپنے بندوں کے ساتھ محبت کرنے والا ہے۔۔۔ ان سے محبت کرتا ہے، انہیں اپنے تقرب سے نوازتا ہے، ان سے خوش ہوتا ہے، اور انہیں خوش کرتا ہے۔۔۔ جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی۔ المائدة: ٥٤

اللہ تعالی انہیں لوگوں کی محبت عطا کرتا ہے؛ پھر لوگ ان سے محبت کرنے لگتے ہیں، اور ان کی باتوں کو بخوشی قبول کرنے لگتے ہیں۔

"الودود"۔۔

اللہ تعالی اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے، ان سے بہت زیادہ قریب رہتا ہے، اور اپنے بندوں کی خیرخواہی چاہتا ہے۔

"الودود"۔۔

اللہ تعالی کے بندے اس سے محبت کرتے ہیں، اور اس سے ملاقات کا شوق رکھتے ہیں؛ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ: "جو شخص اللہ تعالی سے ملاقات کا شوقین ہوتا ہے، اللہ تعالی بھی اس سے ملنے کا شوقین ہوتا ہے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

"الودود"۔۔

اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنے دل کو صاف و پاک رکھو، کینہ و بغض سے اس کو دور رکھو، نیز کینہ کپٹ کی گندگی کو محبت کے پانی سے دھونے، اور حسد کی آگ کو محبت و پیار کے برف سے صاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی ودود ہیں۔۔

"الودود"۔۔۔ وہ ذات ہے جو اپنے نبیوں، رسولوں، ان کی پیروی کرنے اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتی ہے؛ چنانچہ اللہ تعالی کی ذات ان لوگوں کے دلوں میں ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے، ان کے دل اللہ کی محبت سے پُر ہیں، ان کی زبانیں اپنے پروردگار کی تعریف سے تر ہیں، اور ان کے دل ہر طرح کے اخلاص و محبت سے اس کے دربار سے لَو لگائے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالی حیّ اور قیّوم ہے۔۔

یقیناً اللہ تعالی حیّ اور قیّوم ہے۔۔۔

اللہ تعالی ہی معبودِ برحق ہے، اس کے سواء کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے۔ آل عمران: ۲

یقیناً اللہ تعالی قیّوم ہے۔۔۔ اللہ تعالی ہی معبودِ برحق ہے، اس کے سواء کوئی معبود نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے۔ آل عمران: ۲

"الحی"۔۔

وہ اپنے آپ میں مکمل زندگی رکھنے والا ہے؛ اس کو کسی کی ضرورت نہیں ہے، جبکہ دوسروں کو اس کی ضرورت ہے۔۔ اور اللہ تعالی کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔

"القیّوم"۔۔

وہ ذات جو مستقل طور پر بذاتِ خود قائم و دائم ہے، اور کسی کی وہ محتاج نہیں ہے۔

"القیّوم"۔۔

ہر انسان کے کرتوتوں کا علم رکھنے والا، ان کے اعمال و اقوال، احوال و کوائف، اور اچھائیوں اور برائیوں کا محافظ، اور ان اعمال پر انہیں آخرت میں بدلہ دینے والا۔

"القیّوم"۔۔

بندوں کے اعمال کی گنتی رکھنے والا۔

"القیّوم"۔۔

ساری کائنات میں سے ہر انسان کی زندگی، اس کے رزق، اس کے احوال اور اس کے معاملات کی تدبیر کرنے والا۔

"الحی القیوم"

بنا زوال ہمیشہ باقی رہنے والا۔

یقیناً اللہ تعالی ہمیشہ ہمیش زندہ و باقی ہے۔۔۔

"الحی القیوم"۔ مکمل زندگی رکھنے والا، اپنے آپ وجود کا حامل، آسمانوں اور زمین والوں کا محافظ، ان کے رزق و دیگر تمام احوال کی تدبیر کرنے والا۔

"الحی" تمام ذاتی صفات کا حامل، اور "قیوم" یعنی دیگر تمام اچھی صفات رکھنے والا۔

اللہ "جبّار" ہے۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی جبّار ہے۔۔۔

وہی اللہ ہے جس کے سواء کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور، اور بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ الحشر: ۲۳

"الجبار"۔۔۔

غمخوار کی غمخواری کرنے والا، پریشان حال کی مدد کرنے والا، محتاج کو بے نیاز بنانے والا، بھٹکنے والوں کی غلطیاں درگذر کرنے والا، گناہ گاروں کے گناہ معاف کرنے والا، عذاب کے مستحقین کو آزادی بخشنے والا، اور اخلاص کے ساتھ محبت کرنے والوں کے دلوں کو دلاسہ دینے والا۔

"الجبار"۔۔۔

وہ ذات جس کی برتری سب سے اوپر اور اس کی نعمتیں ہر چیز سے عالی۔

"الجبار"۔۔۔

وہ ذات جس کی ہر چیز احسان مند ہے، ہر چیز اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتی ہے، اور کسی ایک معاملے کی وجہ سے وہ دوسرے معاملات سے بے خبر نہیں ہے۔

"الجبار"۔۔۔

سلطنت و قوت والا، بادشاہت و حکومت، اور عظمت و جلال والا۔

"الجبار"۔۔۔

اس کے سامنے سارے بڑے بڑے ظالم سرِ تسلیم خم کرتے ہیں، بڑی عزت و عظمت والے لوگ جھکتے ہیں، بادشاہ و شہنشاہ اس کے دربار میں عاجزی و انکساری کرتے ہیں، اور اس کے سامنے بڑے بڑے مجرم و گنہگار سجدہ کرتے ہیں۔

یقیناً اللہ تعالی "جبار" ہے۔۔۔

"الجبار"۔۔ اس کا مطلب وہ بلند و بالا ہے، نیز اس کا مطلب وہ غالب و قوی ذات ہے، اور نرمی کا معاملہ کرنے والی ذات ہے: یعنی عاجز دلوں کو دلاسہ دینے والی، کمزوروں کا مداوا کرنے والی، اور اس کے دربار سے پناہ طلب کرنے والوں کو پرسہ دینے والی ذات ہے۔

اللہ تعالی جمیل ہیں۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی جمیل و خوبصورت ہیں۔

اے پروردگار ہم تیرے مبارک چہرے کو دیکھ کر محظوظ ہونے، اور تیری ملاقات کی نعمت سے بہرہ ور ہونے کی بھیک مانگتے ہیں۔

"الجمیل"

اللہ تعالی کے لئے سارے اچھے اچھے نام ہیں، اور اسی کے لئے ساری اچھی صفات ہیں۔

"الجمیل"

سارے کامل و مکمل ناموں کا جمال، ساری کامل و مکمل صفات کا جمال اور کامل و مکمل کمال کا جمال سب کچھ اللہ تعالی کے لئے ہے۔

آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔ الانعام: ۱۱۵

وہ ذات ہے جس نے ہر چیز کو بڑے نرالے ڈھانچ میں پیدا کیا ہے۔

"الجمیل"

کائنات کا جمال اس کے جلال وجمال کی دلیل ہے؛ اللہ تعالی کے جمال کو انسانی عقل اپنے احاطہ علم میں لا نہیں سکتی ہے، اور نہ انسانی سمجھ بوجھ اس کو بیان کرنے

پر قادر ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "۔۔ میں آپ کی کماحقہ تعریف نہیں کرسکتا ہوں، آپ تو ویسے ہیں جیسے آپ نے خود اپنے بارے میں بیان کیا ہے"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

"الجمیل"

اللہ تعالی کو کائنات کا جمال، اخلاق کا جمال، اور حسنِ ظن کا جمال میسر ہے۔

اے جمال کو پسند کرنے والی جمیل ذات ہمارے دلوں کو ایمان کی روشنی سے جمیل بنادے، ہمارے اخلاق، ہمارے دلوں اور ہماری ظاہری شکلوں کو جمال کی دولت سے مالا مال کردے۔

یقیناً اللہ تعالی جمیل ہے ۔۔۔

اللہ تعالی علیم، خبیر اور محیط ہے ۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی علیم، خبیر اور محیط ہے ۔۔۔

"علیم، خبیر اور محیط"

وہ ذات جس کے علم نے ظاہر و باطن، پوشیدہ و علانیہ، یقینی ومحال، اور ممکنہ چیزوں کو، نیز اوپری و نچلی دنیا کو، ماضی، حال اور مستقبل کو اپنے احاطے میں لے رکھا ہے، کوئی بھی چیز اس کے علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

"علیم و خبیر"

بے شک اللہ تعالی ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے۔ کوئی [بھی] نہیں جانتا کہ کل کیا [کچھ] کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ [یاد رکھو] اللہ تعالی ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔ لقمان: ۳۴

"اللہ تعالی علیم و محیط ہے" ۔۔۔

وہ آسمان و زمین کی ہر ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور جو کچھ تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو وہ [سب کو] جانتا ہے۔ اللہ تو سینوں کی باتوں تک جاننے والا ہے۔ التغابن: ۴

وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔۔۔

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کے مثل زمینیں بھی۔ اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے، تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالی نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے۔ الطلاق: ۱۲

https://www.with-allah.com/ur

نیز اللہ تعالی نے فرمایا: اور اللہ تعالی نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے۔ الطلاق: ۱۲

یقینا اللہ تعالی علیم، خبیر اور محیط ہے۔

اللہ قریب ہے ۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی قریب ہے۔۔۔

اے وہ ذات جو ہر اس شخص سے قریب ہے جو اس سے مانگتا ہے ۔۔۔ اے وہ ذات جو ہر اس شخص سے قریب ہے، جو اس سے لَو لگائے رکھتا ہے۔

اے وہ ذات جو ہر اس شخص سے قریب ہے جو اس سے مانگتا ہے ۔۔۔ اے وہ ذات جو شہ رگ سے بھی زیادہ ہم سے قریب ہے۔

اے قریب ذات تیری محبت و انسیت اور تیری کلام کی لذت سے ہمیں مالا مال فرما۔۔۔ جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں، تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ البقرۃ: ۱۸۶

"القریب"

اپنی بلندیٔ شان کے باوجود اپنے علم و آگہی سے قریب رہنے والی ذات

"القریب"

ہر اس شخص سے اس کی ذات قریب ہے جو اس کو پکارتا ہے۔ وہ لطف و مہربانی کرتی ہے، امیدوں کی برآری کرتی ہے، مصیبتوں اور غموں کو دور کرتی ہے، اور پریشان حال کی دعائیں قبول کرتی ہے۔

"القریب"

ہر اس شخص سے اس کی ذات قریب ہے، جو اس کے دربار میں دستِ توبہ دراز کرتا ہے، اور اس سے لَو لگائے رکھتا ہے۔ اس کے گناہ معاف کرتی ہے، اور اس کی توبہ قبول کرتی ہے۔

"القریب"

بندہ جن عبادتوں کے ذریعے اس سے قربت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ قریب ذات اس کو قبول کرتی ہے، اور بندہ جس قدر اس ذات سے قریب ہوتا ہے، وہ اسی قدر اس سے قریب ہوتی ہے۔

"القریب"

اپنے بندوں کے احوال سے واقف ہے۔ وہ ذات اپنے علم و آگہی سے بندوں سے قریب ہے، اور کوئی بھی چیز

https://www.with-allah.com/ur

اس کے علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

"القریب"

اپنے لطف و کرم، حفاظت و سلامتی، نصرت و مدد اور تائید سے قریب ہے، اور یہ قربت اس ذات کے دوستوں یعنی مومنوں کے لئے مخصوص ہے۔

"القریب"

تمام بندے انجام کار میں اسی ذات کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اور ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ الواقعۃ: ۸۵

"القریب"

دل اس ذات کی قربت سے مانوس ہوتے ہیں، اور اس کے ذکر سے شاد و آباد رہتے ہیں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ قریب ہیں ۔ ۔ ۔

"القریب" ۔ ۔ ۔ ہر ایک شخص سے اپنے علم و آگہی، نگرانی و خبر داری سے بالکل قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ مجیب ہے ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ مجیب ہیں ۔ ۔ ۔

بیشک میرا رب قریب اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ ھود: ۶۱

"المجیب"

جب بندے اس کا وسیلہ طلب کریں، اس سے مانگیں، اور شرعی طور پر جائز اشیاء اس سے طلب کریں، تو وہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے، اور اسی نے اپنے بندوں کو دعاء کرنے کا حکم دیا ہے، اور قبولیتِ دعاء کا بھی اُن سے وعدہ کیا ہے۔

"المجیب"

قیدی قید خانے میں، ڈوبنے والا سمندر میں، محتاج اپنی محتاجگی میں، یتیم اپنی یتیمی میں، بیمار اپنی بیماری میں، اور بانجھ خاتون اپنے بانجھ پن میں اُس کی ذات سے لَو لگائے رکھے، تو وہ ان سب کو ان کی مراد عطا کرتا ہے، ان کی دعائیں قبول کرتا ہے، اور انہیں صحت و تندرستی عطا کرتا ہے۔

"المجیب" ۔ ۔ ۔ دعاء کرنے والے جو بھی ہوں، جہاں بھی ہوں، اور جس کسی حال میں ہوں، وہ سب کی دعائیں قبول کرتا ہے۔

"المجیب"

تنگدست کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ ۔ ۔

بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کرکے سختی کو دور کردیتا ہے۔ النمل: ۶۲

قبولیت کے زیادہ قریب اس بندے کی دعاء ہوتی ہے، جو اس کے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ عالیہ کے ذریعے

اس سے مانگتے ہیں۔ کتنے ایسے لوگ ہیں، جنہوں نے قیدخانوں میں اس سے دعائیں کیں، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قید سے نجات دلادی۔ کتنے ایسے لوگ ہے جنہوں نے سمندروں میں اس سے آس لگائی رکھی، تو اس نے انہیں امن کے ساحل تک پہنچادیا، ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے محتاجگی کے عالم میں اسے یاد کیا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بے نیاز کردیا اور امن و سلامتی کی دولت سے مالا مال کردیا، وہ یتیم بھی ہیں جنہوں نے اپنی یتیمی میں اسے پکارا، تو اس نے انہیں اپنی نگہداشت میں رکھا اور اپنے فضل سے انہیں بڑا بنادیا۔ وہ مریض بھی ہیں، جنہوں نے اس سے امید لگائی، تو اس نے انہیں شفاء عطا فرمائی اور ان کے لئے صحت و تندرستی مقدر کردی، اور کتنی ایسی بانجھ خواتین ہیں جنہوں نے اس کے سامنے عاجزی و انکساری کے ساتھ گڑگڑایا، تو اس نے انہیں اولاد نصیب فرمائی اور عزت و مقام سے نوازا۔

یقیناً اللہ تعالیٰ مجیب ہیں ۔ ۔ ۔

اللہ تعالیٰ نور ہیں ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نور ہیں ۔ ۔ ۔

اللہ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ النور: ۳۵

"النور" ۔ ۔ ۔

وہ ذات جس نے عارفین کے دلوں کو اپنی معرفت اور ایمان سے پُر نور بنادیا، اور ان کی روحوں کو اپنی ہدایت سے روشن کردیا۔

"النور" ۔ ۔ ۔

اپنے نور سے اس نے تاریکیوں کو مٹادیا، آسمانوں اور زمین کو روشن کردیا، اور سالکین کے راستے اور ان کے دلوں کو اسی نور سے مزین کردیا۔

اللہ تعالیٰ نور ہے، اور اس کا حجاب بھی نور ہے، اور جب وہ اپنا حجاب اٹھالے، تو اس کے چہرے کی شعاعوں سے مخلوق کے سامنے موجود ساری چیزیں حدِّ نگاہ تک جل کر خاکستر ہوجائیں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نور ہیں ۔ ۔ ۔

اللہ تعالیٰ حکیم ہیں ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ حکیم ہیں ۔ ۔ ۔

کیا اللہ تعالیٰ [سب] حاکموں کا حاکم نہیں ہے۔ التین: ۸

"الحکیم"

وہ ذات جو ساری چیزوں کو اپنی گرفت میں رکھے، ان کو بخیر و خوبی انجام دے، اور اپنی تقدیر کے فیصلوں کے مطابق ان چیزوں کو ان کے مناسب مقامات پر رکھے۔

"الحکیم"

سارے قوانین اور سارے دستور اس نے اپنی حکمت ہی کی بنیاد پر وضع کئے ہیں۔ اس کی طرف سے وضع کردہ قوانین اپنے مقاصد و مطالب، اور دنیوی و اخروی انجام کے اعتبار سے حکمت پر مبنی ہیں۔

"الحکیم"

وہ ذات اپنے فیصلوں اور اپنی تقدیر میں حکمت والی ہے۔ وہ ذات محتاج کے لئے محتاجگی، بیمار کے لئے بیماری، اور قرضدار کے لئے تنگدستی کے فیصلوں میں حکمت والی ہے، اس کی تدبیر میں کوئی خلل ہوتا ہے اور

نہ اس کے اقوال و افعال میں کوئی کمی یا لڑکھڑاہٹ ہوتی ہے۔ اسی کی ذات ساری حکمتوں کا گہوارہ ہے۔

"الحکیم"

وہ ذات جو اپنے بندوں میں حکمت و معرفت، سنجیدگی و شائستگی، اور ہر کام کو اس کے صحیح مقام پر کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔

اللہ تعالی سارے حاکموں سے زیادہ حکمت والا ہے۔ اس کائنات کی ہر چیز اسی کے حکم سے وقوع پذیر ہوتی ہے، اسی کے ہاتھ میں حلال و حرام قرار دینے کی صلاحیت ہے؛ لہذا حکم وہی ہے جو اس نے نافذ کیا، اور دین وہی ہے جس کا اس نے حکم دیا اور جس سے اس نے منع کیا، اس کے حکم کو کوئی پیچھے ڈالنے والا نہیں ہے، اور نہ کوئی اس کے فیصلے اور تقدیر کو ٹھکرانے والا ہے۔

"الحکیم"

وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے ۔ ۔ ۔ وہ اپنے اوامر و نواہی میں اور اپنی طرف سے دی جانے والی خبروں میں مکمل منصف ہے۔

یقیناً اللہ تعالی حاکم اور حکیم ہے ۔ ۔ ۔

"الحکیم" ۔ ۔ ۔ وہی ذات ہے جس کے لئے اپنی صفتِ خلق اور اپنے اوامر میں مکمل حکمت و دانائی ہے، وہ کسی چیز کو بلا فائدہ پیدا نہیں کرتا ہے، اور نہ کسی بات کا بیکار حکم دیتا ہے۔ اول و آخر اسی کے لئے حکومت و بادشاہت ہے۔

اللہ تعالی ملک، مالک اور ملیک ہے۔

یقیناً اللہ تعالی ملک ہے۔ ۔ ۔

بادشاہ، نہایت پاک الحشر: ۲۳

"الملک"

وہ عظمت و کبریائی والا ہے۔ اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے، اور اس میں جیسا چاہے تصرف کرتا ہے۔ سارے بندے اس کے غلام اور اسی کے محتاج ہیں، اور وہ ان کا بادشاہ و آقا ہے۔

اسی کے لئے مکمل حکومت ہے۔ کوئی بھی بادشاہ یا آقا ہو، سب اسی کے غلام ہیں، اور آسمان وزمین میں جو کچھ بھلائی اور خیر ہے، سب اسی کے احسان و کرم کا ثمرہ ہے۔ اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔ البقرۃ: ۲۵۵

"الملک"

وہ بنا حساب و کتاب عطا کرتا ہے، بندوں پر اپنی عطاؤں کی بارش برساتا ہے، اور اس سے اس کی بادشاہت میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے، اور نہ ایک چیز دوسری چیز سے اس کو بے خبر رکھتی ہے؛ چنانچہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے: " ۔ ۔ ۔اگر تم میں سے پہلا اور آخری شخص، انسان اور جنات ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہوجائیں، اور مجھ سے مانگیں، اور میں ان میں سے ہر ایک کی مراد پوری کردوں، تو اس سے میرے خزانوں میں بالکل اسی قدر کمی ہوگی، جس قدر سوئی کو سمندر میں ڈالکر نکالنے سے ہوتی ہے۔ ۔ ۔" اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

"الملک المالک" ۔ ۔ ۔ اسی کے لئے حکومت و سلطنت ہے، وہی ہے جو بادشاہت کی صفت سے موصوف ہے۔ اور یہ صفت عظمت و کبریائی، اور غلبہ و تدبیر کے معانی پر مشتمل ہے۔ وہ جس کے لئے مخلوق کو پیدا کرنے میں، اوامر کا نفاذ کرنے میں، اور جزاء و سزا دینے میں مکمل اختیار ہے۔ اسی کے لئے ساری اوپری و نچلی دنیا ہے، ساری مخلوق اسی کی غلام ہے، اور اسی کی محتاج ہے۔

"الملک"

وہ جسے چاہتا ہے، بادشاہت عطا کرتا ہے؛ اللہ تعالی فرماتے ہیں: آپ کہہ دیجئے اے اللہ: اے تمام جہاں کے مالک: تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ آل عمران: ۲۶

"الملیک"

وہ اپنی مخلوقات کا مالک ہے، اور دنیا و آخرت میں ان کے معاملات میں تصرف کا اختیار رکھنے والا ہے، لہذا بندے اسی کی طرف راغب رہیں، اسی کی پناہ کے طالب رہیں، اور اس کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کو آہ و زاری، اور دعاء و بکاء کے ذریعے زیادہ سے زیادہ مانگنے کی خواہش رکھیں۔

یقیناً اللہ تعالی ملک، مالک اور ملیک ہے ۔ ۔ ۔

اللہ تعالی قدّوس ہیں ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی قدّوس ہیں ۔ ۔ ۔

وہ اپنی بلندی و کبریائی میں مقدس و محترم ہے، اس کی تعریف بے پناہ ہے، اور اس کی نعمتیں بہت ہی عظیم ہیں ۔ ۔ ۔

وہی اللہ ہے جس کے سواء کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف۔ الحشر: ۲۳

وہ پاک قدوس ذات فرشتوں اور جبریل امین کا پروردگار ہے ۔ ۔ ۔ وہ پاک ذات ملک و قدوس ہے۔

"یقیناً اللہ تعالی قدوس ہیں"۔

"القدوس السلام" ۔ ۔ ۔ وہ عظیم ذات ہر طرح کے عیب و کمی سے، اور اپنی مخلوقات میں سے کسی کی شباہت سے پاک ہے۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے، اور اس بات سے بھی پاک ہے کہ اس کی مخلوقات میں سے کوئی اس کے مشابہ ہو یا کوئی اس کے کمالات میں سے کسی چیز کے قریب بھی ہو۔

وہ مقدس ذات ہر عیب اور ہر کمی سے پاک ہے، نیز ہر اس صفت سے پاک ہے، جو اس کے شایانِ شان نہیں ہے۔

"یقیناً اللہ تعالی قدوس ہیں"

وہ کمال و جمال اور جلال کی صفات کا حامل ہے۔ ہر عیب اور کمی سے پاک ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔ اس کے کمال سے اعلٰی کوئی کمال نہیں ہے، اور نہ کوئی اس کے اسماء و صفات کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔

"یقیناً اللہ تعالی قدوس ہے"۔

وہ ذات جس سے دل پاک ہوگئے، اور دلوں کی ساری آرزوئیں اس سے وابستہ ہوگئیں۔ وہ ذات جس سے زبانیں پاک ہوگئیں، اور ہر وقت اسی کی پاکی میں مگن رہنے لگیں۔

"یقیناً اللہ تعالی قدوس ہیں"۔

وہ برکت و عطاء، اور فضل و ثناء والی ذات ہے۔ برکتیں اسی کی طرف سے شروع ہوتی ہیں، اور اسی پر ختم ہوتی ہیں۔ وہی ذات بابرکت ہے، جو اپنے بندوں کو برکتوں سے نوازتا ہے، اور چاہت کے مطابق اپنے فضل و کرم سے انہیں برکتیں عنایت کرتا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی قدوس ہیں ۔ ۔ ۔

https://www.with-allah.com/ur

اللہ تعالی سلام ہیں ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی سلام ہیں ۔ ۔ ۔

اللہ تعالی سلام ہیں، اسی سے سلامتی بٹتی ہے؛ کوئی بھی بندہ اس کی طرف سے ملنے والی سلامتی کے بغیر سلامتی سے رہ نہیں سکتا ہے، اور کوئی بھی کامیابی اس کی طرف سے ملنے والی توفیق کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی ہے۔

یقیناً اللہ تعالی سلام ہیں۔

وہ ہر عیب و کمی سے محفوظ ہے، اور کائنات کو مصیبتوں اور آفات سے محفوظ رکھنے والا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی سلام ہیں۔

اللہ تعالی کی صفات کائنات کی صفات کے ساتھ مشابہت و مماثلت سے محفوظ ہیں، اور ہر قسم کے عیب اور ہر طرح کی کوتاہیوں سے دور ہیں۔ اس کا علم مکمل و محفوظ ہے، اس کا انصاف ساری چیزوں کو احاطہ میں رکھے ہوئے محفوظ ہے۔ اس کی بادشاہت مکمل و محفوظ ہے، اس کی حکومت محفوظ ہے، اس کے فیصلے محفوظ ہیں، اس کی کاریگری محفوظ ہے۔ وہ ذات سلام ہے، اور سلامتی اسی سے شروع ہوتی ہے۔ وہ ذات بابرکت عزت و جلال والی ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لئے دونوں جہاں میں سلامتی مقدر کردی ہے۔

ابراہیم [علیہ السلام] پر سلام ہو۔ الصافات: ۱۰۹

موسیٰ اور ہارون [علیہما السلام] پر سلام ہو۔ الصافات: ۱۲۰

پیغمبروں پر سلام ہو۔ الصافات: ۱۸۱

اور آخرت کی سلامتی کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

[ان سے کہا جائیگا] سلامتی اور امن کے ساتھ اس میں داخل ہوجاؤ۔ الحجر: ۴۶

السلام

مکمل طور پر سلامتی، جس کے بعد کوئی خوف یا ڈر نہیں، اور مکمل معافی جس کے بعد کوئی خدشہ نہیں۔

وہ سلام ہے اور اسی سے سلامتی بٹتی ہے۔

یقیناً اللہ تعالی سلام ہیں ۔ ۔ ۔

اللہ تعالی حق ہیں ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی حق ہیں ۔ ۔ ۔

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے۔ الحج: ۶

"اللہ تعالی حق ہیں" ۔ ۔ ۔

اپنی ذات و صفات میں حق ہیں؛ وہ باکمال صفات و خوبیاں رکھنے والا ہے، اس کا وجود خود اپنے آپ ہے،

اور اس کے بغیر کسی چیز کو وجود میسر نہیں ہے۔ وہی ہے جو اپنے جلال و جمال اور کمال کی صفتوں کے ساتھ ہمیشہ ہمیش رہنے والا ہے، اور وہی ہے جو اپنے احسان و کرم کے ساتھ دائمی رہنے والی ذات ہے۔

"اللہ تعالی حق ہیں" ۔ ۔ ۔

اس کی باتیں حق ہیں، اس کے کام حق ہیں، اس کا دیدار حق ہے، اس کے رسول حق ہیں، اس کی کتابیں حق ہیں، اس کا دین حق ہے، اسی کی عبادت اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانا حق ہے، اور اس کی طرف منسوب ہونے والی ہر چیز حق ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے، اور وہی مردوں کو جِلاتا ہے، اور وہ ہر ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ الحج: ۶۲

یقیناالله تعالی حق ہیں ۔ ۔ ۔

اللہ تعالی مومن و مہیمن ہے ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی مومن و مہیمن ہے ۔ ۔ ۔

وہی اللہ ہے جس کے سواء کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان۔ الحشر: ۲۳

"المومن" ۔ ۔ ۔

وہ ذات جو وحی کے ذریعے بندوں کے درمیان امن و امان اور سکون پھیلاتی ہے۔

اور ڈر [اور خوف] میں امن [و امان] دیا۔ قریش: ۴

"المومن" ۔ ۔ ۔

امن دینے والا نگہبان ہے، اور اپنی مخلوق کے سارے اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

"المومن" ۔ ۔ ۔

بدلے میں کوئی کمی نہیں کرتا ہے، اور سزا میں کوئی زیادتی نہیں کرتا ہے۔ وہ ذات رحم و کرم اور فضل و احسان کے زیادہ لائق ہے۔

"المھیمن"

وہ اپنے بندوں کا نگہبان ہے، وہ ان پر غالب و زور آور ہے، وہ ان کے احوال و اعمال سے واقف اور ان کے لئے خیر خواہ ہے، اور اس نے ان کی زندگیوں کو اپنے علم سے گھیر رکھا ہے۔ ہر کام اس کے لئے آسان ہے، اور ہر چیز اس کی محتاج ہے۔ ۔ ۔

اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ الشوریٰ: ۱۱

یقیناً اللہ تعالی مومن و مهیمن ہے۔

"المومن"۔ ۔ ۔ وہ ذات جس نے اپنے آپ کی اپنے صفاتِ کمال اور کمالاتِ جلال و جمال کی بنیاد پر تعریف کی ہے۔ وہ ذات جن سے اپنے رسولوں کو بھیجا، اور دلائل و براہین کے ساتھ اپنی کتابیں نازل کی۔ رسولوں کے لائے ہوئے پیغام کے سچے ہونے اور خود ان رسولوں کی سچائی پر دلالت کرنے والی نشانیوں اور دلائل سے ان کی سچائی ثابت کی۔

"المھیمن"۔ ۔ ۔ سینوں میں خفیہ اور پوشیدہ معاملات کی خبر رکھنے والی ذات، جس کے علم نے ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے۔

اللہ تعالی عفو، غفور اور غفار ہے ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی عفو، غفور اور غفار ہے ۔ ۔

بیشک اللہ تعالی درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔ الحج: ٦٠

ا"اللہ تعالی عفو، غفور اور غفار ہے" ۔ ۔ ۔

وہ ذات جو ہمیشہ ہمیشہ سے اپنی معافی سے مشہور و معروف تھی، اور جو اپنے بندوں کی مغفرت اور انہیں درگذر کرنے کی صفت سے متصف تھی۔ ہر ایک چیز اس کی مغفرت و معافی کی محتاج ہے، جیساکہ ہر ایک چیز اس کے رحم و کرم کی محتاج ہوتی ہے۔

اے وہ ذات جس نے اس شخص کے لئے مغفرت و معافی کا وعدہ کیا، جو سارے اسباب اختیار کرتے ہوئے اس کے دربار میں حاضر ہوا ہو، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ہاں بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہِ راست پر بھی رہیں۔ طٰہٰ: ٨٢

اے غفور ذات ہم تجھ سے یہ دعاء کرتے ہیں کہ ہمیں خالص توبہ کی توفیق سے نواز، جس کے بعد ہم گناہوں سے دور ہوجائیں، گناہ کرنا چھوڑدیں، پچھلے گناہوں پر نادم و پشیماں ہوجائیں، تیری اطاعت و فرمانبرداری کا، نیز تیری نافرمانی نہ کرنے کا پختہ اردہ کرلیں، اے غفور ذات ہماری مغفرت فرمادے۔

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند فرماتا ہے، لہذا ہمیں بھی معاف فرمادے ۔ ۔ ۔ اے اللہ یقیناً تو نے ہمیں خبر دی ہے کہ تو مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ۔ ۔

میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں۔ الحجر: ٤٩

لہذا ہمارے ساتھ رحمت و مغفرت کا معاملہ فرمایے اے غفور ذات۔

یقیناً اللہتعالی عفو، غفور اور غفار ہے ۔ ۔

اللہ تعالی توّاب ہے ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی توّاب ہیں ۔ ۔ ۔

بیشک اللہ تعالی بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔ التوبۃ: ١١٨

"التوّاب" ۔ ۔ ۔

وہ ذات جس نے اپنے بندوں کے لئے توبہ کو اپنے فضل و کرم اور احسان کے ذریعے مشروع کیا، بلکہ اس کے علاوہ مزید دیگر انعامات کا ان سے وعدہ کیا، چنانچہ یہ وعدہ کیا کہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا جائے گا۔

"التواب" ۔ ۔ ۔

وہ ذات جو اپنے بندوں کو توبہ پر قائم رکھتی ہے، اور فرائض کی ادائیگی میں ان کا تعاون کرتی ہے۔

"التواب" ۔ ۔ ۔

وہ ذات جو اپنے بندوں کو توبہ کی توفیق دیتی ہے، انہیں توبہ کی طرف راغب بناتی ہے، اور توبہ کی بناء پر خود وہ ان کو اپنا محبوب بنالیتی ہے۔

"التوّاب" ۔ ۔ ۔

وہ ذات جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتی ہے، توبہ کرنے پر انہیں ثواب عطا کرتی ہے، ان کے درجات بلند کرتی ہے، اور ان کے گناہوں کو مٹاتی ہے۔

کیا ہی عظیم ہے وہ ذات جس کی شان بلند و بالا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی تواب ہیں ۔ ۔ ۔

"التوّاب" ۔ ۔ ۔ جو ہمیشہ سے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور گناہ گاروں کے گناہ بخشتا ہے؛ ہر وہ انسان جو اللہ تعالی کے دربار میں خالص توبہ کرتا ہے، اللہ تعالی ضرور اس کی توبہ قبول کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کی ذات وہ ہے جو توبہ کرنے والوں کو توبہ کی توفیق دیتے ہوئے توبہ کرنے سے پہلے بھی مہربان ہے، اور توبہ کرلینے کے بعد بھی اس کو قبول کرتے ہوئے اور ان کے گناہوں کو معاف کرتے ہوئے ان پر مہربان ہے۔

اللہ تعالی واحد و احد ہیں ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی واحد واحد ہیں ۔ ۔ ۔

اے وہ ذات جس کو ذاتی، صفاتی اور ناموں کے اعتبار سے وحدانیت حاصل ہے۔

ہم تجھ سے اخلاص و محبت اور رغبت مانگتے ہیں۔ ۔ ۔

اے ایک و بے نیاز ذات۔

"الاحد"

وہ اپنے ناموں اور صفات میں ایک ہے، اس کا ہمسر یا مشابہ نہیں ہے، اور نہ کوئی اس کے مماثل ہے۔ کیا تیرے علم میں اس کا ہمنام ہم پلّہ کوئی اور بھی ہے؟ مریم: ٦٥

"الاحد"

وہ ذات عبادت کا مستحق ہونے میں ایک ہے؛ چنانچہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، اور ہر قسم کی عبادت چاہے چھوٹی ہو یا بڑی اس کے علاوہ کسی کے لئے نہیں کی جائے گی۔

"الاحد"

وہ ذات ایک ہے، وہی مقصود ہے۔ وہ ایک پروردگار ہے، اور وہی معبود ہے۔ دلوں کی گہرائیوں نے اس کی گواہی دی، اور غیب کی چیزوں کو بخوبی جاننے والی ذات سے نگاہیں وابستہ ہوگئیں۔

"اللہ تعالی واحد و احد ہیں"۔

اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو فطرتِ توحید پر پیدا کیا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ کوئی ایسا بندہ نہیں ہے، جس نے اس کے علاوہ کسی اور سے لَو لگائی ہو، اور وہ کامیاب بھی ہوگیا ہو، اور کوئی ایسا بندہ نہیں ہے، جس نے اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی ہو اور وہ سعادت مند بھی ہوا ہو، اور کوئی ایسا بندہ نہیں ہے، جس نے کسی اور کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو، اور وہ کامیاب و کامران بن گیا ہو۔

یقیناً اللہ تعالی واحد و احد ہیں ۔ ۔ ۔

"واحد و احد" وہ ذات جو اپنے تمام کمالات میں ایک ہے، ان کمالات میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، اور بندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ زبانی، عملی اور عقلی طور پر اس کی وحدانیت کا اقرار کریں، اس طور پر کہ اس کے لئے مطلق کمال کا اعتراف کریں، اس کو ایک و یکتا مانیں، اور ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے سامنے بجا لائیں۔

اللہ تعالی صمد ہیں۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی صمد ہیں ۔۔۔

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالی ایک [ہی] ہے۔ اللہ تعالی بے نیاز ہے۔ الاخلاص: ۱-۲

"الصمد"۔۔۔

وہ ذات جو اپنے اسماء و صفات میں کامل و مکمل ہے۔ اس کی ذات میں کوئی کمی اور قصور پیدا نہیں ہوتا ہے۔

"الصمد"۔۔۔

وہ ذات بے نیاز ہے، ہر ایک اس کا محتاج ہے، اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ جو کہ کھانے کو دیتا ہے، اور اس کو کوئی کھانے کو نہیں دیتا۔ الانعام: ۱۴

"الصمد"

وہ تدبیر کرنے والا پروردگار اور تصرف کا اختیار رکھنے والا مالک و بادشاہ ہے۔

"الصمد"

ضرورتوں کے وقت میں دل اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، تو وہ انہیں منع نہیں کرتا، بلکہ اپنی عطاؤں سے نوازتا ہے۔ پریشانیوں کے وقت دل اس کو پکارتے ہیں، تو وہ ان کی دعائیں قبول کرتے ہوئے ان کی پریشانیاں دور کرتا ہے۔ اس سے رشتہ نہ رکھنے والے اس کو پکارتے ہیں، تو وہ ان کو اپنے سے قریب کرلیتا ہے۔ ڈرے ہوئے لوگ اس کے سامنے دست بدعاء ہوتے ہیں، تو وہ انہیں ڈر سے نجات دلاتا ہے۔ توحید پرست اس سے امیدیں لگائے بیٹھتے ہیں، تو وہ انہیں ان کی مرادوں تک پہنچادیتا ہے۔ مصیبتوں میں گھرے لوگ اس کو بلاتے ہیں، تو وہ انہیں سلامتی سے نوازتا ہے، اور بندے اس کے سامنے عاجزی سے جھکتے ہیں، تو وہ انہیں سربلندی عطا کرتا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی صمد ہیں ۔۔۔

"الصمد" ۔۔۔ وہ ذات جس کی طرف تمام بندے اپنی ضرورتوں، پریشانیوں اور برے حالات کے وقت اس سے لَو لگاتے ہیں؛ کیونکہ وہ اپنی ذات و صفات اور اسماء و اقوال میں مطلق و مکمل کمال رکھنے والی ذات ہے۔

اللہ تعالی زور آور ہے ۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی زور آور ہیں ۔۔۔

اور اللہ زور آور باحکمت ہے۔ الانفال: ۶۷

اللہ تعالی زور آور، قوی اور غالب ہیں۔

وہ ذات جس کو کسی طاقتور کی طاقت نقصان نہیں پہنچاسکتی، اور نہ کسی قدرت رکھنے والے کی قدرت اس کو کمزور کرسکتی ہے۔۔۔ وہ باخبر و بلند و بالا ذات بابرکت ہے۔

"العزیز"۔

اسی کے لئے عزت و جلال ہے، اس کے علاوہ ہر چیز اس کے سامنے عاجز و ذلیل ہے، اور اس کے سامنے ہر قوی و طاقتور کمزور ہے۔ اس کے علاوہ ہر چیز حقیر ہے، اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے سامنے ذلیل ہے۔

"العزیز"۔

وہ جس کو چاہتا ہے، عزت بخشتا ہے۔ جس سے چاہتا ہے، عزت کھینچ لیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کرتا ہے، اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائی ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: تمام تر غلبہ اللہ ہی کے لئے ہے۔ یونس: ۶۵

حسب و نسب، اور مال و دولت سے ملنے والی عزت عزت نہیں ہے، بلکہ عزت تو وہ ہے جو اس کے کرم سے ملی ہو۔

"العزیز"

جو کوئی عزت والا ہو، وہ اسی کی عزت کا صدقہ ہے، اور جو کوئی مضبوط و طاقتور ہو، وہ اسی کے فضل کا طفیل ہے۔ لہذا جو پناہ مانگنا چاہتا ہو، تو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کی ذات سے پناہ مانگے، اور جو عزت چاہتا ہے، تو اس کو چاہئے کہ وہ صدقِ دل کے ساتھ اللہ تعالی کے دربار کی طرف متوجہ ہوجائے۔ سنو: عزت تو صرف اللہ تعالی کے لئے، اور اس کے رسول کے لئے اور ایمان داروں کے لئے ہے۔ المنافقون: ۸

یقیناً اللہ تعالی عزیز ہیں۔

"العزیز" ۔۔۔ وہ ذات جس کے لئے ہر قسم کی عزت ہے: قوت و طاقت کی عزت، غلبہ و جلال کی عزت، اور رُکے رہنے و نہ دینے کی عزت۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو کائنات کے دسترس سے دور رکھا ہے، ساری مخلوقات کو اپنے قبضہ قدرت میں لے لیا ہے، ساری مخلوق اس کی احسان مند ہے، اور اس کے عظمت کے سامنے سربسجود ہے۔

اللہ تعالی غالب و برتر ہیں۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی غالب و برتر ہیں۔۔۔

وہ انسان و جنات پر غالب ہے: اور وہی اللہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے، اور وہی بڑی حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔ الانعام: ۱۸

"القھار"۔

وہ اپنی بلندی و برتری، کائنات کے بارے میں علم و تدبیر کرتے ہوئے، اور ان کو اپنے احاطہ قدرت میں رکھتے ہوئے ان پر غالب ہے۔ چنانچہ اس وسیع و عریض کائنات میں کوئی بھی چیز اس کی مرضی اور اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔

"القھار"

گھمنڈی اور سرکش لوگوں کو الوہیت و ربوبیت کے مستحق ہونے پر، اور اپنے اسماء و صفات کے باکمال ہونے پر واضح دلائل سے مغلوب کردیا۔

"القھار"

ظالم، سرکش اور گھمنڈیوں کو مغلوب بنادیا، اور اللہ تعالی ان کی مرضی کے خلاف انہیں قیامت کے دن مغلوب بناکر اکٹھا کرے گا۔ اور سب کے سب واحد غلبے والے کے روبرو ہوں گے۔ ابراھیم: ۴۸

"القھّار"

اللہ تعالی کی مرضی کسی بھی حال میں ہونے والی ہوتی ہے، مخلوق میں سے کسی کو، چاہے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اس کی مرضی کے خلاف چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہ اپنی کاریگری میں نایاب و انوکھا ہے، طاقتور لوگ چاہے کتنے ہی اسباب و وسائل کے وہ حامل ہوں، پھر بھی وہ اس کی کاریگری کا ایک چھوٹا حصہ بھی بنانے سے عاجز ہیں۔ اور اس کی حسنِ صنعت کی مدح

سرائی میں زبان، چاہے وہ کتنے ہی فصاحت و بلاغت کی دھنی ہو، پھر بھی وہ گونگی ہے۔

یقیناً اللہ تعالی غالب و برتر ہیں۔۔۔

"القھّار" وہ ہر چیز پر غالب ہے، اس کے سامنے ساری کائنات عاجز ہے، اس کی عزت و عظمت اور کمالِ قوت کے سامنے ہر ایک ذلیل و خوار ہے۔

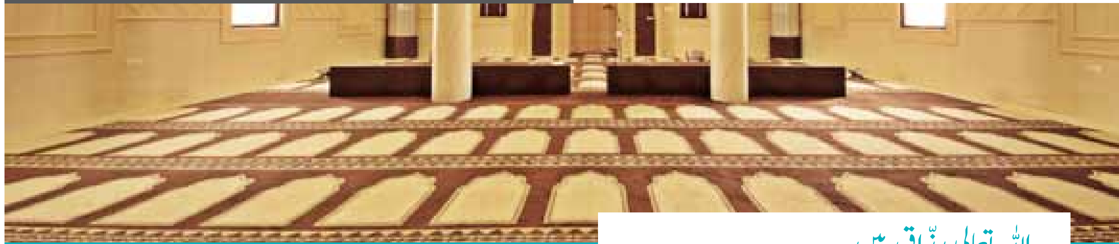

اللہ تعالی رزّاق ہیں۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی رزّاق ہیں۔۔۔

اللہ تعالی تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔ الذاریات: ۵۸

"الرزّاق"۔۔۔

وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں مخلوق کا رزق اور ان کی روزی روٹی ہے۔ اللہ تعالی ہی کی وہ ذات ہے جو جسے چاہے رزق میں وسعت دیدے، وہی ہے جس کے ہاتھ میں تمام معاملات کا حل، اور آسمان و زمین کے کنجیاں ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالی پر ہیں، وہی ان کے رہنے سہنے کی جگہ کو جانتا ہے، اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو بھی۔ ھود: ٦

اور اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے، ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالی ہی روزی دیتا ہے، وہ بڑا ہی سننے جاننے والا ہے۔ العنکبوت: ٦٠

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: یقیناً تیرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔ الاسراء: ۳۰

اللہ تعالی یہ بھی فرماتے ہیں: اللہ تعالی جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ البقرۃ: ۲۱۲

"الرزّاق"۔۔۔

سارے لوگ اللہ تعالی کے اور اس کے رزق کے محتاج ہیں، چنانچہ وہ سارے لوگوں کو، چاہے نیک ہوں یا برے، پہلے والے ہوں یا بعد میں آنے والے، ان سب کو رزق عطا کرتا ہے۔۔۔

"الرزّاق"۔۔۔

وہ ذات ہر انسان کو رزق دیتی ہے، جو خلوصِ دل سے اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور دلوں کا اخلاص سب سے عظیم رزق و نعمت ہے۔ وہ ذات علم و یقین کے ساتھ اس سے مانگنے والوں کو غذاء اور حلال روزی عطا کرتی ہے، جو دلوں میں اخلاص کرنے پر معاون ہوتی ہے، اور وہ ذات ہر اس شخص کو دینی سدھار سے نوازتی ہے، جو اس کا طلبگار ہوتا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی رزّاق ہیں۔۔۔

اللہ تعالی لطیف ہیں۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی لطیف ہیں۔۔۔

میرا رب جو چاہے اس کے لئے بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ یوسف: ١٠٠

"اللطیف"

وہ ذات جس نے اپنی لطف و عنایت اور عطف و محبت سے مخلوق کو مخلوق کے لئے مسخّر کردیا۔

اللطیف

وہ ذات جو بے پناہ نیکیاں، اور عظیم انعامات سے نوازنے والی ہے۔

اللطیف

وہ اپنے بندوں کے ساتھ لطیف یعنی نرمی کا معاملہ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے۔ الشوریٰ: ١٩

وہ انہیں وہی چیز عطا کرتا ہے، جو ان کے دین و دنیا کے لئے بہتر ہو، اور انہیں اسی چیز سے محروم رکھتا ہے، جو ان کے دین و دنیا کے لئے بری ہو۔

اللطیف

اس کو کسی کی نگاہ نہیں دیکھ سکتی ہے، اور وہ سب کی نگاہوں کو اپنے احاطے میں رکھے ہوئے ہے۔ اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی، اور وہ سب کی نگاہوں کو محیط ہوجاتا ہے۔ الانعام: ١٠٣

"اللطیف"

وہ سارے خفیہ معاملات سے باخبر ہے، سارے دقیق کاموں کو اس نے اپنے علم سے گھیر رکھا ہے۔ رات اور دن میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے، وہ اپنے بندوں کے لئے چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سی بڑی مصلحت کی واقفیت رکھتا ہے، اور وہ ان کے ساتھ لطف و کرم کا معاملہ کرتا ہے۔

"اللطیف"

جب بھی وہ کسی معاملے میں فیصلہ کرتا ہے، تو وہ اپنے بندوں کے ساتھ لطف و کرم کا معاملہ کرتا ہے۔ جب بھی کسی چیز کو مقدر کرتا ہے، تو اس میں بندوں کی معاونت کرتا ہے۔ جب بھی معاملات بگڑ جاتے ہیں، اور راستے بند ہوجاتے ہیں، تو وہ ان کے لئے آسانیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے، اور جب بھی دشواریاں بڑھ جاتی ہیں، تو وہ ان کے لئے سہولتیں پیدا کردیتا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی لطیف ہیں۔۔۔

"اللطیف"۔۔۔ وہ ذات جس کے علم نے ساری خفیہ و پوشیدہ چیزوں کو اپنے احاطے میں لے رکھا ہے، اور وہ ذات جو چھوٹے سے چھوٹے معاملے کی، اور مخفی چیزوں کا علم رکھتی ہے، وہ ذات اپنے مومن بندوں کے ساتھ لطف و کرم کرتی ہے، اور وہ اپنے لطف و کرم سے مومن بندوں کی ساری مصلحتوں کو ایسے راستوں کے ذریعے ان تک پہنچاتی ہے، جس کا انہیں احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔

اللہ تعالی فتّاح ہیں۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی فتّاح ہیں۔۔۔

وہ فیصلے چکانے والا ہے اور دانا۔ سبا: ٢٦

"الفتّاح"

وہ اپنے رحم و کرم سے ہمارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔۔۔

اللہ تعالی جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں۔ فاطر: ٢

"الفتّاح"

اللہ تعالی نے ہمارے اور آپ کے لئے برکت کے دروازے کھول دیئے ہیں ۔ ۔ ۔ ہمیں اپنی عطاؤں اور کرم سے نوازا ہے ۔ ۔ ۔ اور ہم پر معافی و انعامات کی بارش برسائی ہے۔

اللہ تعالی کی ذات اُن دلوں کو ایمان و ہدایت کی کنجی سے کھولنے والی ہے، جو بند ہوجاتے ہیں۔

"الفتاح"

وہ ذات اپنے رحمت کے دروازے کھولتی ہے، اور پھر رحمت کی بارش برساتی ہے۔ بندوں کے لئے علم و حکمت اوران کی عقول کے لئے دانائی سے پُر نور کرنے والے دروازے کھولتی ہے، اور پھر انہیں اس نور سے آرستہ کرتی ہے۔ اور اللہ تعالی کی ذات دلوں کو ایمان کے لئے کھولتی ہے، اور پھر انہیں راہِ راست پر چلاتی ہے۔

"الفتاح"

وہ ذات جو اپنے بندوں سے غم فرو کرتی ہے، ہر رنج سے چھٹکارہ دلاتی ہے، ہر پریشانی سے آرام پہنچاتی ہے، اور ہر نقصان کو دور کرتی ہے۔

"الفتاح"

وہ ذات جو آخرت میں اپنے بندوں کے درمیان انصاف کے دروازے کھولتی ہے۔ یقیناً وہ کارساز اور قابلِ ستائش ہے۔

یقیناً اللہ تعالی فتاح ہے ۔ ۔ ۔

"الفتاح" ۔ ۔ ۔ وہ ذات جو بندوں کے درمیان اپنے شرعی احکام، تقدیر کے فیصلے، اور جزاء و سزا کے احکام نافذ کرتی ہے۔ وہ ذات جو اپنے لطف و کرم سے مخلصین کی آنکھیں کھولتی ہے، اور ان کے دلوں کو اپنی معرفت و محبت اور اپنے دربار کی طرف رجوع کرنے کے لئے کھولتی ہے۔ اپنے بندوں کے لئے ہمہ اقسام کے رزق اور رحمت کے کئی دروازے کھولتی ہے۔

اللہ تعالی غنی و مغنی ہے ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی غنی و مغنی ہے ۔ ۔ ۔

"الغنی"

وہ اپنے آپ میں غنی ہے، اسی کے لئے مطلق و مکمل بے نیازی ہے۔ اس کی صفات و کمالات میں کسی بھی قسم کا کوئی نقص پیدا ہو نہیں سکتا، اور اس کے لئے بے نیاز ہونے کے علاوہ کچھ اور ہونا محال ہے؛ اس لئے کہ اس کی بے نیازی اس کی ذات کے لئے لازمی صفت ہے، جس طرح سے کہ اس کا خالق، رازق، قادر اور محسن ہونے کے علاوہ کچھ اور ہونا ممکن نہیں ہے۔

وہ کسی بھی شکل میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہے، اسی کے ہاتھ میں آسمان و زمین کے چابیاں ہیں، اور دنیا و آخرت کی کنجیاں ہیں۔ وہ اپنی ساری مخلوق کو عمومی طور پر بے نیاز بنانے والا ہے۔

"الغنی"

وہ ذات اپنے بندوں سے بے نیاز ہے۔ وہ ان سے کھاناپینا نہیں مانگتا ہے۔ اس نے بندوں کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ اپنی ذات میں پائے جانے والی کمی کو ان سے پورا کرے، اور نہ اس لئے پیدا کیا کہ اپنی کمزوری کو ان سے تقویت پہنچائے، اور نہ اس لئے کہ اپنی وحشت کو دور کرنے کے لئے ان سے انسیت و محبت کرے؛ بلکہ بندے ہی اپنے کھانے پینے کے لئے، اور سارے معاملات کو حل کرنے کے لئے اسی کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

الذاریات: ۵۶-۵۷

"المغنی"

وہ لوگوں کو ان کی ضرورتوں اور محتاجگی سے بے نیاز رکھتا ہے، وہ اپنی نوازشوں میں کمی نہیں کرتا ہے، اور نہ اس کے بندے اس کے علاوہ کسی اور کے محتاج ہیں۔ جیساکہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ: " ۔ ۔ ۔اگر تم میں سے پہلا اور آخری شخص، انسان اور جنات ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہوجائیں، اور مجھ سے مانگیں، اور میں ان میں سے ہر ایک کی مراد پوری کردوں، تو اس سے میرے خزانوں میں بالکل اسی قدر کمی ہوگی، جس قدر سوئی کو سمندر میں ڈالکر نکالنے سے ہوتی ہے۔ ۔ ۔" اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

"المغنی"

اپنے بعض بندوں کو ہدایت اور دلوں کے اخلاص سے بے نیاز کرتا ہے، بایں معنی کہ انہیں معرفت و محبت اور تعظیم و تکریم کی نعمت سے نوازتا ہے، اور دنیوی سدھار سے زیادہ کامل و مکمل چیزوں سے انہیں بے نیاز بنادیتا ہے۔

اے وہ ذات جس کی نوازشوں سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ہمیں حرام سے بچاتے ہوئے حلال روزی سے بے نیاز بنادے، یقیناً تو خود بے نیاز ہے اور بے نیازی عطا کرنے والا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی غنی و مغنی ہے ۔ ۔ ۔

اللہ تعالی مقیت ہیں۔

یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۔ ۔ ۔

اور اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

النساء: ۸۵

"المقیت"

وہ ذات جس نے تمام مخلوقات کو روزی بخشی، اور وہ چیزیں ان کے لئے پیدا کردیں، جس سے یہ مخلوقات زندہ رہتی ہیں؛ چنانچہ اس نے ایسی نوازشوں سے انہیں مالا مال کیا، جس سے وہ اپنی پیاس بجھاتے ہیں، اپنی بھوک مٹاتے ہیں، اور اپنی زندگی کو خوشگوار بناتے ہیں۔

"المقیت"

وہ ذات جو طرح طرح کے علم و معرفت سے دلوں کو قوت بخشتی ہے، پھر اس سے روحوں کو تازگی پہنچتی ہے، اور انسانی ضمیر کھل جاتے ہیں۔

اے وہ ذات جو اپنے مخلوقات کے احوال و کوائف کی ذمہ دار ہے، اور ان کے معاش و معاد کی تدبیر کرتی ہے ۔ ۔ ۔ ہم تجھ سے تیری حفاظت و سلامتی، معافی اور عافیت کے طلبگار ہیں۔ اور اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ النساء: ۸۵

یقیناً اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہیں۔ ۔ ۔

"المقیت" وہ ذات جس نے ہر ایک مخلوق تک وہ چیزیں پہنچادی ہے، جن سے وہ اپنا پیٹ بھرتے ہیں، اس نے ہر ایک کو اس کا رزق عطا کردیا ہے، اور اپنی حکمت و مشیت سے جس طرح چاہے اس نے تقسیمِ رزق کے معاملے میں تصرف کیا ہے۔

اللہ تعالی حسیب و کافی ہے۔

یقیناً اللہ تعالی حسیب و کافی ہے۔۔۔

اللہ تعالی اپنی مخلوق کا کارساز ہے۔۔۔ اور ان کے لئے ہر چیز سے کافی ہے۔۔۔

کیا اللہ تعالی اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ الزمر: ۳۶

ہمارے لئے اللہ تعالی ہی کافی ہیں، اور وہ کیا ہی بہترین کارساز ہے۔۔۔ اس جملے کو اللہ کے دوست حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس وقت کہا جب وہ آگ میں پھینکے جارہے تھے؛ تو آگ ان کے لئے سلامتی والی اور ٹھنڈی بن گئی، اور اسی جملے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس فرمانِ الہی میں ذکر کیا ہے: کافروں نے تمہارے لئے مقابلے پر لشکر جمع کرلئے ہیں۔ آل عمران: ۱۷۳

تو صحابہ نے کہا: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ [نتیجہ یہ ہوا کہ] اللہ کی نعمت و فضل کے ساتھ یہ لوٹے، انہیں کوئی برائی نہیں پہنچی، انہوں نے اللہ تعالی کی رضامندی کی پیروی کی۔ آل عمران: ۱۷۳- ۱۷۴

"الحسیب" ۔۔۔وہ ذات جو اپنے بندوں کو بھلائی و برائی پر اپنی حکمت و علم کی بنیاد پر ہر چھوٹی بڑی چیز پر بدلہ دینے والی ہے۔

اللہ تعالی اپنے بندوں کا حساب لینے والا ہے۔ ان کے اعمال کا محاسبہ کرنے والا ہے، پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دینے والا ہے، اور اپنے کئے دھرے کے مطابق اگر اعمال اچھے ہوں تو اچھا، اور اگر برے ہوں تو برا بدلہ ملنے والا ہے۔ اور وہ بہت جلد حساب لے گا۔ الانعام: ۶۲

"الحسیب"

وہ اپنے مخلوق کی خفیہ و ظاہری چیزوں کو مکمل باریکی کے ساتھ اپنے احاطہ علم میں رکھے ہوئے ہے۔

اے پروردگار، اے کافی ذات ہماری پریشانیوں سے ہمارے لئے کافی ہوجا، ہمیں ہدایت و رہبری کی دولت سے نوازدے، اور اے کریم ذات ہمیں

بکثرت خیر و بھلائی کی طرف بڑھنے والا بنادے۔ دراصل حساب لینے والا اللہ تعالی ہی کافی ہے۔ النساء: ۶

یقینا اللہ تعالی حسیب و کافی ہیں ۔۔۔

"الکافی" وہ اپنے بندوں کے لئے ان کی ضرورتوں اور پریشانیوں سے کافی ہے، اور اس کی ذات پر ایمان رکھنے والے، اس پر بھروسہ کرنے والے، نیز اپنی دینی و دنیوی ضرورتوں میں اس سے مدد مانگنے والوں کے لئے وہ خصوصی طور پر کافی ہے۔

اللہ تعالی مبین ہیں ۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی ظاہر و باہر ہیں۔۔۔

اللہ تعالی ہی حق ہے، [اور وہی] ظاہر کرنے والا ہے۔ النور: ۲۵

اے وہ ذات جو ظاہر و باہر ہے ۔۔۔ ہمارے لئے حق کا راستہ کہاں ہے۔ اے پروردگار باطل و غلط راستے سے ہمیں حق راستے پر چلاتے ہوئے محفوظ رکھ ۔

اللہ تعالی ہر حق کو ظاہر کرنے والا اور ہر حقیقت کو کھولنے والا ہے، اور اسی وقت سارے شکوک و شبہات دور ہوجائیں گے۔

اللہ تعالی اپنی وحدانیت کے معاملے میں واضح و ظاہر ہے، اور یہ بات بھی یقینی طور پر واضح ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

"المبین"

اپنے جود و کرم، اپنے وجود اور اپنی بادشاہت کے لئے اس نے بندوں کے لئے جو حسی و باطنی، اور معنوی دلائل مہیا کئے ہیں، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

"المبین"

وہ ذات جس نے رسول کو کتاب کے ساتھ بھیجتے ہوئے بندوں کے لئے راہِ حق واضح کردی۔ تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔ المائدۃ: ۱۵

اللہ تعالی کی ذات وہ ہے جو بندوں کے لئے خوش بختی کی راہ دکھاتی ہے، اور خوش بختی کو اپنی اطاعت و وحدانیت سے جوڑتی ہے۔

یقیناً اللہ تعالی مبین ہیں۔

اللہ تعالی قدیر، مقتدر اور قادر ہے۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی قدیر، مقتدر اور قادر ہے۔۔۔

اور اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ البقرۃ: ۲۸۴

راستی اور عزت والی بیٹھک میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔ القمر: ۵۵

آپ کہئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے۔ الانعام: ۶۵

"القدیر" ۔۔۔ وہ مکمل قدرت والی ذات ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے تمام کائنات کو وجود بخشا۔ اپنی ہی قدرت سے اس نے کائنات کی تدبیر کی۔ قدرت ہی سے اس نے کائنات کو مضبوط و مستحکم بنایا۔ وہ قدرت ہی سے مارتا اور جلاتا ہے۔ مرنے کے بعد بدلہ دینے کے لئے دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ نیکوکار کو اس کی نیکیوں کا، اور بدکار کو اس کی بدکاری کا بدلہ دیتا ہے۔ وہ ذات ہے جو جب کسی چیز کو وجود بخشنے کا ارادہ کرتی ہے، تو اس سے کہتی ہے "ہوجا"، تو وہ ہوجاتی ہے۔ اپنی قدرت ہی سے وہ دلوں کو پلٹتا ہے، اور جس طرح چاہتا ہے اس طرح دلوں کو پھیرتا ہے۔

"المقتدر"

وہ مضبوط طاقت و قوت والا ہے، اور وہ جس طرح جو چاہتا ہے، اس پر قدرت رکھتا ہے۔

"القادر"

وہ مکمل قدرت والا ہے، زندگی اور موت اسی نے بخشی ہے، ساری کائنات کو اسی نے وجود میں لایا ہے، وہی ان کی تدبیر کرتا ہے، اور ان کو مستحکم بناتا ہے۔

"القدیر"

وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرتا ہے، اور اپنی قدرت سے وہ لوگوں کو بدلہ دیتا ہے، اور جس طرح چاہتا ہے، دلوں کو پھیرتا ہے۔

"القادر"

وہ مکمل قدرت رکھنے والا ہے، اور اس کامل و مکمل قدرت میں کسی بھی قسم کا نقص یا کمی نہیں ہے۔

"القادر"

وہ ذات جو اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے جو چاہے تدبیر کرتی ہے۔ یہ بھی اس کے کمالِ قدرت اور علمی احاطے میں شامل ہے۔

یقیناً اللہ تعالی قدیر، مقتدر اور قادر ہے۔ ۔ ۔

اللہ تعالی وارث ہیں۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی وارث ہیں ۔ ۔ ۔

ہم ہی جِلاتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی [بالآخر] وارث ہیں۔ الحجر: ۲۳

"الوارث"

وہ ذات جو زمین اور اس پر بسنے والی ساری کائنات کی وارث و حقیقی مالک ہے، اور اس کے علاوہ کوئی چیز باقی رہنے والی نہیں ہے۔

"الوارث"

وہ اپنی مخلوق کے فناء ہوجانے کے بعد باقی رہنے والی ہے، کیونکہ اس کی بادشاہت کامل و مکمل ہے، اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اسی کی محتاج ہیں۔

"الوارث"

وہ اپنے بندوں کو اس کی راہ میں خرچ کرنے پر ابھارتا ہے؛ کیونکہ مال و دولت ایک عارضی چیز ہے، اور عمر ختم ہونے والی ہے، اور انجام کار حقیقی مالک اللہ تعالی کی طرف لوٹ آنا ہے۔

"الوارث"

وہ اپنے بندوں کو اس کی ناشکری سے باز رکھتا ہے؛ کیونکہ نعمت کا محور وہی ہے، اور اسی کے دربار سے نعمتیں بٹتی ہیں۔

"الوارث"

زمین اور اس پر پائی جانے والی ساری چیزوں کا وہ مالک ہے، اور زمین پر رہنے والی ساری چیزیں ختم ہونے والی ہیں، اور اسی کی ذات باقی رہنے والی ہے۔ اور ہم ہی ہیں آخر سب کچھ کے وارث۔ القصص: ۵۸

یقیناً اللہ تعالی وارث ہیں۔ ۔ ۔

اللہ تعالی سمیع و بصیر ہیں ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی سمیع و بصیر ہیں ۔ ۔ ۔

اے سننے والی ذات ہماری دعائیں سن لے، اور ہماری پکار قبول کرلے؛ یقیناً تو ہمارے اعمال، ہماری کوتاہیاں، اور ہماری تیری ایک ذات کے محتاج ہونے سے باخبر ہے۔

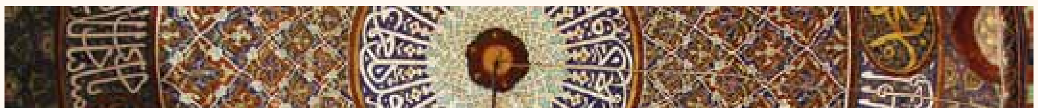

"اللہ تعالی سمیع ہیں"

وہ ذات ہر پست و بلند آواز سنتی ہے، اس کو ایک آواز دوسری آواز سے، اور ایک مانگنے والا دوسرے مانگنے والے سے بے خبر نہیں کرتا ہے۔

"السمیع البصیر" ۔ ۔ ۔ وہ آپ کی باتیں سنتا ہے، لہذا اپنے آپ کا محاسبہ کرو۔ وہ آپ کی دعائیں سنتا ہے، لہذا اپنے رب کے سامنے گریہ و زاری کرتے رہو، اور وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے، اور کوئی چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے؛ لہذا اچھے اعمال کرو، کیونکہ اللہ تعالی اچھے اعمال کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

"اللہ تعالی بصیر ہیں"

ہر چھوٹی یا بڑی، یا رات کے اندھیرے اور دن کے اجالے میں ہر چیز کو وہ دیکھتے ہیں۔

"السمیع"

مختلف زبانوں اور مختلف ضرورتوں پر مبنی باتوں کو وہ سنتے ہیں۔

"البصیر"

سنسان چٹان پر کالی رات میں کالی چیونٹی کے چلنے کی آواز بھی وہ دیکھتے ہیں، وہ سات زمینوں کے نیچے رہنے والی چیزوں کو بھی دیکھتے ہیں، اور اسی طرح سات آسمانوں کے اوپر والی چیزوں کو بھی وہ دیکھتے ہیں۔

"السمیع البصیر"

اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، اور نہ وقوع پذیر ہونے والی کوئی بھی چیز اس سے مخفی ہے۔

یقیناً اللہ تعالی سمیع و بصیر ہے ۔ ۔ ۔

اللہ تعالی شاکر و شکور ہیں ۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی نوازنے والا قدر دان ہے۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی قدرداں ہے۔ ۔ ۔ اللہ قدردان اور انہیں خوب جاننے والا ہے۔ البقرۃ: ۱۵۸

بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ فاطر: ۳۴

وہی اللہ کی ذات ہے جو چھوٹے سے چھوٹے عمل کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے، بڑی بڑی خطاؤں کو درگذر کرتا ہے، اور اخلاص رکھنے والوں کے اعمال بلا حساب کئی گنا بڑھاتا ہے۔

"اللہ تعالی قدر دان ہیں"

اس کا شکر بجالانے والوں پر نوازشیں نچھاور کرتا ہے، مانگنے والوں پر فضل و کرم کرتا ہے، اس کی یاد میں رہنے والوں کو خود یاد کرتا ہے۔ شکرگذار کے لئے مزید نعمتیں ہیں، اور ناشکرے کے لئے مزید خسارہ و نقصان ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اگر تم شکرگزاری کروگے تو بیشک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔ ابراھیم: ۷

یقیناً اللہ تعالی نوازنے والے قدرداں ہیں ۔ ۔ ۔

اللہ تعالی حمید ہیں۔ ۔ ۔

یقیناً اللہ تعالی قابلِ تعریف ہیں ۔ ۔ ۔

وہ اپنی ذات میں، اپنے اعمال میں، اخلاق میں، اور اقوال میں قابلِ تعریف ہیں۔ اس جہاں میں اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور قابلِ ستائش نہیں ہے، لہذا ساری حمد و ثناء اور تعریفیں صرف اسی اللہ تعالی کی پاک ذات کے لئے ہے۔

الحمید

اللہ تعالی اپنی ذات میں، اپنے اسماء و صفات میں قابلِ تعریف ہیں۔ اس کے لئے اچھے اچھے نام ہیں، اور اس کے لئے باکمال صفات ہیں، اور اس کے خوبصورت کارنامے ہیں۔ اللہ تعالی کے سارے اعمال انصاف اور کرم پر مبنی ہیں۔

اے اللہ تیرے لئے ہی ساری تعریفیں ہیں کہ تو نے ہمارے پاس اپنی کتاب بھیجی، ہمیں اپنی عزت و عظمت سے آگاہ رکھا، اور ہمارے لئے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔

یقیناً اللہ تعالی قابلِ تعریف ہیں۔۔۔

اللہ تعالی مجید، کبیر، عظیم اور جلیل ہیں۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی مجید، کبیر، عظیم اور جلیل ہیں۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی کی ذات کبریائی و بزرگی، اور عظمت و جلال کی صفات سے متصف ہے۔ وہ ہر چیز سے بڑا، ہر چیز سے عظیم، اور ہر چیز سے اعلی و بلند ہے۔ اس کے اولیاء و مقرب بندوں کے دلوں میں اسی کے لئے تعظیم و اکرام ہے، یقیناً ان کے دل اس کی عزت و اکرم کے جذبے سے سرشار ہیں، اور اس کی کبریائی کے سامنے سر بسجود کھڑے ہونے کے خواہاں ہیں۔

اے عظیم ذات تو کتنا ہی زیادہ پاک ہے، اور تیری عظمت کتنی ہی زیادہ بلند و بالا ہے۔ پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر۔ الواقعۃ: ٩٦

ہم تیری تعریف، اور تیری عظمت و جلال کا احاطہ نہیں کرسکتے ہیں۔ اے بڑی و بلند ذات ۔ ۔ ۔ اے عزت و جلال والی ذات۔

وہ پاک ذات اپنی بلند صفات میں عظمت والی ہے، اور وہ اپنے اسماء و صفات میں عظیم ہے۔

اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ الشوریٰ: ١١

وہ عزت و جلال والا ہے، جو کوئی اس میں سے کسی چیز میں اللہ تعالی سے جھگڑا کرے، تو اللہ تعالی اس کو ذلیل و خوار کردیں۔ جیساکہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: "کبریائی میری چادر ہے، اور عظمت میرا تہ بَند ہے۔ اگر ان دو میں سے کسی ایک میں بھی کوئی مجھ سے جھگڑا کرے، تو میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا" اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی مجید، کبیر، عظیم اور جلیل ہیں۔۔۔

اللہ تعالی علی، اعلی اور متعال ہے۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی بلند و بالا اور برتر ہے۔۔۔

"اللہ تعالی بلند و بالا اور برتر ہے ۔۔۔

ہر طرح کی بلندی: ذاتی، قدرت وصفات کی بلندی، اور غلبہ و قدرت کی بلندی صرف اسی کے لئے ہے۔

وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ البقرۃ: ٢٥٥

وہ عرش پر قائم ہے، وہ عظمت و کبریائی، جلال و جمال، اور غایتِ کمال کے ساتھ موصوف ہے، اور یہ ساری چیزیں اسی پر ختم ہیں۔

"العلی الاعلیٰ"

وہ ہر اس عیب سے بلند و بالا ہے، جو اس کے شایانِ شان نہیں، اور ہر نقص اور شبہ سے دور ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات، اور اپنی قدرت کے ذریعے بلند و بالا ہے، یقیناً اس کی ذات بلند و برتر ہے۔

یقیناً اللہ تعالی علی و اعلی اور بلند و برتر ہے۔۔۔

اللہ تعالی تنگی اور کشادگی عطا کرنے والا ہے۔۔۔

یقیناً اللہ تعالی تنگی اور کشادگی عطا کرنے والا ہے۔۔۔

"اللہ تعالی قابض ہیں"

وہ کچھ قوموں کے لئے رزق میں تنگی پیدا کرتا ہے، تاکہ انہیں آزمائے، کچھ دیگر قوموں سے رزق روک لیتا ہے، تاکہ انہیں مغلوب کرے، اور کچھ قوموں کا رزق محفوظ رکھتا ہے، تاکہ ان کے درجات بلند کرے۔

"اللہ تعالی باسط ہیں"

اللہ تعالی رزق میں کشادگی پیدا کرتا ہے، اور دلوں کی معرفت میں بھی کشادگی پیدا کرتا ہے۔ اور یہ سب اس کی حکمت و رحمت، اور جود و کرم کے تقاضوں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی تنگی و کشادگی پیدا کرنے والا ہے۔۔۔

https://www.with-allah.com/ur

اللہ تعالی دینے اور چھیننے والا ہے۔

یقیناً اللہ تعالی دینے اور چھیںنے والا ہے ۔ ۔ ۔

"اللہ تعالی معطی و مانع ہے"

جس کو اللہ تعالی عطا کردے، تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے، اور جس کو دینے سے وہ باز رہے، تو کوئی اس کو دینے والا نہیں ہے۔ ساری مصلحتیں اور منافع اسی سے طلب کئے جاسکتے ہیں، اور اسی کی طرف سے یہ ساری چیزیں بٹتی ہیں، اور وہی ذات ہے جس کو چاہے یہ چیزیں عطا کرتی ہے، اور اپنی حکمت و رحمت کی بنیاد پر جس سے چاہے، روک لیتی ہے۔

اے کشادگی پیدا کرنے والی ذات ہم پر اپنی رحمتوں کو کشادہ کردے، ہمیں اپنی نوازشوں سے نوازدے، اور اے روکنے والی ذات ہم سے برائیوں کو روک لے، اور اے منع کرنے والی ذات ہم سے شرور و فتن کو دور کردے۔

یقیناً اللہ تعالی دینے اور چھیننے والا ہے۔ ۔ ۔

ب: کائنات میں اللہ تعالی کے اسماء سے پڑنے والے اثرات:

اسماء حسنی اور صفاتِ عالیہ کی معرفت ساری چیزوں کی معرفت سے بہت بلند و عالی چیز ہے۔ اللہ تعالی کے اسماء میں سے ہر ایک نام کی ایک خصوصی صفت ہے۔ اللہ تعالی کے اسماء تعریف و کمال کے اوصاف پر مشتمل ہے۔ اور ہر صفت کا ایک تقاضہ اور اس کا ایک عمل ہے، اور ہر عمل کا ایک اثر ہے، جو اس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کی ذات کو اس کے اسماء سے، ان اسماء کو ان کے صفات و معانی سے، ان صفات کو اُن کے متقاضی اعمال سے، اور ان اعمال کو ان کے اثرات سے خالی سمجھنا محال و ناممکن ہے۔ یہ سب اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے آثار ہی میں شمار ہیں۔

اللہ تعالی کے اعمال حکمت و مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں، اور اس کے بڑے اچھے اچھے نام ہیں۔ ان اسماء کو ان کے اثرات سے خالی گردانا اللہ کی ذات میں ناممکن و محال بات ہے۔ اسی لئے اللہ تعالی نے اس شخص پر نکیر کی، جو اس کے حکم کو یا ثواب و عقاب کے معاملے کے اللہ تعالی کے لئے غیر ضروری سمجھا۔ کیونکہ اس طرح سے اس شخص نے اللہ تعالی کی طرف ایسی چیز منسوب کی جو اس کے شایانِ شان نہیں ہے، اور ایسی چیز منسوب کردی جس سے وہ پاک ہے، اور اس نے گویا یہ کہا ہو کہ یہ تو ایک بہت برا حکم ہے، جس

ساری تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں۔ وہ اسی طرح ہے جس طرح خود اس نے اپنی وصف بیانی کی ہے، اور وہ مخلوق کی وصف بیانی سے بہت بلند و بالا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

کسی نے بھی اس پر یہ حکم لاگو کیا ہو۔ اور جو شخص اس جیسی چیزیں اللہ تعالی کی طرف منسوب کررہا ہے، حقیقت میں وہ اللہ تعالی کی کماحقہ قدردانی نہیں کررہا ہے، اور نہ وہ اللہ تعالی کی اس کے شایانِ شان تعظیم کررہا ہے، جیساکہ اللہ تعالی نے نبوت، رسول اور کتابوں کا انکار کرنے والے لوگوں کے بارے میں کہا ہے کہ: اور ان لوگوں نے اللہ کی جیسی قدردانی کرنا واجب تھی ویسی قدر نہ کی جب کہ یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ الانعام: ۹۱

اللہ تعالی نے قیامت، اور عذاب و ثواب کا انکار کرنے والوں کے بارے میں کہا کہ: اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالی کی کرنی چاہئے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔

الزمر: ۶۷

نیز اللہ تعالی نے مختلف قسم کے لوگوں، جیسے نیکوکار اور بدکار، مومن اور کافر کے درمیان برابری کو جائز قرار دینے والوں کے بارے میں کہا کہ: کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہوجائے، برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کررہے ہیں۔ الجاثیۃ: ۲۱

اللہ تعالی نے خبر دی کہ یہ ایک غلط و برا حکم ہے، جو اس کے شایانِ شان نہیں ہے، اس کے اسماء و صفات اس سے بری ہیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔ المومنون: ۱۱۵- ۱۱۶

اللہ تعالی اس جیسی بدگمانی سے بلند و بالا ہے، جو اس کے اسماء و صفات کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

اس کی بہت سی مثالیں قرآن کریم میں موجود ہیں، جن میں اللہ تعالی نے اپنے اسماء و صفات کی مخالف چیزوں کی اپنے آپ سے نفی کی ہے، اس لئے کہ اس سے صفاتِ الٰہیہ کو کمالات اور ان کے تقاضوں سے خالی سمجھنا لازم آتا ہے۔

اس ذات کا نام "حمید مجید" ہے، جو اس بات سے مانع ہے کہ وہ انسان کو بیکار و معطّل بناکر چھوڑدے، نہ اس کو کسی چیز کا حکم دے اور نہ کسی چیز سے منع کرے، نہ اس کو اچھائی کا بدلہ دے اور نہ برائی پر سزا دے۔ اسی طرح اس کا نام "حکیم" ہے، جو ان چیزوں سے مانع ہے، نیز اللہ تعالی کے نام "الملک" کی بھی یہی صورتحال ہے۔ اس ذات کا نام "الحق" ہے، جو اس بات سے مانع ہے کہ وہ کسی عمل سے عاجز ہو، بلکہ عمل ہی

زندگی کی حقیقت ہے، چنانچہ ہر زندہ انسان سے اعمال سرزد ہوتے ہیں، اور اللہ تعالی کا خالق و قیوم ہونا اس کی زندگی کے لوازمات و تقاضوں میں شمار ہے۔ اس کا نام "السمیع البصیر" ہے، جس کے لئے کسی دیکھی اور سنی جانے والی چیز کا ہونا لازم ہے۔ اس کا نام "الخالق" ہے، جس کے لئے کسی مخلوق کا ہونا ضروری ہے۔ اس کا نام "الرزاق" کا بھی یہی حال ہے۔ اس کا نام "الملک" ہے، جو حکومت و بادشاہت، تصرف و تدبیر، دینے اور چھیننے، احسان و انصاف کرنے، اور ثواب وعقاب دینے کا متقاضی ہے۔ اور اس کے نام "البر، المحسن، المعطی اور المنان" اور اس جیسے دیگر سارے نام ان کے تقاضوں اور لوازمات کے متقاضی ہیں۔

اللہ تعالی کے نام "الغفار، التواب، العفو" ہیں، ان سب ناموں کے لئے ان کے متعلقات کا ہونا ضروری ہے، لہذا کسی ایسے گناہ کا ہونا ضروری ہے، جس کو معاف کیا جائے، توبہ کا ہونا ضروری ہے، جس کو وہ قبولیت سے نوازے، اور ایسی غلطیوں کا ہونا ضروری ہے، جس کو وہ درگذر کرے۔ اللہ تعالی کے نام "الحکیم" کے لئے کسی ایسے معاملے سے متعلق ہونا ضروری ہے، جس پر اس کا حکم لگایا جائے؛ کیونکہ ان ناموں کا اپنے مقتضیات پر مشتمل ہونا ایسے ہی ہے جیساکہ مخلوق کے لئے خالق کا ہونا، مرزوق کے لئے رازق کا ہونا، بندے کے لئے کسی معطی کا ہونا، اور بندے کے لئے کسی مانع کو ہونا ضروری ہے۔ اور اللہ تعالی کے یہ سارے نام اچھے ہیں۔

اللہ تعالی اپنی ذات، اور اپنے اسماء و صفات سے محبت کرتا ہے؛ وہ معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، مغفرت کو پسند کرتا ہے، توبہ کو پسند کرتا ہے، اور جب بندہ توبہ کرتا ہے، تو وہ ناقابلِ بیان حد تک خوش ہوتا ہے، اس سے درگذر کرتا ہے، اس کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اس کو معافی کا مژدہ سناتا ہے۔

اللہ تعالی کی پاک ذات "الحمید المجید" ہے۔ اس کی پاکی اور بزرگی اپنے اپنے اثرات کے متقاضی ہے۔ اور ان دونوں کے اثرات یہ ہیں کہ لغزشوں کو معاف کیا جائے، غلطیوں سے درگذر کیا جائے، برائیوں پر چشم پوشی کی جائے، اور گناہوں سے مغفرت بخشی جائے، حالانکہ اللہ تعالی کو اپنا حق وصول کرنے پر پوری قدرت حاصل ہے، وہ جرم کی حقیقت، اور اس پر دی جانے والی سزا سے بھی باخبر ہے۔ باوجود اس کے اللہ تعالی کا علم رکھتے ہوئے درگذر کرنا، اور قدرت رکھتے ہوئے معاف کرنا، محض اس کی کمالِ عزت اور کمالِ حکمت پر بنی ہے۔ جیساکہ اللہ تعالی حضرت عیسی مسیح علیہ السلام کی زبانی فرماتے ہیں: اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرمادے تو تو زبردست ہے حکمت والا ہے۔ المائدۃ: ۱۱۸

یعنی: اے پاک ذات تیری طرف سے ملنے والی معافی محض تیرے کمالِ قدرت اور کمالِ حکمت کی بناء پر ہے، تو اس شخص کی طرح نہیں ہے جو کمزور ہونے کی وجہ سے معاف کرتا ہے، اور نہ تو اس شخص کی طرح ہے، جو حقوق کی مقدار سے ناواقفیت کی بناء پر درگذر کرتا ہے، بلکہ تو اپنے حقوق سے زیادہ واقف ہے، اپنا حق واپس لینے پر قادر ہے، اور حقوق کی بازیابی میں تو حکمت والا ہے۔

جو انسان اللہ تعالی کے اسماء و صفات کا اس دنیا اور دنیوی معاملات پر پڑنے والے اثرات کے بارے میں غور و فکر سے کام لے گا، تو اس کو یہ معلوم ہوجائے گا کہ بندے کے ہاتھوں ہونے والے یہ گناہ بھی اللہ تعالی کے اسماء و صفات اور اس کے اعمال کے کمالات میں شامل ہیں۔ نیز گناہ کے مقاصد بھی اللہ تعالی کی بزرگی و بڑائی کے متقاضی ہیں، جس طرح سے کہ یہ اس کی ربوبیت و الوہیت کے بھی عین مطابق ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی کے ہر فیصلے اور ہر حکم میں اعلی درجے کی حکمت، کھلی نشانیاں، بندوں کی اپنے رب کے اسماء و صفات سے واقفیت، اِن کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کرنے کا داعیہ، اس کا ذکر و شکر، اور اس کے اسماء حسنی سے اس کی بندگی کا پیغام ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کے ہر نام کے ساتھ ایک مخصوص علمی و عملی عبادت وابستہ ہے۔ اور لوگوں میں سب سے با کمال عبادت اس شخص کی ہے جو اللہ تعالی کے سارے ناموں، اور اپنی اطلاع کے مطابق ساری صفات پر ایمان رکھتے ہوئے عبادت کرتا ہو؛ لہذا ایک نام کی بندگی اس کو دوسرے نام کی بندگی سے مانع نہیں ہوتی ہے۔ جیساکہ وہ شخص جس کو "القدیر" نام کی بندگی "الحلیم" یا "الرحیم" کی بندگی سے مانع ہو، یا "المعطی" کی بندگی "المانع" کی بندگی سے مانع ہو، یا "الرحیم"، یا "العفو"، یا "الغفور" کی بندگی "المنتقم" کی بندگی سے مانع ہو۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں، سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو۔
الاعراف: ۱۸۰

ان ناموں کے ذریعے کی جانے والی دعاء اپنی ضرورت پر، اللہ تعالی کی تعریف پر اور اس کی بندگی پر مشتمل ہوتی ہے۔ اللہ تعالی خود اپنے بندوں کو اس بات کی ہدایت دیتا ہے کہ وہ اس کے ناموں اور صفات سے اس کو پہچانیں، ان ناموں کے ذریعے اس کی تعریف بیان کریں، اور ان ناموں کی بندگی سے اپنا اپنا حصہ حاصل کرلیں۔

اللہ تعالی اپنے اسماء و صفات کے اثرات و تقاضوں سے محبت کرتا ہے؛ چنانچہ وہ علیم ہے، لہذا ہر علم رکھنے والے کو پسند کرتا ہے، وہ سخی و داتا ہے، لہذا ہر سخاوت کرنے والے کو پسند کرتا ہے، وہ طاق ہے، لہذا طاق عدد کو پسند کرتا ہے، خوبصورت ہے، لہذا خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، معاف کرنے والا ہے، لہذا معافی کو اور معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، حیاء رکھتا ہے، لہذا حیاء اور حیاء کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، نیک ہے، لہذا نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے۔ نوازنے والا ہے، لہذا شکر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بردبار ہے، لہذا بردباروں کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے توبہ و مغفرت، اور معافی و نجات سے اپنی محبت کی وجہ سے مخلوق کو پیدا کیا ہے، جو اس سے معافی مانگیں، توبہ کریں، اور اس سے معافی کے طلبگار رہیں۔

اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے، اور نہ وہ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کے مشابہ ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیش اپنے اسماء و صفات کے ساتھ باقی ہے۔

امام ابو حنیفہ

https://www.with-allah.com/ur

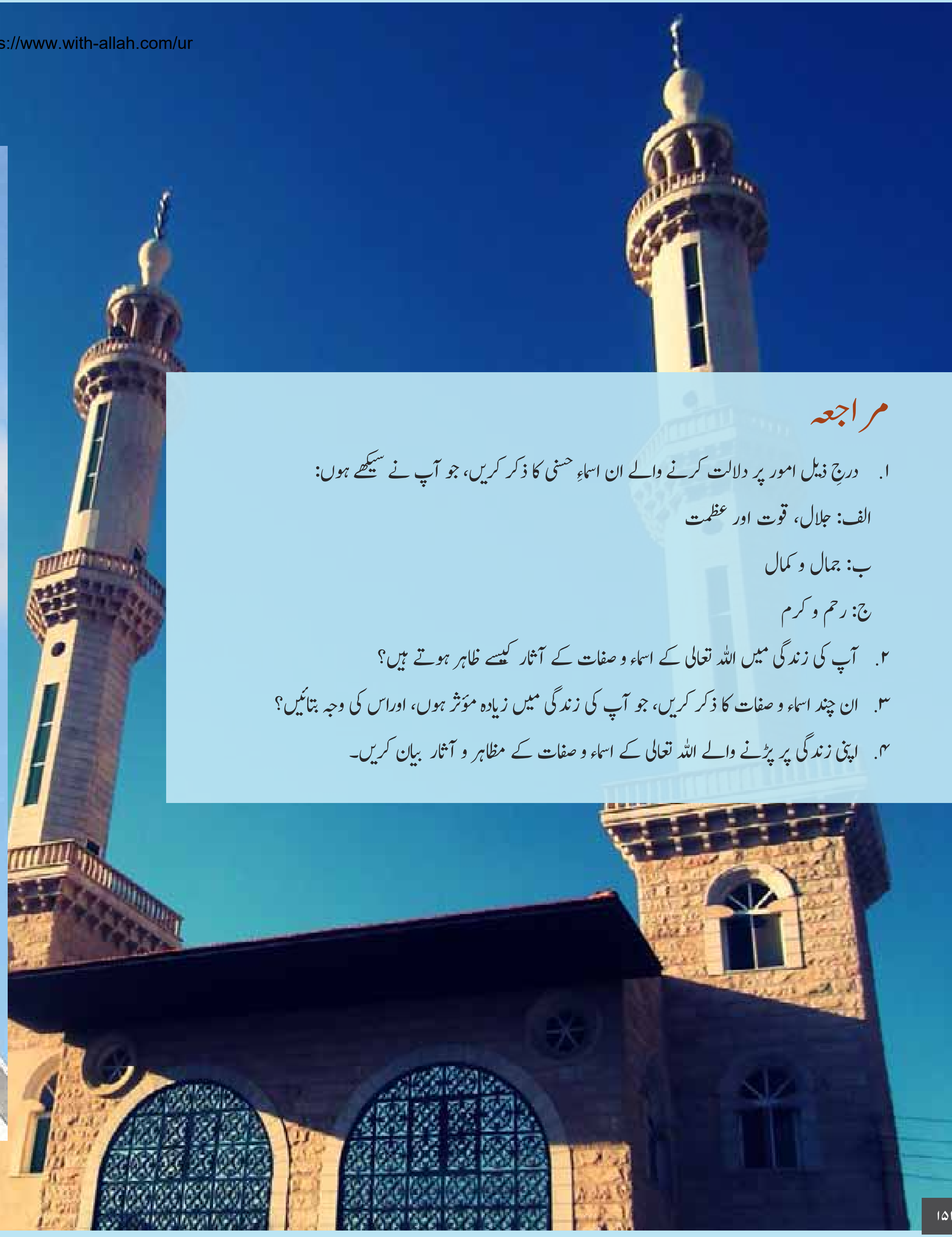

مراجعہ

۱. درجِ ذیل امور پر دلالت کرنے والے ان اسماءِ حسنی کا ذکر کریں، جو آپ نے سیکھے ہوں:

الف: جلال، قوت اور عظمت

ب: جمال و کمال

ج: رحم و کرم

۲. آپ کی زندگی میں اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے آثار کیسے ظاہر ہوتے ہیں؟

۳. ان چند اسماء و صفات کا ذکر کریں، جو آپ کی زندگی میں زیادہ مؤثر ہوں، اوراس کی وجہ بتائیں؟

۴. اپنی زندگی پر پڑنے والے اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے مظاہر و آثار بیان کریں۔

خاتمہ: خالص و سچے ایمان کی دعوت

جو اللہ تعالی کو پہچان لے، وہ اس سے محبت کرے گا، اس کی عبادت کرے گا، اور اس کے لئے مخلص ہو گا۔

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ ساری رات عبادت میں گذارتے تھے، اور کسی کو اس کا علم ہونے نہیں دیتے تھے، پھر جب صبح ہوتی، تو کچھ اس طرح کی آوازیں کرتے تھے، کہ گویا ابھی نیند سے بیدار ہوئے ہوں۔

خاتمہ: خالص و سچے ایمان کی دعوت

جو اللہ تعالی کو پہچان لے، وہ اس سے محبت کرے گا، اس کی عبادت کرے گا، اور اس کے لئے مخلص ہو گا۔

اخلاص کا مفہوم:

اخلاص مخلصین کی جنت، متقین کی روح، اور بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان ایک راز ہے۔ اخلاص وسوسوں اور ریاکاری ختم کرتا ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ آپ اپنے عمل سے صرف اور صرف اللہ کی رضامندی کے طلبگار رہیں، آپ کے دل میں اس کے علاوہ کوئی اور مقصد نہ ہو، نہ لوگوں کی تعریف و ثناء کے آپ خواہشمند ہوں، اور نہ آپ کو اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور سے کسی بدلے کی امید ہو۔

اخلاص عمل اور حسنِ عمل کا کمال ہے۔ اخلاص دنیا کی سب سے عزیز و پیاری چیز ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ آپ تنہا ایک اللہ کی طاعت و عبادت کریں۔ اخلاص یہ ہے کہ مخلوق کی نگاہوں کو بھولتے ہوئے ہمیشہ اللہ کی طرف سے ہونے والی نگرانی کو یاد رکھیں، چنانچہ جو کام اللہ کے لئے ہوگا، اللہ کی کریم ذات اس کا بدلہ ضرور دے گی، اور جو کام اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے ہو گا، تو وہ کام بیکار شمار ہو گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر انسان کو وہی کچھ ملنے والا ہے، جس کی اس نے نیت کی ہے۔ جو انسان دنیا حاصل کرنے کے لئے، یا کسی خاتون سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی ہو، تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لئے شمار ہوگی، جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہے"۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اخلاص کا مقام:

اخلاص کا دین میں بڑا اونچا مقام ہے، اس کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی ہے؛ چنانچہ کوئی عمل اخلاص کے بغیر قابلِ قبول نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں ہمیں اخلاص پیدا کرنے کی نصیحت کی ہے، جیساکہ اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے کہ: انہیں اس کے سواء کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں صرف اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ البینۃ: ۵

اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے کہ: آپ فرماد یجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔ الانعام: ۱۶۲-۱۶۳

نیز اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔ الملک: ۲

اور اللہ تعالی کا یہ بھی فرمان ہے کہ: یقیناً اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ الزمر: ۲-۳

اور یہ بھی فرمایاکہ: تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔ الکھف: ۱۱۰

آپ کیسے مخلص بن سکتے ہیں؟

> ہر وہ باطنی چیز جو ظاہری شکل کے مخالف ہو، وہ غلط ہے۔

پہلی چیز: اللہ تعالی کی وحدانیت کا تیقن پیدا کریں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبردار! اللہ تعالی ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے۔ الزمر: ۲-۳

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: انہیں اس کے سواء کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں صرف اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ البینۃ: ۵

دوسری چیز: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ثبوت پیش کریں۔ آپ نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے، ان پر عمل کریں۔ آپ نے جن چیزوں سے منع کیا ہے، ان سے باز رہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ساری باتوں و خبروں کو سچا مانیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اے ایمان والو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالی کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔ النساء: ۵۹

تیسری چیز: جب آپ مخلص بننا چاہتے ہوں، تو نیک اعمال کرنے پر راغب بنیں، اور ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ وہ سات شخص جن کو اللہ تعالی اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا، جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں سے وہ شخص بھی ہے: "۔۔۔ جس نے صدقہ کیا ہو، اور لوگوں سے اپنے اس عمل کو چھپائے رکھا ہو۔۔۔" اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ: "۔۔۔ سارے اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے ۔۔" اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

چوتھی چیز: دل سے لوگوں کی تعریف و ثناء کرنے سے محبت کرو، لوگوں کی ملی ہوئی نعمتوں سے لاتعلقی کا اظہار کرو، اور اپنا تعلق اپنے خالق و مالک سے بنائے رکھو؛ کیونکہ مخلص انسان دنیا کو حاصل کرنے، یا کسی خاتون سے نکاح کرنے کا راغب نہیں ہوتا ہے، بلکہ وہ تو اللہ کی رحمت سے آس لگائے بیٹھتا ہے۔

پانچویں چیز: آپ اپنے آپ کو پروردگار کے دربار میں جھونک دیں، اور اس کے بابِ رحمت پر ذلت و خواری کی چوکھٹ تھامے رہیں، یہ دعاء کرتے رہیں کہ اللہ تعالی آپ کو اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے، آپ کو ریاکاری سے بچائے، اور آپ کے پچھلے گناہ و معاصی کو معاف کردے۔

چھٹی چیز: ریاکاری سے پرہیز کریں، اور اس سے ڈرتے رہیں؛ چنانچہ جب بندہ ریاکاری اور اس کے راستوں پر چلنے لگتا ہے، تو وہ اخلاص کے راستے سے دور ہوجاتا ہے۔ ریاکاری میں یہ بھی شامل ہے کہ بعض لوگ اپنے آپ کو اللہ کا ولی کہتے ہیں، یا انہیں پسند ہوتا ہے کہ ان کو اللہ کا ولی کہا جائے، یا وہ اپنے اعمال و اقوال لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو تو ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال [کا بدلہ] یہیں بھرپور پہنچادیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔ ھود: ۱۵-۱۶

ریاکاری شرکِ اصغر ہے، اور اس کے برے انجاموں میں سے ایک یہ انجام کافی ہے کہ اعمال قبول نہیں کئے جاتے ہیں، چاہے وہ ظاہری طور پر اچھے ہی اعمال کیوں نہ ہوں، اور ان اعمال کو صاحبِ عمل کے منہ پر مار دیا جائے گا۔

ساتویں چیز: مخلص لوگوں کی صحبت اختیار کریں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے ۔۔۔" اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

> اخلاص یہ ہے کہ آپ اپنے اعمال پر اللہ تعالی کے علاوہ کسی کی گواہی کے طالب نہ رہیں، اور نہ اس کے علاوہ کسی سے کسی بدلے کی امید لگائے بیٹھیں۔

> انسان کے دل میں اخلاص اور مدح و تعریف کی محبت اکٹھا نہیں ہوسکتی ہے، مگر جس طرح سے کہ آگ اور پانی اکٹھا ہوتے ہیں۔

آٹھویں چیز: عبادت کو پوشیدہ رکھیں، اور چپکے چپکے اللہ تعالی سے لَو لگائیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دے دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ البقرۃ: ۲۷۱

نویں چیز: اپنے نفس کا سختی سے سخت ترین محاسبہ کرتے رہیں، اور ہر حال اور ہر وقت میں اپنا محاسبہ کریں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھادیں گے۔ العنکبوت: ۶۹

اللہ تعالی کے فرمان میں اس لفظ پر غور کریں: "ہماری راہ میں"

دسویں چیز: اللہ تعالی سے ہمیشہ اور بار بار مانگتے رہیں، کیونکہ محتاج بندہ جب اپنے آقا کا دروازہ پکڑا رہتا ہے، تو آقا اس پر رحم کھانے لگتا ہے، اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہے، اور اس کی حاجت کی برآری کرتا ہے۔ ۔ ۔ دعاء تو وہ ہے جو خالص اللہ تعالی کے لئے ہو۔

اخلاص کے نتائج:

۱. اعمال کی قبولیت:

یہ سب سے اہم مقصود ہے؛ چنانچہ اعمال کی قبولیت کے لئے ایک شرط اخلاص ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بیشک اللہ تعالی وہی عمل قبول کرتا ہے، جو اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو، اور اس عمل سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو"۔ اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

۲. مدد و نصرت اور تقویت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "بیشک اللہ تعالی اس امت کو اس کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص سے مدد پہنچائے گا"۔ اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

۳. دلی بیماریوں سے سلامتی و حفاظت:

دلی بیماریاں، جیسے کینہ کپٹ، خیانت اور حسد سے دل سلامت رہتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعے پر فرمایا کہ: تین چیزوں سے مسلمان کا دل کبھی بغض نہیں رکھتا ہے: اللہ کے لئے عمل کو خالص کرنے میں، مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی میں، اور مسلمانوں کی جماعت کا ساتھ دینے میں؛ کیونکہ دعائیں انہیں گھیرے ہوئے ہوتی ہیں"۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

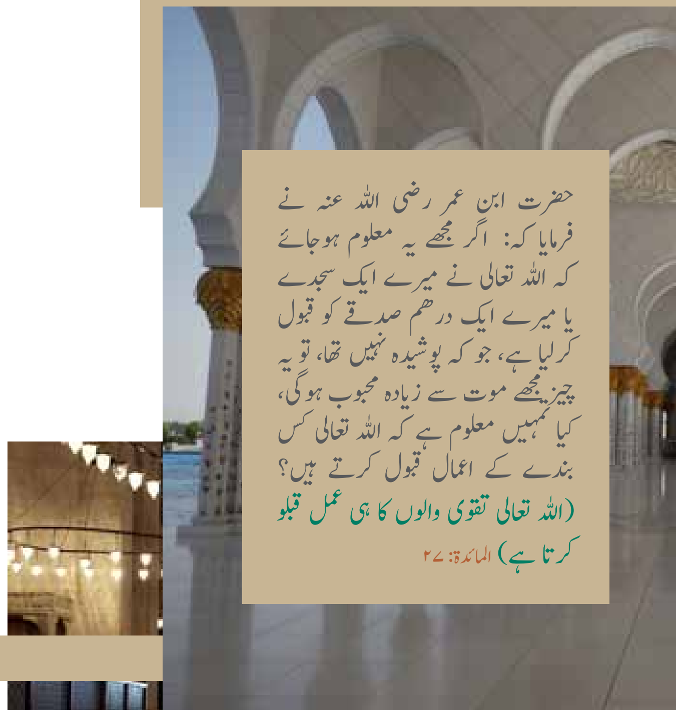

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالی نے میرے ایک سجدے یا میرے ایک درھم صدقے کو قبول کرلیا ہے، جو کہ پوشیدہ نہیں تھا، تو یہ چیز مجھے موت سے زیادہ محبوب ہوگی، کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالی کس بندے کے اعمال قبول کرتے ہیں؟ (اللہ تعالی تقوی والوں کا ہی عمل قبلو کرتا ہے) المائدۃ: ۲۷

۴. دنیوی اعمال کو نیک اعمال کے ساتھ ضم کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " ۔ ۔ تم میں سے کسی کا اپنی جنسی خواہشات کو پورا کرنے میں بھی صدقہ ہے۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول: ایسے کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرے، اور اس پر بھی اس کو ثواب دیا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر وہ انسان حرام طریقے سے اپنی خواہش پوری کرتا، تو کیا اس پر اس کو گناہ نہیں ہوتا؟ چنانچہ جب وہ حلال طریقے سے اپنی خواہش پوری کیا ہے، تو ضرور اس کو اس پر ثواب ملے گا"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۵. شیطانی خیالات، وہم اور وسوسوں سے دور رہنا:

اللہ تعالی نے شیطان کو اپنے دربار سے دھتکارتے ہوئے، اور اپنی رحمت سے اس کو دور کرتے ہوئے اس کے متعلق فرمایا: [شیطان نے] کہا کہ اے میرے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لئے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی۔ الحجر: ۳۹-۴۰

۶. مصیبت و تکالیف سے راحت: اس کی واضح مثال وہ تین لوگ ہیں، جو رات کے اندھیرے یا بارش کی وجہ سے ایک غار میں پناہ لے بیٹھے۔ یہ تفصیلی حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے۔

۷. فتنوں کے خطرات سے سلامتی و حفاظت: اس کی واضح مثال حضرت یوسف علیہ السلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رونما ہونے والے واقعات ہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اس عورت نے یوسف کی طرف کا قصد کیا اور یوسف اس کا قصد کرتے اگر وہ اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھتے۔ یونہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کردیں۔ بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔ یوسف: ۲۴

بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ظاہری طور پر اپنے آپ کو دنیا سے دور رکھے ہوئے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں دنیا کی محبت گھل مل گئی ہے۔ اور بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں، جو ظاہری طور پر دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں دنیا کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور ان دونوں میں یہی دوسرے لوگ زیادہ عقلمند ہیں۔

۸. اجر و ثواب کا حصول، چاہے عمل کی قوت باقی نہ رہی ہو، اللہ تعالی فرماتے ہیں: ہاں ان پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کردیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تو تمہاری سواری کے لئے کچھ بھی نہیں پاتا، تو وہ رنج و غم سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ انہیں خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی میسر نہیں۔ التوبۃ: ۹۲

اللہ کے معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہ فرمایا کہ: " جو شخص صدقِ دل سے اللہ تعالی سے اس کی راہ میں شہادت مانگے، تو اللہ تعالی اس کو شہداء کے مرتبے تک پہنچادیتا ہے، چاہے اس کی موت بستر ہی پر ہوئی ہو"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۹. جنت میں داخلہ: اللہ تعالی فرماتے ہیں: تمہیں اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے۔ الصافات: ۳۹

نیز اللہ تعالی فرماتے ہیں: مگر اللہ تعالی کے خالص برگزیدہ بندے۔ انہیں کے لئے مقررہ روزی ہے۔ [ہر طرح کے] میوے، اور وہ باعزت و اکرام ہوں گے نعمتوں والی جنتوں میں۔ تختوں پر ایک دوسرے کے

سامنے [بیٹھے] ہوں گے۔ جاری شراب کے جام کا ان پر دور چل رہا ہوگا۔ جو صاف شفاف اور پینے میں لذیذ ہوگی۔ نہ اس سے دردِ سر ہو اور نہ اس کے پینے سے بہکیں۔ اور ان کے پاس نیچی نظروں، بڑی بڑی آنکھوں والی [حوریں] ہوں گی۔ ایسی جیسے چھپائے ہوئے انڈے۔ الصافات: ۴۰-۴۹

اخلاص کے ثمرات میں سب سے بڑا ثمرہ یہی ہے۔

> بہت سے ایسے چھوٹے اعمال ہیں، جو نیت کی بناء پر بڑے بن جاتے ہیں، اور بہت سے ایسے بڑے اعمال ہیں، جو نیت کی بنیاد پر چھوٹے بن جاتے ہیں۔
>
> ابن مبارک

> آپ اپنی نیکیوں کو چھپاؤ، جس طرح سے کہ آپ اپنی برائیوں کو چھپاتے ہو۔
>
> ابو حازم المدنی

مراجعہ

۱. اخلاص رکھنے اور نہ رکھنے والے کے درمیان پائے جانے والے فرق کو بیان کریں۔

۲. اخلاص کی ضد کیا ہے؟

۳. وہ کیا اسباب ہیں جو لوگوں کو وحدانیت اور اخلاص کی نعمت کے باوجود ریاء یا شرک پر ابھارتے ہیں؟

https://www.with-allah.com/ur

منصوبے کی زبانیں

العربيـــة - Español - Bahasa Indonesia - فارسی - Hausa - English - Português - Тоҷикӣ - বাংলা - Filipino - Français - Türkçe - Русский - አማርኛ - हिन्दी - Deutsch - 中文 - اردو - Kiswahili - Italiano - தமிழ்

www.with-allah.com

منصوبے کا پیغام

اللہ تعالی کی ذات کا تعارف، صحیح عقائد کی تعلیم، اخلاق و سلوکیات پر عقائد سے پڑنے والے اثرات کے ذکر کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے دربار سے قریب کرنا، اور ان کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کرنا ہے، اور اس مقصد تک پہنچانے والے تمام ٹیکنیکل وسائل اور میڈیا کے استعمال پر اعتماد کیا گیا ہے۔

مقاصد

١. لوگوں کو اللہ تعالی سے قریب کرنا، اور ان کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا کرنا
٢. لوگوں کو اللہ تعالی کے جمال و جلال اور اس کی عظمت سے روشناس کروانا۔
٣. اللہ تعالی کے ذات کے بارے میں صحیح عقائد کی وضاحت کرنا۔
٤. اخلاق و سلوکیات پر عقائد کے پڑنے والے اثرات کو واضح کرنا۔

مقصود جماعت:

١. عام مسلمان۔
٢. نو مسلم حضرات۔
٣. غیر مسلم، تاکہ اللہ تعالی کے بارے میں مسلمانوں کے عقائد ان کے سامنے بیان کئے جائیں۔

SPACE CHANNELS
www.spacechanels.com

www.fiqh-urdu.com

www.lighttvs.com

المنبر العالمي
Global Minbar

www.minberurdu.com

الطريق إلى السعادة
The Path to Happiness

www.path-2-happiness.com

https://www.with-allah.com/ur

الطريق إلى السعادة
The Path to Happiness

منصوبے کی زبانیں

منصوبے کی زبانیں

صارف دوست ویب سائٹس

أكاديمية البلدة الطيبة
Balda Tayiba Academy

Imam Academy
أكاديمية الأئمة والخطباء

أكاديمية شيخ الإسلام ابن تيمية

أكاديمية حواء

الهدى أكيدمي

Al-Huda Academy

AIA
African Islamic Academy

AIA
African Islamic Academy

ইলম একাডেমি

أكاديمية الإمامين ابن باز - ابن عثيمين

KAP
KNOWLEDGE ACADEMY
PHILIPPINES

تدارس

جامعة ابن كثير الدولية
Ibn Kathir International University
of Humanities and Islamic Sciences

https://www.with-allah.com/ur

منصوبے کی زبانیں